سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللھم صل علیٰ محمد وآل محمد

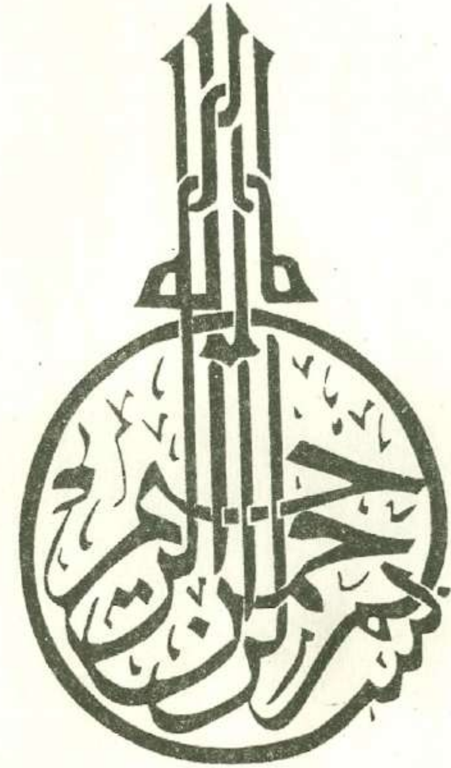
باب مدینہ پبلی کیشنز

مکان نمبر آر-۵۱-۳۰۰ .بلاک ۲ .میٹرو ول تھرڈ گلزار ہجری .کراچی ۷۵۳۳۰

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللھم صل علی محمد وآل محمد

باب مدینہ پبلی کیشنز
مکان نمبر آر-۳۰۵۱، بلاک ۲، میٹرو ول تھرڈ، گلزار ہجری، کراچی ۷۵۳۳۰



میری انتہائے نگارش یہی ہے
آپ کے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم

سعادتِ تالیف ...... محمد یامین

مکان نمبر آر۔۳۰۵۱، بلاک ۲، میٹرول تھرڈ،
گلزارِ ہجری، کراچی ۷۵۳۳۰

شرفِ کتابت ...... محمد ناصر خان چشتی (فاضل دار العلوم نعیمیہ کراچی)
0300-2080345, mnk_chishti@yahoo.com

باہتمام ......

بارِ اوّل ...... رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ/اگست ۲۰۱۱ء

تعداد ...... ایک ہزار

ھدیہ ...... تحفتاً

انتساب

سیدالبشر

محسن انسانیت

محمد عربی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم

سے والہانہ

محبت کرنے والوں

کے نام...!

فہرس



کچھ دوسری اشاعت کے بارے میں

سب سے اوّل و اعلیٰ ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اشاعت ایک ہزار کتب پر مشتمل تھی۔ سب کی سب کتب صاحب ذوق حضرات میں احسن طریقے سے تقسیم کردی گیں، لیکن ابھی طلب باقی ہے۔ جناب احمد حسن صاحب نے اس طلب کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اپنے دوستوں کے تعاون سے مزید ایک ہزار کتب چھپوا کر آپ تک پہنچانے کا بندوبست کیا۔ اللہ تعالیٰ اُنکے اور انکے رفقاء کے اس نیک عمل کو اپنی بارگاہ میں مقبول و صبرور فرمائے۔ ہم جناب رحمت علی صاحب کے بھی انتہائی شکرگزار ہیں کہ جنہوں نے اپنی ذاتی دل چسپی سے کتاب ہٰذا کو چھاپنے کا بندوبست کیا۔

خیر اندیش

محمد یامین

(قادری، چشتی، صابری وقلندری)

حمد باری تعالیٰ

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر و بیاں تیرا

زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں ترے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانا ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانا ہے کہاں تیرا

ترا محبوب پیغمبر تری عظمت سے واقف ہے
کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اک راز داں تیرا

جہانِ رنگ و بو کی وسعتوں کا رازداں تو ہے
نہ کوئی ہمسفر تیرا نہ کوئی کارواں تیرا

تری ذاتِ معلیٰ آخری تعریف کے لائق
چمن کا پتہ پتہ روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

o

(محمد علی ظہوری)

اے اللہ عزوجل اس حمد وثنا کے ثواب کی برکت سے میرے شیخ حضرت مجیب احمد چشتی صابری کے درجات بلند فرما اور ان کے والدین اور اہل وعیال کو دنیا اور آخرت کے انعامات سے نواز دے۔ (مولف)

نعت رسول مقبول

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی
مرے حصے میں آئی ہے محمد ﷺ کی ثنا خوانی

محبت سرورِ کونین ﷺ کی جس دل کو حاصل ہو
اسے ہوگی نہ روزِ حشر کوئی بھی پریشانی

زمانہ تا ابد جھکتا رہے گا ان کے قدموں میں
جنہیں حاصل ہوئی ہے والیِ بطحا کی دربانی

عرب کی عظمتیں اللہ اکبر آپ ﷺ کے دم سے
ہوئی صحرا نشینوں کے مقدر میں جہانبانی

نبی کو نور کہنا تو اک ادنیٰ سی عقیدت ہے
جہاں ذکر محمد ﷺ ہو وہ ساری بزم نورانی

کبھی تو کہہ کے مستانہ ظہوری کو بلائیں گے
کبھی تو کام آ جائے گی میری چاک دامانی

o

(محمد علی ظہوری)

جس نے۔۔۔۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، اُس نے فلاح پائی۔ (القرآن)

۲۔ محمد عربی ﷺ کا ذکر کیا (درود شریف)، اُس نے فلاح پائی۔ (القرآن)

۳۔ محمد عربی ﷺ کا ادب کیا، اُس نے فلاح پائی۔ (القرآن)

۴۔ محمد عربی ﷺ سے محبت کی، اُس نے فلاح پائی۔ (القرآن)

۵۔ محمد عربی ﷺ کے اہل بیت سے محبت کی، اُس نے فلاح پائی۔ (احادیث نبوی)

۶۔ محمد عربی ﷺ کے صحابہ کرام کی پیروی کی، اُس نے فلاح پائی۔ (احادیث نبوی)

۷۔ امہات المومنین کی تقلید کی، اُس نے فلاح پائی۔ (عورتوں کیلئے)



لاکھوں سلام

۱۔ محمد عربی ﷺ پر درود و سلام بھیجنے والوں پر لاکھوں سلام

۲۔ محمد عربی ﷺ کا ادب کرنے والوں پر لاکھوں سلام

۳۔ محمد عربی ﷺ سے محبت کرنے والوں پر لاکھوں سلام

۴۔ محمد عربی ﷺ کے اہل بیت سے محبت کرنے والوں پر لاکھوں سلام

۵۔ محمد عربی ﷺ کے صحابہ کرام سے محبت کرنے والوں پر لاکھوں سلام

۶۔ امہات المومنین کا ادب واحترام کرنے والوں پر لاکھوں سلام

۷۔ امہات المومنین سے محبت اور ان کی تقلید کرنے والیوں پر لاکھوں سلام



کلماتِ تحسین

مولانا محمد ناصر خان چشتی صاحب

(فاضل علوم اسلامیہ عربیہ، ممتاز ادیب و کالم نگار، منتظم اعلیٰ الناصر ریسرچ اکیڈمی کراچی)

موسمِ بہار کی ایک دلآویز اور نورانی صبح تھی۔ ماہِ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کی مبارک صبح تھی جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مبارک گھر میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے تاجدارِ عرب و عجم، روحِ کائنات، سید الانبیاء والمرسلین، تاجدارِ ختمِ نبوت پیغمبرِ انقلاب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس بزمِ عالم میں جلوہ گر ہوئے۔ آمدِ مصطفیٰ ﷺ سے ہر طرف نور پھیل گیا...... ہر جانب روشنی چھا گئی...... ہر سمت اُجالا ہوگیا...... چہار سو توحید و رسالت کا چاند جگمگانے لگا...... آپ آئے تو سارے جہاں کو نورِ نبوت اور شمعِ رسالت سے روشن و منور کردیا...... جس سے کائناتِ ارض و سماء کا کونا کونا بقعۂ نور بن گیا۔

ایمانیات و عبادات اسلام کی بنیاد ہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال و عبادات لاحاصل ہیں، جب تک ہمارا ایمان اور عقیدہ درست نہیں ہوگا، اس وقت تک ہمارا کوئی عمل اور عبادت قابل قبول نہیں ہوگی۔ جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ محمد عربی ﷺ آخری نہیں ہیں یا جو لوگ یہ کہتے ہیں عبادات کے ذریعے امتی نبی سے بھی بڑھ جاتا ہے، کیا ان کے باطل عقیدے اور اعمال قابل قبول ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ایمان و عقیدے کی پختگی حبِ رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں اور حبِ رسول کیلئے ادبِ نبی ﷺ از حد ضروری ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کے ادب سے مسلمانوں کے دلوں میں محبت اور عظمتِ رسول ﷺ اجاگر ہوتی ہے اور جس دل میں عظمتِ رسول ﷺ گھر کر جائے وہ دل اطاعتِ رسول ﷺ کی طرف خود بہ خود راغب ہوجاتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی محمد ﷺ'' میں جناب محمد یامین صاحب نے نبی برحق کے اعلیٰ و ارفع مراتب کو قرآنی آیات اور مستند احادیث و روایات کی روشنی میں مرتب کرکے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے، جس کیلئے وہ لائق مبارک باد ہیں۔ کتاب ھٰذا اسولہ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب ہمارے پیارے نبی ﷺ کی رفعتوں اور بلند درجات کی نشاندہی کرتا ہے۔ حضور رحمتِ دو عالم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے واقعات کو اس شاندار طریقے سے بیان کرنا اور ضبطِ تحریر میں لانا جناب محمد یامین صاحب جیسے امتی کے لیے سرمایہ حیات ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس مخلصانہ کاوش کو مقبول و منظور فرمائے اور اہل ایمان میں اسے قبولِ عام بنائے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں اس قسم کی مزید کاوشوں کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اسلامی تعلیمات اور حضور سید عالم ﷺ کی اطاعت و اتباع کی ہمت و جذبہ اور توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

۲۸ر جولائی ۲۰۱۱ء/ ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ — (محمد ناصر خان چشتی)

حرفِ اوّل

کوئی آپ سے لاکھ کہے کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر ہوتی ہیں لیکن آپ کو کبھی بھی یقین نہیں آئے گا، کیونکہ ہر ہاتھ میں قدرت نے ایک انگلی ایسی بنائی ہے جو سب سے بڑی ہے۔

۱۔ روزمرہ زندگی میں بولے جانے والے الفاظ، بادشاہ و وزیر، صنعت کار و تاجر، آجر و اجیر، افسر و مزدور، دولت مند اور غریب کسی نہ کسی فرق کی غمازی ضرور کرتے ہیں۔

۲۔ دینی معاملات میں عالم، مفتی، شیخ و مشائخ، محدث و مفسر، ولی و قلندر، عابد و زاہد، قطب و ابدال اور غوث و غوث الاعظم کے الفاظ ایسے ہیں جو مراتب کے نشان دہی کرتے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں کے رتبے دنیاوی اور مذہبی لحاظ سے یکساں نہیں ہوتے، بالکل اسی طرح جس طرح بینا اور نابینا میں فرق ہوتا ہے۔

۳۔ ام الکتاب کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۳ سے اسی قسم کی وضاحت انبیاء اور رسولوں کے متعلق ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام کیا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بلاواسطہ فرمایا گیا کہ وہ کلیم اللہ ہیں اور اسی سورت میں آگے چل کر حضرت عیسیٰ روح اللہ کی نشان دہی کی گئی لیکن جس نبی کے درجات کو بلند کیا گیا ان کا نام مبارک نہیں لیا گیا۔

۴۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام انبیاء رفعت و شان میں برابر نہیں اگرچہ ان کے منصب نبوت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب کا عہدہ نبی یا رسول کا ہے اور سب کے ذمے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں امتیوں کی راہ نمائی کرنا ہے۔ جب سب برابر نہیں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسولوں میں سے کوئی ایک اپنے رب کا لاڈلا و پیارا ضرور ہے، بس وہی نبی سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہے اور وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ۔

یوں تو سب انبیاء محترم ہیں
لیکن آقا ﷺ کا منصب جدا ہے

۵۔ قرآن کریم میں جابجا سید الانبیاء محمد عربی ﷺ کے خصائص و کمالات بیان فرمائے گئے ہیں، جن کے مطابق آپ ﷺ تمام انبیاء و رسل پر فائق و افضل ہیں۔ قرآن کریم کے اس اعلان ''کوئی وہ ہے جسے سب پر

درجوں بلند کیا گیا" سے مراد نبی آخر الزماں ﷺ کی ذاتِ بابرکات مقصود ہے۔ آیت مبارک میں حضور اکرم ﷺ کی رفعت و مرتبت کا بیان ہے اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اکرم ﷺ کے علوشان کا اظہار مقصود ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء و رسولوں کو مختلف القاب سے نوازا ہے۔ یہ القاب خوبیوں اور اوصاف کی بنا پر عطا کیے گئے ہیں۔ حضرت آدم صفی اللہ کہلائے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو رب کائنات نے رحمۃ للعالمین ﷺ کا لقب دیا۔ یہ کتنا عظیم لقب ہے، تمام جہانوں کے لیے رحمت، اہل مکہ نے آپ کی امانت اور صداقت سے متاثر ہو کر آپ کو امین اور صادق کہا۔ خالقِ کائنات نے اپنا حبیب بنالیا۔

۷۔ صاحب دلائل الخیرات، معارج النبوت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ سے مناجات کی "خداوندا! تو نے مجھے اپنا کلیم بنایا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا۔ عرض کیا، کلیم اور حبیب کا فرق بتا دیجیے؟ ارشاد ہوا، اے موسیٰ! کلیم وہ ہے کہ جو وہ کام کرے جس میں میری رضا ہو اور حبیب وہ ہے کہ میں وہ کام کروں جس میں اس کی رضا ہو۔۔۔ اے موسیٰ! کلیم وہ ہے کہ وہ مجھے دوست رکھے اور حبیب وہ ہے کہ میں اسے دوست رکھوں۔۔۔ اے موسیٰ! کلیم وہ ہے کہ دنوں کو روزہ رکھے اور راتوں کو عبادت میں بسر کرے اور چالیس روز تک اسی طریقے پر گزارے، تب اس کے بعد طورِ سینا پر آئے اور ہمارے ساتھ کلام کر سکے اور حبیب وہ ہے کہ اپنے فرش پر ہی فراغِ خاطر سے خوابِ استراحت (آرام) فرمائے، میں جبرائیل امین کو اس کی طلب کو بھیجوں، پھر اُسے وصالِ ظاہری سے پہلے اپنی جناب اقدس میں بلاؤں اور اسے ایسے مرتبہ پر پہنچاؤں کہ فہم کسی مخلوق کا بھی اس کی حقیقت کا اِدراک نہ کر سکے"۔

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ جانے
مقامِ مصطفیٰ ﷺ کیا ہے محمد ﷺ کا خدا جانے

۸۔ کئی کتب میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے جانے کے کئی سو سال بعد تک توبہ و استغفار میں لگے رہے۔ ایک دن محمد عربی ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا، اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا، ابھی تو میں نے انھیں پیدا بھی نہیں فرمایا۔ عرض کیا، اے رب العزت جب آپ نے میرے بدن خاکی میں روح پھونکی تو مجھے نئی زندگی مل گئی۔ میں نے سب سے پہلے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو عرش پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا، میں سمجھ گیا کہ آپ کے ساتھ محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے، اس

کے معنی ہیں کہ یقیناً محمد ﷺ آپ کے خاص بندے ہیں، اسی لیے میں نے ان کے وسیلے سے معافی کی دعا مانگی۔ حکم خداوندی ہوا:

"آدم! تو نے سچ کہا اور میں نے تم کو محمد (ﷺ) کے وسیلے سے معاف کیا، اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تمھیں بھی پیدا نہ کرتا"۔ اللہ اکبر! محمد عربی ﷺ کی یہ شان و رفعت کہ اگر اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو تخلیق نہ فرماتا تو آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ فرماتا بلکہ پوری کائنات کو تخلیق نہ کرتا"۔

۹۔ یہ کتنی عظمت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کی پیدائش سے پہلے اپنے نبی کو اپنے نور سے تخلیق کیا۔ اس میں رسول اکرم ﷺ کے نور مقدس سے بتدریج عرش و کرسی، لوح و قلم اور بہشت بریں سے لے کر آسمان و زمین اور ما فیہا تک تخلیق کا ذکر موجود ہے۔

اس عظیم نوری بشر کو سب سے اوّل تخلیق کر کے تمام انبیاء کے بعد پیدا فرمایا، کیونکہ ہر نبی کی امت کو یہ آگاہ کرنا مقصود تھا کہ میرا محبوب سب سے بعد میں تشریف لائے گا اور عالی مرتبت ہوگا۔ آپ ﷺ کی دنیا میں آمد پر رب کائنات نے خوشیاں منائیں۔ ان خوشیوں کا ثبوت ان باتوں سے ملتا ہے کہ آپ کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں معجزاتی واقعات سامنے آئے جو کسی عام انسان یا رسول کی دنیا میں آمد کے وقت پیش نہیں آئے۔ آمد رسولِ مقبول ﷺ کے وقت چاروں طرف نور پھیل گیا۔ جبرائیل امین نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ، بیت المقدس اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے دولت کدہ پر جھنڈے لہرائے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے لاڈلے نبی کی دنیا میں آمد کے موقع پر اس طرح خوشی منانا کسی اور انسان کے حصے میں نہیں آیا۔

۱۰۔ ادب بڑوں کے لیے مخصوص ہے، انھیں نام لے کر نہیں پکارا جا سکتا۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ سے بڑا کون ہوگا۔ خود خالق کائنات نے اپنے پیارے نبی کے ادب پر زور دیا۔ تمام قرآنی احکامات لاڈ و پیار کے ناموں، اے مزمل، یٰسین، طٰہٰ، والضحیٰ، مدثر کے ذریعے نازل فرمائے گئے۔ آپ ﷺ کا نام لے کر نہ خود پکارا نہ اوروں کو اجازت دی، کہا خبردار میرے محبوب کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، ورنہ سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمھیں خبر تک نہ ہوگی۔ "رَاعِنَا" کہہ کر پکارنے میں میرے حبیب کی بے توقیری کا اندیشہ ہے، لہٰذا "اُنْظُرْنَا" کہہ کر پکارو۔ اور ہاں نامِ محمد لے کر پکارنا بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اس لیے یا نبی، یا رسول کہہ کر احکاماتِ قرآنی کا نزول فرمایا۔

کوئی مثل نہیں ڈھولن دی
چُپ کر مہر علی اے جاہ نہیں بولن دی

۱۱۔ امتیوں کے لیے یہ بھی پابندی لگائی گئی کہ میرے نبی سے محبت کریں، اس انداز سے محبت کریں جس طرح سے نبی مکرم ﷺ سے محبت کرنے کا حق ہے۔ زبانی جمع خرچ نہیں عملی طور پر۔ نبی ﷺ کے حکم پر دین کی خاطر جان و مال کا نذرانہ پیش کرنے اور آپ ﷺ کی ذات پر درود شریف کا ورد آپ ﷺ کی سنتوں کی حفاظت یہ سب نبی محترم ﷺ سے اور اللہ عزوجل سے محبت اور اطاعت کا ذریعہ ہے۔ محبت ہو تو ایسی کہ دین کے احکامات کے ساتھ ساتھ اگر عالی مرتبت نبی اپنی مرضی سے ہمیں حکم فرمائیں تو ہم خوشی خوشی آپ ﷺ کے حکم پر لبیک کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر اپنے نبی مکرم ﷺ کی شان ورفعت کو بلند و بالا کر دیا کہ اگر میرا حبیب ﷺ تمھیں اپنی مرضی سے حکم دے اور تم نہ مانو تو تم گمراہ ہو گئے"۔ (سورۃ الاحزاب:۳۶)

۱۲۔ یہودی رسول مقبول ﷺ کے پاس آکر السام علیک کہتے کہ (نعوذ باللہ) آپ پر موت ہو۔ آپ ﷺ غمگین ہو جاتے۔ رب کریم کو اپنے محبوب کا غم گراں گزرتا۔ تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہوئے صاحب دلائل الخیرات لکھتے ہیں: حق تعالیٰ نے جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے رحمتوں بھرا پیغام بھیجا، اگر یہود آپ ﷺ کو السام علیک کہہ کر پکارتے ہیں تو میں سراپائے جلال آپ کو السلام علیک کہتا ہوں اور پھر سرورِ کونین ﷺ سے محبت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ شک نہ کرو، اللہ اور اس کے فرشتے (ہر وقت) درود اور سلامتی بھیجتے ہیں محمد عربی ﷺ پر، اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ یہ حکم دے کر امت محمدی ﷺ کو یہ بات باور کرا دی کہ تمھارا نبی اللہ کا لاڈلا نبی ہے۔ درود وسلام کے ورد کے بے شمار فوائد بیان فرمائے جاتے ہیں۔ اس درود شریف کے ورد سے اگر عاجز بندہ کھڑا ہے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھا ہے تو کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

۱۳۔ محمد عربی ﷺ سے محبت ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔ اس نعمت عظمیٰ میں چار چاند لگانے کے لیے درود شریف کا ورد تیر بہدف ہے، ایسے واقعات اس وقت بھی پائے جاتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ درود شریف پڑھنے والوں کو زیارت سے باریاب فرماتے ہیں۔ بشارتیں دیتے ہیں۔ درود کا جواب عنایت فرماتے ہیں اور خوشی کا اظہار فرماتے ہیں اور شفاعت کا وعدہ فرماتے ہیں۔ دراصل درود درشریف غلامی رسول مقبول ﷺ کا پہلا زینہ ہے، تمثیل حاضر خدمت ہے۔

۱۴۔ محمود غزنوی نے ایاز کو غلامی میں لیا تو آدابِ غلامی بھی سکھائے۔ ایاز آقا کی غلامی میں اس قدر آگے نکل گیا کہ بادشاہ نے اسے امورِ حکومت چلانے کے لیے اپنا قربِ خاص عطا کیا۔ لاہور کا گورنر بنا دیا۔ ایک دن محمود کو جانے کیا سوجھی، ایاز کو طلب کر کے کہا، میری پوشاک پر جتنے بھی ہیرے جواہرات اور موتی ٹکے ہوئے ہیں، سب اتار لو۔ غلام نے آقا کے حکم کی تعمیل کی۔ تمام ہیرے جواہرات اور موتی ایک تھال میں لا کر پیش کر دیے۔

بادشاہ نے حواریوں کو بلا کر ان کے سامنے تمام قیمتی ہیرے موتی اچھال دیے اور کہا جو چاہے لوٹ لے۔ پھر کیا تھا، سب نے سارے موتی لوٹ لیے لیکن ایاز اپنی جگہ کھڑا رہا۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا، ایاز! کیا بات ہے، تمھیں یہ سب قیمتی اشیاء نہیں چاہئیں؟ غلام نے جواب دیا، حضور! اس غلام کو موتیوں سے کیا کام، مجھے تو موتیوں والا چاہیے۔

۱۵۔ یاد رہے مکی و مدنی آقا ﷺ کی غلامی کثرتِ درود شریف سے مل جاتی ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ مرشدِ کامل کے آستانے پر حاضری دینے والے مایوس نہیں ہوتے۔ مرشد طالب کے دل میں الف اللہ چنبھے دی بوٹی مرشد دل وچ لائی ہو کی بوٹی بو دیتا ہے۔ اس عمل میں پختگی کے بعد فنا فی الشیخ ہونے والوں کو حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے، یہ عظیم کامیابی ہے، کیونکہ:

یہ غلامی بڑی مستند ہے
میرے سر پہ ہے تاجِ بلالی

شیخ کی ذات میں فنا ہونے والے تاجدارِ انبیاء ﷺ کی غلامی میں آجاتے ہیں۔ اس غلامی کو عروج ملتا ہے۔ محبت کی منزل سے آگے عشق نبی کی باری آتی ہے۔ مینڈا قلب بھی توں، مینڈی روح بھی توں، مینڈا دین بھی توں، ایمان بھی توں، قرآن بھی توں، مینڈا ذکر بھی توں، مینڈا فکر بھی توں، یارسول اللہ ﷺ مینڈی ہر شے توں، فنا فی الرسول ہونے والوں کی جھولیاں بھر دی جاتی ہیں، کیا کیا انعامات کی بارش ہوتی ہے، یہ وہی لوگ بتا سکتے ہیں جو فیض یاب ہوتے ہیں۔

۱۶۔ امتی کا انتقال ہو جائے تو جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ثناء، نبی پر درود وسلام اور مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا۔ آقا ﷺ ان باتوں سے مبرا ہیں، اعلیٰ و بالا ہیں۔ آپ ﷺ بیمار ہوئے۔ بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی لکھتے ہیں: عرض کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا؟ شہنشاہِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا، میرے وصالِ ظاہری کے بعد تم لوگ حجرے سے باہر چلے جانا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجے گا، پھر مقرب ملائکہ پھر دوسرے ملائکہ، اس کے بعد میرے اہل بیت، پھر عام لوگ اللہ اللہ...... یہ ہمارے آقا ﷺ کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے درود بھیجا۔ پھر نمازِ جنازہ کیسی؟ میرے نبی کی اتنی شانیں ہیں کہ قلم کو یارا نہیں سب کی سب ضبطِ تحریر میں لائے۔

۱۷۔ معجزات مختلف انبیاء سے سرزد ہوئے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے معجزات بے حد ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ تا قیامت جاری ہیں۔ باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات محدود اور ختم ہو گئے، صرف ان کے نام باقی ہیں۔

ہمارے نبی پاک ﷺ کے دیگر معجزات سے قطع نظر قرآن مجید ایک دائمی معجزہ ہے، کوئی اس کا معارضہ نہیں کر سکتا۔ صاحب خوارق العادات یعنی وہ امور جو رسم اور عادت کے خلاف ہو مثلاً انگلیوں سے پانی بہنا، شق القمر، درختوں کا سلام اور گریہ استن حنانہ یہ ایسے معجزات ہیں کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے بھی صدور پذیر نہیں۔

(شرح دلائل الخیرات، مواہب الدنیہ)

۱۸۔ شرح دلائل الخیرات کے شارح، خصائص مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں، کعبہ کی شان سمجھی تو اب کعبہ کے کعبہ کے کمالات پڑھیے۔

(۱) نبی پاک ﷺ کا سایہ نہیں تھا، نہ دھوپ میں، نہ چاندنی رات میں۔ بعض لوگ حضور ﷺ کا سایہ ثابت کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، لیکن ناکام رہے۔

(۲) آپ ﷺ کے کپڑوں پر کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔

(۳) آپ ﷺ کو جوئیں نہیں تھیں اور نہ ہی آپ ﷺ کو اذیت پہنچاتیں۔

کسی نے سوال کیا، جوئیں نہیں تھیں تو آپ ﷺ اپنے سر سے جوئیں کیوں صاف کراتے تھے؟ جواب ملا: "تعلیم امت کے لیے"۔ یہ بھی کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے غور و فکر کا سامان ہے۔ آپ ﷺ ہر عیب سے پاک ہیں، اگر کوئی ایسا عمل کریں جو بظاہر خفیف ہو تو وہ "تعلیم امت کے لیے"۔

(۴) آپ ﷺ کے بول و براز (پاخانہ و پیشاب) کا اثر زمین پر محسوس نہ ہوتا تھا بلکہ اس جگہ پر خوشبو مہکتی تھی، یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا تھا۔

(۵) نبی پاک ﷺ کی پیشانی مبارک نورانی اور مطلع انوار حقیقت اور کلمۃ الحق کی طرح کشادہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ کے چہرۂ مبارک پر بل شریف پڑتا تو معلوم ہوتا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق "میں نے آپ ﷺ کی پیشانی کی طرح کوئی نہ دیکھی۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے حسین تر کسی کو نہیں دیکھا"۔ آپ ﷺ کی پیشانی میں معلوم ہوتا کہ گویا سورج گردش کر رہا ہے۔ آپ ﷺ کی پیشانی اقدس عنبر و مشک اور گلاب و عطر سے زیادہ معطر تھی۔ ایک خاتون نے عرض کیا، حضور! میں اپنی بیٹی کا بیاہ کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے پاس (عطر والا) تیل نہیں۔ آپ ﷺ نے پیشانی سے پسینہ کا قطرہ عطا فرمایا تو اس نے دلہن کے جسم پر مل دیا۔ پھر نہ صرف اس بچی سے بلکہ پشتوں تک اس کی اولاد سے خوشبو مہکتی تھی۔ (شرح دلائل الخیرات)

علیٰ مز: کفر بمحمد ﷺ

۱۹۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک طویل وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ جس قدر آپ کا کلام آپ کی زبان کے قریب ہے۔ جس قدر دل کے خیالات آپ کے دل کے قریب ہیں، جس قدر آپ کی روح آپ کے بدن کے قریب ہے اور جس قدر بینائی کا نور آپ کی آنکھوں کے قریب ہے، میں اس سے زیادہ آپ کے قریب ہو جاؤں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، "ہاں میں یہی چاہتا ہوں"۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا: "پھر میرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں اور بنی اسرائیل کو یہ حکم پہنچا دیں کہ جو شخص اس حال میں میری بارگاہ میں حاضر ہوا کہ وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا منکر ہے تو میں اس پر میدانِ محشر میں زبانیہ (جہنم کے فرشتوں) کو مسلط کر دوں گا۔ اپنے اور اس کے درمیان ایک پردہ حائل کر دوں گا اور وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ وہ کسی کتاب (نامہ اعمال) کو نہیں دیکھے گا، اُسے کسی کی شفاعت میسر نہیں ہوگی۔ کوئی فرشتہ اس پر رحم نہیں کرے گا، یہاں تک کہ فرشتے اسے گھسیٹ کر میری آگ میں داخل کر دیں گے۔ (مطالع المسرات)

۲۰۔ (الف) شارح دلائل الخیرات "الاشباہ والنظائر" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ایمان و کفر کا دارو مدار حضور اکرم ﷺ کی ذات پر ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے احکام کی تصدیق و اقرار کرتا ہے وہ مومن ہے اور جو انکار کرے وہ کافر ہے، یہی ایمان و کفر کی تعریف ہے"۔

ذرا غور کیجیے اللہ کے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا کیا مراتب و مدارج ہیں، ایسا ارفع و اعلیٰ مقام کسی اور انسان کا نہیں ہو سکتا۔

۲۰۔ (ب) مدینہ منورہ کے رحمتوں بھرے شہر میں شہنشاہِ امت محمد ﷺ کا روزانہ کا معمول ہے کہ آپ ﷺ تہجد میں بیدار ہو جاتے ہیں۔ نوافل کی کثرت سے پاؤں مبارک سوج جاتے ہیں۔ آنکھوں سے اشکوں کا دریا رواں ہے۔ اسی حالت میں دعا کے لیے ہاتھ مبارک اٹھتے ہیں اور "رَبِّ ھبلی اُمتی" کی صدا ہے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ میری امت کی مغفرت فرما دے۔ میری امت کو نارِ جہنم سے نجات دے دے اور پھر فرمایا جتنے نیک بندے ہیں وہ اللہ کے، جتنے برے ہیں وہ میرے۔ سبحان اللہ۔ نبی برحق نے برے امتیوں کو اپنا بنا لیا۔ اس لیے کہ آپ روزِ محشر اپنی امت کے گناہ گاروں اور خطا کاروں کو بخشوائیں گے۔ نبی رحمت کے امتی جاگ، آنکھیں کھول۔ کچھ اپنے نبی کی ذات مقدس کے لیے کر گزر اور کچھ نہیں تو درود و سلام کا نذرانہ ہی پیش کرتا رہ۔ پانچ وقتہ نماز کے ساتھ تلاوت قرآن اور درود و سلام کا نذرانہ تیرا سویا ہوا بخت جگانے کے لیے کافی ہے۔ امت کے مونس و غم خوار تجھے جہنم سے نجات دلانے کے لیے ہر وقت ہر گھڑی دعا گو ہیں اور تو اپنے عظیم نبی ﷺ کو عالی مرتبت ماننے

سے گریزاں کیوں؟ یہ کیسی بے حسی ہے۔ محمد عربی ﷺ کا دیوانہ ہو جا، ان کے ذکر کا مستانہ ہو جا۔

۲۱۔ سانچ کو آنچ نہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والے چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم، متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان کی زبان سے نثر یا نعت کی صورت میں حضور اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ آج بھی مسلم شعرا کی محافل میں غیر مسلم نعت خواں محسن انسانیت کے محامد و محاسن بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یورپ کے مفکرین نے آپ ﷺ کو بہترین حکمراں، بہترین کمانڈر، بہترین مبلغ و مصلح، بہترین قانون دان اور انسان کامل قرار دیا ہے۔ سب لکھنے والے مانتے اور جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات کے عظیم انسان ہیں یعنی بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

۲۲۔ مولف نے "سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی محمد ﷺ"، اللہ تعالیٰ کے آخری رسول خاتم النبیین والمرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ احید مرتضیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس بابرکت میں اس عقیدہ و ایمان کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے کہ مختلف ابواب میں آپ ﷺ کی جو خوبیاں اور اوصاف بیان کیے گئے وہ از روئے قرآن، احادیث اور اجماع، درست اور برحق ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ آج بھی جسمانی اور روحانی طور پر زندہ و جاوید ہیں اور رہتی دنیا تک آپ ﷺ کا ظہور رہے گا۔ نیز آپ ﷺ کی ذات باصفات آج بھی دنیا کے لیے سرچشمہ رشد و ہدایت ہے، جس طرح چودہ سو سال پہلے اہل عرب کے زنگ آلودہ دلوں کو منور کیا اور اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے یہ فیوض و برکات رہتی دنیا تک جاری و ساری رہیں گے۔

۲۳۔ "سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی محمد ﷺ" کی ترتیب و تدوین کے دوران اس ناچیز کو اپنے شیخ حضرت مجیب احمد چشتی صابری کی مکمل راہ نمائی حاصل رہی۔ راقم اُن کا انتہائی ممنون و مشکور ہے۔ ان خیالات کے ساتھ موضوعِ سخن ختم کرتا ہوں کہ:

میں فقط خاک ہوں مگر محمد ﷺ سے ہے نسبت میری
یہی اک رشتہ ہے جو میری اوقات بڑھا دیتا ہے

دعاؤں کی التجا کے ساتھ بندۂ ناچیز

محمد یامین

پہلا باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ "نُورٌ مِنْ نُورِ اللّٰہ"

(الف) یہ کائنات کیوں بنائی گئی، اس کا جواب ہمیں ایک حدیث قدسی کے ذریعے ملتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف.

ترجمہ: "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اپنی پہچان کے واسطے مخلوق کو پیدا کیا"۔

یہی حدیثِ قدسی کلمات کے معمولی فرق کے ساتھ چار دیگر طریقوں سے بھی ملتی ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے کا اظہار کس کے ذریعے فرمایا؟ اپنی پہچان کرانے کے لیے یعنی اپنے رب ہونے کا اظہار کرنے کے لیے محمد عربی کا چناؤ کیا گیا۔ فرمایا: "لو لاک لما اظہرت الربوبیت"۔

ترجمہ: "اے محبوب اگر میں آپ ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیت، اپنے رب ہونے کا اظہار ہی نہ کرتا"۔

(پ) کائنات کی تمام چیزوں میں محمد رسول اللہ ﷺ تخلیق اوّل ہیں۔

(پ۔۱) حضرتِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ آپ یہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے کیا بنایا؟" فرمایا:

"یا جابر ان اللّٰہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ". (الحدیث بطولہ)

ترجمہ: "اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا"۔ (الیٰ آخر الحدیث)

(پ۔۲) اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور پھر میرے نور سے تمام مخلوق کو بنایا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، مجھے بتا دیجیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی؟"، فرمایا "اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں

خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن و انس کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے حصے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے فرمائے۔ پہلے حصے سے فرشتگان حاملانِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا فرمائے۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کیے۔ پہلے حصے سے آسمان، دوسرے سے زمین تیسرے سے جنت و دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کیے۔

(الی آخر الحدیث) (الحدیث بطولہ)

ان دونوں احادیث کو امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم رضی اللہ عنہما کے استاذ حافظ الحدیث حضرت عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف میں درج فرمایا ہے، اور امام بیہقی نے ''دلائل النبوت'' میں اس کو روایت فرمایا ہے، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''مدارج النبوۃ'' میں اس حدیث سے استناد فرماتے ہیں اور دوسرے علمائے کرام و محدثین نے ان احادیث کو اپنی تصنیفات میں نقل فرمایا ہے، اور اس سے سند پکڑی تو بے شک و بلاشبہ یہ احادیث حسن صالح، مقبول و معتمد ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوا کہ کائنات کی ہر چیز نورِ رب اللعالمین و رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ کے نور پاک سے معرض وجود میں آئی۔ (راہِ ایمان جلد اول، ص ۱۵۶)

(پ۔۳) حضور اکرم ﷺ کی روح بحیثیت نور اللہ تعالیٰ کے حضور پیدائشِ آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل موجود تھی۔

(الف الف) الشفاء وبعریف حقوق المصطفیٰ مولفہ قاضی عیاض من علماء القرآن السادس الہجری جلد اول صفحہ ۴۸ مطبوعہ مصر، میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی روح بحیثیت نور اللہ تعالیٰ کے حضور پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل موجود تھی۔ حضور نبی مکرم ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا اور ملائکہ حضور اکرم ﷺ کی تسبیح کی اتباع کرتے ہوئے تسبیح کرتے تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کے نور کو ان کی صلب (پیٹھ کی ہڈی۔ نسل) میں ودیعت فرما دیا۔ بس اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں زمین پر اُتارا اور مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی صلب میں منتقل فرمایا اور پھر مجھ کو صلب (اولاد) ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام میں منتقل فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلاب (صلب کی جمع) سے اَرحام (رحم کی جمع۔ بچہ دانیاں) طاہرہ میں منتقل کرتا رہا، حتیٰ کہ مجھ کو

میرے ماں باپ سے نکالا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین، حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک تمام مرد و عورت نیک و پارسا تھے۔ (راہِ ایمان جلد اول، ص ۱۳۸)

(ب ب) علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

ترجمہ: پھر نور محمد ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں ٹھہرا دیا گیا اور فرشتے کھڑے ہو گئے، ان کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اس نور کی طرف۔ (زرقانی جلد اوّل)

(ت ت) امام فخر الدین رازی اس نور محمدی ﷺ کی عظمت کو یوں بیان کرتے ہیں: ''اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں کو اس لیے سجدہ کا حکم دیا کہ نور محمدی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا''۔ (تفسیر کبیر)

(ج ج) اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے، جیسے آفتاب آسمان میں اور چاند اندھیری رات میں اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حوا سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے۔ یہاں تک کہ وہ نور حضرت حوا علیہا السلام کے رحم میں منتقل ہو گیا۔ اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حوا کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بہ پاس ادب و تعظیم حضرت حوا سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔

(د د) یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا۔ لڑکی) پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔ (سیرت رسول عربی بحوالہ وفاالوفائی فضائل مصطفیٰ'' لابن الجوزی)

(ر ر) سورۃ الشعراپارہ ۱۹ آیت ۲۱۹ میں وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ○

ترجمہ: ''اے میرے محبوب (ﷺ) میں آپ کو ایسے مردوں کی پشتوں اور ایسی عورتوں کے رحموں میں منتقل کرتا آیا ہوں جو کہ مجھے سجدہ کرنے والے تھے۔''

امام فخر الدین رازی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں آقائے دو جہاں ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(س س) ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں اور پاک عورتوں کے رحموں سے منتقل ہوتا ہوا تشریف لایا ہوں''۔

(ش ش) یہ نور محمدی ﷺ جن جن پشتوں سے ہوتا ہوا آیا، اپنی برکات وتجلیات کے انمٹ نقوش چھوڑتا آیا۔

اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کو بھی آپ ﷺ ہی کے نور کی برکت سے غرق ہونے سے بچایا کیونکہ اس وقت نور محمدی ﷺ حضرت نوح کی پیشانی میں تھا۔ (زرقانی المواہب)

آپ ﷺ کے نور ہی کی برکت سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ ٹھنڈی ہوئی۔ غزوہ تبوک کے بعد رمضان ۹ ھ میں جب حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کی اجازت سے آپ ﷺ کی مدح میں چند اشعار پڑھے۔ جن کا لب لباب یہ ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی آگ میں پوشیدہ داخل ہوئے۔ آپ ﷺ ان کی پشت میں تھے وہ کیسے جل سکتے تھے۔

(طبرانی۔ مواہب الدنیہ۔ زرقانی المواہب، تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا، ص ۳۲۔۳۳)

(ص ص) آپ ﷺ کا نور آپ کے آباء واجداد سے منتقل ہوتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے والد محترم سیدنا عبداللہ کی پیشانی میں منتقل ہوا۔ حضرت عبداللہ کسی سفر کے دوران ایک یہودی عالمہ کے پاس سے گزرے۔ اس کی نظر آپ کی پیشانی پر پڑی۔ اس عالمہ نے آپ ﷺ کے والد محترم کو شادی کی دعوت دی۔ آپ نے انکار کیا اور کہا ''ہم قریش اہل حرم ہیں۔ جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شادی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو آپ ﷺ کا نور صلب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بطن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل ہوگیا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ اسی یہودی عالمہ کے پاس سے گزرے تو اسے شادی کی دعوت دی۔ اس نے انکار کر دیا اور انکار کی وجہ یہ بتائی کہ وہ نور جس کا میں نے تیری پیشانی میں نظارہ کیا تھا اب تیری پیشانی میں نہیں رہا۔

(کذانی المواہب، تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا، ص ۴۰)

(ط ط) مبارک ہو:

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں جب آقائے دو جہاں ﷺ تشریف لائے تو اس پر سلطانہ ارض وسما کو اس بخت آوری پر مبارک بادوں کے پیغام آنے لگے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل پاک کا پہلا مہینہ تھا تو میں نے ایک طویل قد والا آدمی دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ اے آمنہ! تجھے مبارک ہو تو سید المرسلین ﷺ سے حاملہ ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون؟ جواب ملا، میں اس کا باپ حضرت آدم ہوں۔

پھر دوسرے مہینے حضرت شیث علیہ السلام ظاہر ہوئے اور سید الاولین و آخرین ﷺ کی مبارک باد دی۔

تیسرے مہینے حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے اور نبی الکریم کہہ کر مبارک باد دی۔

چوتھے مہینے میں حضرت ادریس علیہ السلام نے آکر نبی العفیف کے لقب پاک سے مبارک پیش کی۔

پانچویں مہینے حضرت ہود علیہ السلام نے سید البشر ﷺ کی۔ چھٹے مہینے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی الہاشمی ﷺ کی۔ ساتویں مہینے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حبیب رب العالمین ﷺ کی اور آٹھویں مہینے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کے ذاتی اسم شریف محمد ﷺ کی مبارک باد دی۔

(نزھۃ المجالس، تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا، ص ۴۱)

(ع ع) محمد عربی ﷺ کے نور کی برکتیں:

(۱) جب حضور اکرم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر میں چلتی پھرتیں تو جو بھی پتھر ان کے قدموں میں آتا موم ہو جاتا اور نور کے بادل ان کے سر اقدس پر سایہ فگن رہتے تھے۔

(۲) جب آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ پانی لینے کے لیے کنوئیں پر جاتیں تو انہیں رسی اور ڈول کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ خود بخود پانی کنویں کے کناروں تک آجایا کرتا تھا۔ (نزھۃ المجالس۔ زرقانی۔ سیرت الحلبیہ)

(۳) ولادت سے قبل سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے عجیب وغریب خواب نظر آتے تھے۔ اکثر مجھے نور دکھائی دیتا۔ ایک روز میں نے اپنی سہیلیوں کو بتایا کہ جب سے یہ بچہ میرے بطن میں آیا ہے میں عجیب وغریب خواب دیکھتی ہوں۔ ان عورتوں نے کہا، بہن ان ایام میں سایہ کا اثر ہو جاتا ہے۔ توہم پرستی کی وجہ سے، سایہ کے اثر سے بچنے کے لیے اس زمانے میں عورتیں لوہے کا کڑا گلے میں پہن لیتیں تھیں۔ میں نے بھی پہن لیا۔ اسی رات ایک بزرگ ہستی نورانی چہرہ، سبز عمامہ، سفید داڑھی وجیہہ شکل نظر آئے۔ میرے قریب آکر انہوں نے انگلی کے اشارے سے کڑا توڑ دیا۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اور آپ نے میرا کڑا کیوں توڑ دیا۔ فرمایا بیٹی میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں اور تمہیں بشارت دینے آیا ہوں کہ تمہارے بطن میں کوئی معمولی بچہ نہیں بلکہ نبیوں کا سردار ہے، اُمت کا دلدار ہے، آقائے نامدار ہے اور ختم نبوت کا تاجدار ہے۔ ہماری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ ہماری بیٹی بھی توہم پرستی کا شکار ہو۔ بیٹی تمہارے بطن میں وہ مقدس ہستی ہے جو شرک کے، بدعت کے، توہم پرستی کے فسق وفجور کے، جہالت کے ظلم وستم کے اور غلامی کے تمام کڑے توڑے گی۔ جب یہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو حق کا بول بالا ہوگا۔ (صدائے محراب از صاحب زادہ طارق محمود، تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا، ص ۴۳)

(ی ی) خوشبو ہی خوشبو:

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جن دنوں امانت نبوت کی امین تھیں۔ آپ سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ مکہ کی عورتوں

میں یہ بات چل نکلی کہ سردار مکہ کی بیوہ بہو نہایت قیمتی عطر استعمال کرتی ہے۔ جب یہ بات جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو اپنی بہو کو پیار سے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ بیٹی تمہیں اتنی مسحور کن خوشبو کون لا کر دیتا ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا! ابا حضور! میں نے تو آج تک بازار نہیں دیکھا، میں بیوہ ہوتے ہوئے خوشبو کیسے استعمال کر سکتی ہوں۔

آپ خوشبو کی بات کرتے ہیں۔ ان دنوں جو کچھ میں دیکھتی ہوں، اگر آپ کے سامنے بیان کروں تو آپ مجھے پاگل اور دیوانی کہیں گے۔ میں دھوپ میں چلتی ہوں تو بادل مجھ پر سایہ کرتا ہے۔ پہاڑوں کے پاس جاتی ہوں تو وہ مجھ سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ دیواروں کے پاس سے گزرتی ہوں تو وہ مجھ سے باتیں کرتی ہیں درختوں کے پاس سے گزرتی ہوں تو شاخیں جھک کر تعظیم کرتی ہیں۔ چاند پر نظر ڈالتی ہوں تو وہ آداب بجالاتا ہے۔ ستاروں کو دیکھتی ہوں تو وہ مجھے سلامی دیتے ہیں۔ بیت اللہ کے پاس جاتی ہوں تو وہ خوش خبری سناتا ہے۔ انتہا یہ کہ جوں جوں میرے سہاگ کی نشانی کی ولادت کے دن قریب آ رہے ہیں اب تو جہاں میں تھوکتی ہوں وہاں سے بھی خوشبو کی لپٹیں اٹھتی ہیں۔ (صدائے محراب از صاحبزادہ طارق محمود)

(ے ے) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''اشعۃ اللمعات'' جلد ۴ صفحہ ۱۹۴ پر لکھتے ہیں۔ ''آنحضرت ﷺ کے آباء واجداد حضرت آدم تا حضرت عبداللہ سب کے سب کفر کے میل کچیل اور شرک کی پلیدی سے پاک وصاف ہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''میں اصلاب طاہرہ اور ارحام طاہرہ سے باہر آیا ہوں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی مکرم ﷺ کے والدین اور دادا، نانا، سب کے سب مومن موحد اور پرہیز گار تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ تو نور ہوں اور آپ ﷺ کے آباء واجداد ناروالے (جہنمی) ہوں؟۔

(۴) تخلیق اوّل اور نوری ہونے کے متعلق کچھ اور احادیث:

(الف) اول ماخلق نوری و کل الخلا ئق من نوری و انا من نور اللّٰہ .

ترجمہ: ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو تخلیق فرمایا اور تمام مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا اور میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں۔''

(ب) '' کنت اول الناس فی الخلق و آخرھم فی البعث. ''

ترجمہ: ''لوگوں میں با اعتبار تخلیق میں پہلے ہوں اور با اعتبار بعثت آخر میں ہوں۔''

(ج) کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد.

ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام جسم وروح کے درمیان تھے۔

آپ ﷺ کے ارشاد " بعثت الی الناس کافہ "کا یہ مطلب سمجھا کہ آپ ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کے زمانے سے قیامت تک کے لیے ہے، درست نہیں بلکہ آپ ﷺ کی نبوت کا زمانہ اتنا وسیع ہے کہ آدم علیہ السلام کی نبوت سے پہلے شروع ہوتا ہے۔

(د) انی عند اللّٰہ فی اول الکتٰب لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینۃ.

ترجمہ: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پہلی کتاب میں آخری نبی لکھا ہوا تھا۔ اور آدم (علیہ السلام) اپنے خمیر میں تھے۔

(ذ) بعض احادیث میں ''بین الماء والطین'' یعنی آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے کے کلمات بھی ملتے ہیں، اور بعض احادیث میں آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس قبل اور جبرائیل امین کی تخلیق سے قبل نبی کریم ﷺ کی مبارک تخلیق کا پتا چلتا ہے۔

(۵) قرآنِ کریم میں ربِ کریم کا ارشاد:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پ۶ ع۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح شفاء'' میں فرمایا کہ نور اور کتاب مبین دونوں حضور ﷺ ہی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ مظہر صفات، مظہر ذات، مظہر احکام واخبار (خبر دینے والے) ہیں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو نور فرمایا اس لیے کہ آپ ﷺ ہر نور حسی ومعنوی کے اصل ہیں (تفسیر صاوی)

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲۹ مطبع بیروت، تفسیر ابن جریر جلد ۴ صفحہ ۱۶۰ طبع بیروت، تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۶۸ تفسیر وحیدی (از وحید الزماں غیر مقلد)، میں ہے:

" قیل المراد بالاوّل ھو الرسول ﷺ و بالثانی القرآن"

یعنی نور اوّل سے مراد ''رسول اللہ ﷺ'' اور دوسرے لفظ کتاب سے مراد ''قرآن'' ہے۔ ان تفاسیر کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کو نور کہا گیا ہے۔ قد جآء کم من اللّٰہ نور'' کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نور مطلق بن کر تشریف لائے۔ یعنی حضور اکرم ﷺ ایسا نور ہیں جس کے ساتھ کوئی قید نہیں اور اس سے یہ واضح ہے کہ حضور ﷺ علی الاطلاق نور ہیں۔ ہدایت کا نور، ایمان کا نور، زمین کا نور، آسمان کا نور، عرش کا نور، فرش کا نور،

لوح وقلم کا نور، ملائکہ کا نور، المختصر تمام مخلوق کا نور اور تمام نوروں کا نور۔

(۶) حضور اکرم ﷺ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کر رہے تھے۔

فقال رجل و جهه' مثل السيف، قال لا بل كان مثل الشمس والقمر و كان مستديراً. (رواہ مسلم۔ مشکوۃ باب اسماء النبی وصفاتہ فصل اول)

تو ایک آدمی بولا کہ حضور کا چہرہ تلوار کی طرح ہے یعنی جیسے تلوار سفید اور چمکدار ہوتی ہے۔ ایسے ہی حضور ﷺ کا چہرہ انور چمکدار تھا، چونکہ اس تشبیہ میں دھوکا ہوتا ہے کہ تلوار کی طرح لمبا ہو۔ اس لیے اس کی تردید کر دی گئی فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا ہے قدرے گول یعنی چہرہ انور مائل بہ گولائی ہے، نہ بالکل گول نہ لمبا۔

(۷) حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک سے نور چمکتا ہے

حضور اکرم ﷺ کے چہرہ سے نور چمکا اور مجھے اندھیرے میں گمشدہ سوئی مل گئی۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کپڑا سی رہی تھی کہ ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔ چراغ گل ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا۔ اس لیے تلاش کرنے کے باوجود نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور سے ایسا نور نکلا کہ سوئی ظاہر ہو گئی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۲۳، مولفہ امام جلال الدین سیوطیؒ۔ ترجمہ اردو)

(۸) جناب عبدالمجید صدیقی اپنی تالیف "سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی" میں لکھتے ہیں۔ "حضرت مولانا حقی نازلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو اس طرح دیکھوں جیسے اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ لہٰذا میں نے سورہ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی روح کو بخش دیا۔ پھر میں نے ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روح پاک کو بخش دیا، اور تیسری بار ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب سیدۃ النساء عالمین خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی روح کو بخشا اور پھر میں نے ان سب کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس شفیع ٹھہرایا تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری سفارش کریں تاکہ میں حضور اکرم ﷺ کو اس طرح دیکھوں جس طرح کہ آپ کی ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کو آپ کی حیات طیبہ میں دیکھا تھا۔ اور پھر جمعہ کی رات کو **استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ** ہزار بار پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ میری روح کو اپنے حبیب پاک ﷺ کی روح سے ملا دے، اور پھر

عرض کیا "**الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ خذ بیدی قلت حیلتی ادرکنی**" اور ہزار مرتبہ اس کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اسی رات کو میں نے رسول مقبول ﷺ کو ایک ماہ کامل (پورا چاند) کی طرح دیکھا۔ جس کے وصف سے قلم اور زبان عاجز ہے۔" معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا چہرہ اقدس نورانی ہے۔

(۹) میری ولادت کے وقت میری والدہ کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا۔

مشکوٰۃ۔ باب فضائل سید المرسلین ﷺ میں حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک آخری نبی لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے یعنی ان میں ابھی روح پھونکی نہیں گئی تھی۔ میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں۔ میں دعائے ابراہیم علیہ السلام ہوں، بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ میں اپنی ماں (حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا) کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لیے شام کے محل چمک گئے۔

(۱۰) حضور ﷺ کے دانتوں سے نور نکلتا دکھائی دیتا ہے۔

شمائل ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ان سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔ اس کی شرح میں علامہ بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (حدیث کے عربی الفاظ نقل نہیں کیے گئے) کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نور کی طرح صاف و شفاف چیز چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھی اور یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ حدیث میں "کالنور" میں کاف زاید ہو جو تفخیم (ت ف خ ی م) کے لیے بڑھا دیا گیا ہو۔ اس تقدیر پر نور حسی تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک سے بطور معجزہ چمکتا تھا۔

یہ بات ماضی تک محدود نہ تھی بلکہ آج بھی وصال النبی ﷺ کے بعد سچ ہے۔ چنانچہ جناب عبدالمجید صدیقی "سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ پنجم میں امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الدعاء" میں لکھا ہے کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور بعد از سلام عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ نے چند کلمات الہام فرمائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "سناؤ" امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا **اللھم لک الحمد..... الخ**. یہ درود شریف سن کر آپ ﷺ مسکرائے اور آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوئے اور ان سے نور چمکتا تھا۔ یہ درود شریف اس ناچیز کی کاوش "بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں مقبول و مبرور درود و سلام" کے صفحہ ۲۸ پر درج ہے۔

(۱۱) حضور ﷺ کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا۔

خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۶۲ پر امام طبرانی محدث رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو قرصافہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں اور میری والدہ اور میری خالہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ جب ہم واپس لوٹے، مجھ سے میری والدہ نے فرمایا۔ ''اے بیٹے! ہم نے حضور ﷺ کے مثل حسین چہرے والا اور صاف کپڑوں والا اور نرم کلام والا کوئی نہ دیکھا، اور ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے منہ مبارک سے نور نکلتا ہے۔

(۱۲) حضور کا نور۔ سورج۔ چاند کی روشنی پر غالب رہتا ہے۔ آپ ﷺ کا سایہ نہیں ہے۔

شمائل ترمذی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ پر سرخ رنگ کا دھاری دار حُلّہ ہے۔ میں حضور کو بھی دیکھتا اور چاند پر بھی نظر کرتا تو حضور ﷺ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین ہیں۔

شیخ ابراہیم بیجوری محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ نہیں کہ میرے نزدیک حضور ﷺ چاند سے زیادہ حسین ہیں بلکہ فی الواقع ہر دیکھنے والے کے نزدیک حضور ﷺ چاند سے زیادہ حسین ہیں۔

اسی حدیث کے تحت آگے چل کر فرماتے ہیں اور حضور ﷺ چاند سے زیادہ حسین اس لیے ہیں کہ حضور ﷺ کی روشنی چاند کی روشنی پر بلکہ سورج کی روشنی پر غالب رہتی ہے۔ کیونکہ حضرت ابن مبارک اور علامہ ابن جوزی علیہما الرحمہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اور حضور ﷺ سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوئے، مگر حضور ﷺ کی روشنی سورج پر غالب ہوجاتی ہے۔ اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر چراغ کی روشنی پر حضور ﷺ کی روشنی غالب رہتی۔ (المواھب الدنیہ علی الشمائل المحمدیہ صفحہ ۳۰)

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ ﷺ و صحبہٖ وسلم، قرآن مجید، احادیث شریف اور محدّثین و مفسرین کے ارشادات سے ثابت ہے کہ حضور انور نورٌ من نور اللہ ہیں اور حضور کے نور سے اللہ جل شانہ ساری مخلوق بنائی، اور سرکار ﷺ نور مطلق ہیں نور مقید نہیں۔ نور ہدایت، نور ایمان، نور جسم، نور الانوار یعنی تمام نوروں کے نور آپ ﷺ ہیں۔ آپ کی نورانیت حقیقی اور جسمانی، آپ اعیان و معانی یعنی ذات و صفات دونوں کے جامع ہیں۔ (راہ نجات جلد اول)

(۱۳) غیر مسلموں نے جب تعصب کی عینک اُتار کر کملی والے ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو حقیقت ان کے دل کے پار ہوگئی۔ طارق نامی ایک تاجر اپنا اونٹ بیچنے کے لیے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ مدینہ منورہ کے باہر ایک مبارک

شخص نے اس سے کھجوروں کی ایک مقدار کے بدلے میں اونٹ خرید لیا، اور قیمت ادا کرنے سے پہلے ہی اونٹ لے کر مدینہ کو روانہ ہوگیا۔ طارق نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''ہم نے ایک ناواقف آدمی کو اونٹ دے دیا۔ نامعلوم وہ اس کی قیمت میں کھجوریں ادا کرے نہ کرے''۔ تو اسی قافلے کی ایک عورت نے کہا ''اس اونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں۔ جو آدمی اونٹ لے گیا ہے، اُس کا چہرہ چودھویں کی رات کے چاند کی طرح منور ہے۔ یہ ہرگز دھوکا نہ کرے گا''۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی مدینہ منورہ سے ایک آدمی نے آکر کہا کہ سید دو عالم ﷺ نے اونٹ کی قیمت میں یہ کھجوریں ارسال فرمائی ہیں۔ انہوں نے وہ کھجوریں وصول کرلیں۔ (الشفاء شریف جلد ۱)

(۱۴) نجد کے سردار ثمامہ ابن اثال کو جب گرفتار کر کے مدینہ منورہ لایا گیا اور تین دن کے بعد حضور انور ﷺ نے اسے بلا کسی شرط کے آزاد فرمایا تو وہ بجائے اپنے وطن وادی نجد جانے کے یا کوئی انتقامی کارروائی کرنے کے جلد ہی حاضر خدمت ہو کر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ اس نعمت کو حاصل کرنے کے بعد اس میں جو دینی اور روحانی انقلاب آیا وہ اس کے الفاظ میں سنئے!

''اے محمد ﷺ اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی بھی چہرہ میری نظر میں آپ کے چہرہ سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا۔ مگر اب آپ ﷺ کا چہرہ تمام چہروں سے زیادہ محبوب نظر آنے لگا ہے۔

(مشکوۃ شریف)

آپ ﷺ کے چہرہ انور کی تابانی (روشنی، نور، چمک) کے متعلق حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگر آپ ﷺ کی رسالت کے لیے اور کوئی نشانی نہ ہوتی تو صرف آپ کا چہرہ انور ہی اس کے لیے کافی تھا۔ (باحمہ باوقار، ص ۱۳۱، از قاضی محمد زاہد الحسینی)

(۱۵) آفتاب نکلا ہوا:

ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت ہے۔ ''کہا اس نے کہ میں نے ربیع بن معوذ بن عفراء صحابی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ بیان کریں ہم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی صفت''۔ تو وہ کہنے لگیں ''اے میرے بیٹے! اگر تم دیکھتے رسول اللہ ﷺ کو، تو تم دیکھتے کہ آفتاب نکلا ہوا'' (مشکوۃ)

(۱۶) آقا ﷺ کے پسینہ مبارک سے نور نکلنے لگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوت کات رہی تھیں اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ اپنے جوتے صاف فرما رہے تھے۔ اسی دوران آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ جاری ہوگیا۔ اس پسینے سے نور نکلنے لگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں۔ نبی رحمت ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

ارشاد فرمایا" عائشہ تم کیوں حیران ہوتی ہو؟" حضرت عائشہ نے کہا" اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی پیشانی سے پسینہ جاری ہوا اور اس پسینے سے نور نکلنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ کو ابو کبیر ہذلی (اس حالت میں) دیکھ لیتا تو وہ اس کا شعر جو اس نے اپنے محبوب کے حق میں کہا تھا اس کا آپ ﷺ کو بہت زیادہ حقدار سمجھتا۔ یعنی وہ شعر آپ ﷺ پر پورا پورا صادق آتا۔

رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ابو کبیر ہذلی کا کیا شعر ہے"؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ شعر پڑھا:

فاز النظرت الی اساریر وجهه

برقت کبرق العارض المتهلل

ترجمہ: "جب تو (اے دیکھنے والے) اس محبوب کے چہرے کی لکیروں اور نشانیوں کی طرف نظر کرے تو وہ اس طرح چمکتی ہے، جس طرح چمکنے والے بادل سے شعلہ زن بجلی ریز ہوتی ہے۔"

یہ سن کر محبوب کبریا ﷺ حضرت عائشہ کی طرف کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: "اے عائشہ اللہ میری طرف سے تجھ کو جزائے خیر دے۔ جس طرح تم نے مجھے خوش کیا میں تم کو ایسا خوش نہیں کر سکا۔ (سنن الکبریٰ۔ بیہقی، تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا)

(۱۷) کائنات کی یہ محفل نبی آخر الزماں ﷺ کے لیے سجائی گئی۔

رب کریم نے فرمایا" لولاک لما خلقت الافلاک" "اے میرے محبوب! اگر ہم آپ کو پیدا نہ فرماتے تو آسمانوں کو پیدا نہ فرماتے۔"

دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً (مرفوع وہ حدیث جس کے راویوں کا سلسلہ رسول اکرم ﷺ تک پہنچ جائے) روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" یا محمد لولاک ما خلقت الجنت ولولاک ماخلقت النار." وفی روایة ابن عساکر " لولاک ما خلقت الدنیا". (موضاعات کبیر صفحہ ۵۹)

"اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہنم کو پیدا نہ کرتا اور ابن عساکر کی روایت میں ہے، اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

امام حاکم نیشاپوری نے" المستدرک" میں اور امام بیہقی نے" دلائل النبوة" میں حضرت عمر فاروق رضی

اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

"حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! میں محمد ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہ فرمایا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا میں نے اس طرح پہچانا کہ آپ نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے بدن میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر **لا اله الله محمد رسول الله** لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً وہ آپ کے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جب تم نے محمد ﷺ کے واسطے سے دعا کی ہے تو میں نے قبول کی، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔"

ذرا غور کریں کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ کرتا۔ یہی تا کہ اگر محمد ﷺ کا ظہور نہ ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام بھی نہ ہوتے یعنی تخلیق آدم علیہ السلام ہمارے پیارے نبی ﷺ کی وجہ سے ہے۔ سبحان اللہ۔ جنت اور جہنم کا کوئی تصور نہ ہوتا یعنی نہ جنت بنائی جاتی نہ دوزخ۔ شاید ایسے ہی موقع کے لیے اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

تماشا تو دیکھو کہ فردوسِ علی

بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

(۱۸) ابن عساکر نے صحیح حدیث روایت کی:

"خلقت الخلق لا عرفهم کرامتک ومنزلتک عنده، ولولاک ماخلقت الدنیا".

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی ذات کی قسم، میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت آپ کی میرے یہاں ہے میں ان کو اس کی پہچان کرادوں۔ اے میرے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

(ابن عساکر خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۱۹۳، مراۃ ایمان جلد اول)

(۱۹) معلوم ہوا کہ یہ دنیا و کائنات سید العالمین ﷺ کے لیے بنائی گئی تا کہ تمام جن وانس محبوب رب دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت و منزلت کریں۔ اس لیے یہ صحیح ہے کہ:

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی اُبھر نہ سکتا، وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

یہ محفل کن فکاں نہ ہوتی، اگر وہ شاہِ اُمم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

ہر ایک سویدائے دل سے پیدا جھلک محمد کے میم کی ہے
اگر وہ خلوت سرا نہ ہوتا تو نقش یہ مرتسم نہ ہوتا



دوسرا باب

مقصود کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا

(۱) علم غیب کے معنی ہیں وہ چھپی ہوئی چیز جس کو انسان نہ آنکھ سے نہ ناک اور نہ کان وغیرہ حواس سے محسوس کر سکے اور نہ بلا دلیل بداہتہً (یقینی۔صریحی) عقل میں آسکے۔

(۱۔الف) مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے "لایومنون بالغیب "غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ غیب سے وہ تمام اشیاء اور حقائق مراد ہیں جو انسانی حواس سے ماوراء ہیں اور یقیناً عقل سے ان کا علم نہیں ہوسکتا۔

(۱۔ب) تفسیر روح البیان میں یومنون بالغیب کے تحت ہے۔ غیب وہ ہے جو حواس اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا ہو۔ اس طرح کہ کسی ذریعہ سے بھی ابتداً کھلم کھلا معلوم نہ ہوسکے۔

(۱۔ج) امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علم ذاتی اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔ اس کا غیر کے لیے ہونا محال ہے۔ جو کوئی اس ذاتی علم میں سے کوئی بھی چیز، اگرچہ وہ ایک ذرہ سے بھی کم ہو، غیر خدا کے لیے مانے گا وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔ (خالص الاعتقاد) مزید فرماتے ہیں تمام مخلوقات کے سارے علم مل کر بھی علم الٰہی کے مساوی ہوتا تو کیا، مگر اس بات کا کسی مسلمان کے دل میں وہم بھی نہ آئے۔ (خالص الاعتقاد) نیز فرماتے ہیں۔ علم الٰہی ذاتی، علم مخلوق عطائی۔ علم الٰہی واجب اور مخلوق کا علم ممکن۔ اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود اور مخلوق کا علم محدود۔ اللہ تعالیٰ کا علم ضروری البقا اور مخلوق کا علم جائز الفنا۔

(۲) علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔

(۲.الف) قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ. (الانعام. ۵۰)

ترجمہ: آپ فرمادیں میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں غیب جان لیتا ہوں۔ (الانعام۔۵۰، کنز الایمان)

کفارِ مکہ کا طریقہ تھا کہ وہ سید دو عالم ﷺ سے طرح طرح کے سوال کرتے تھے۔ کبھی کہتے کہ آپ رسول ہیں تو ہمیں بہت سی دولت دیں اور مال دیں۔ ہم کبھی محتاج نہ ہوں۔ ہمارے لیے پہاڑوں کو سونا کر دیجئے کبھی

گزشتہ اور مستقبل کی خبریں سنانے کے لیے کہتے تا کہ ہم منافع حاصل کرلیں اور نقصانوں سے بچنے کا بندوبست کرلیں۔ کبھی کہتے قیامت کا وقت بتائیے کہ کب آئے گی۔ اسی طرح کے بہت سے سوال کرتے۔ کفار کی ان تمام باتوں کا جواب دیا گیا کہ یہ کلام نہایت بے محل اور جاہلانہ ہے کیونکہ جو شخص کسی امر کا داعی ہو اس سے وہی باتیں کی جاسکتی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میرا دعویٰ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میرا دعویٰ ذاتی غیب دانی کا ہے۔ (یعنی غیب نبی کا ذاتی علم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے) کہ میں تمہیں گذشتہ اور آئندہ کی خبریں بتاؤں۔ میرا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے۔ اس آیت سے حضور سید عالم ﷺ کے علم عطائی (اللہ کا عطا کیا ہوا) کی نفی کسی طرح مراد نہیں۔

(۲۔ب) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ..... بِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ٥ (الاعراف۔۱۸۷۔۱۸۸)

ترجمہ: آپ سے قیامت کو پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کب کو ٹھہری ہے۔ آپ فرمائیں کہ اس کا علم تو میرے پاس نہیں ہے۔ اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔ بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک آپ سے ایسے پوچھتے ہیں گویا آپ نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے۔ آپ فرمائیں اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں...... میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں٥

غزوۂ بنی مطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی چوپائے بھاگے تو نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میرا ناقہ (اونٹنی) کہاں ہے۔ عبداللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا ان کا کیسا عجیب حال ہے، کہ مدینے میں مرنے والے کی تو خبر دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ معلوم نہیں کہ کہاں ہے۔ سید عالم ﷺ پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا منافق لوگ ایسا کہا کرتے ہیں۔ میرا ناقہ اس گھاٹی میں ہے۔ اس کی نکیل ایک درخت میں اُلجھ گئی ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا اسی شان سے وہ ناقہ پایا گیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیرِ کبیر)۔ وہ مالکِ حقیقی ہے جو کچھ ہے اسی کی عطا سے ہے۔ یہ کلام براہِ ادب و تواضع ہے۔ معنی یہ ہیں کہ میں اپنی ذات سے غیب نہیں جانتا۔ جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع اور اس کی عطا سے۔ (تفسیر خازن)

(۲۔ج) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ. (الجن ۲۶۔۲۸)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے تا کہ دیکھ لیں کہ انہوں نے اپنے رب کے پیام پہنچا دیے اور جو کچھ ان کے پاس ہے سب اس کے علم میں ہے۔ یہاں بھی اسی اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے یعنی علم غیب اپنے خاص بندوں انبیاء اور

رسولوں کے لیے ہے۔

(۳۔الف) علم غیب حضور اکرم ﷺ اور انبیاء اور رسولوں کو عطا فرمایا گیا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ٥ (آل عمران۔۱۷۹)

ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ (کنز الایمان)

تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ رسولوں میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیوب کے علم عطا فرمائے۔ اور غیوب کے علم آپ ﷺ کا معجزہ ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے صاف طور پر یہ بات ثابت ہے کہ تمام مخلوق کو فرداً فرداً علم غیب نہیں دیا جاتا بلکہ صرف اپنے چنے ہوئے نمائندوں یعنی انبیاء اور رسولوں کو ہی علم غیب دیا جاتا ہے۔

(۳۔ب) وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ..... (النساء۔۱۱۳)

ترجمہ: اور حکمت اتاری اور آپ کو سکھا دیا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو امور دین اور احکام شرع و علومِ غیب سکھا دیئے۔ اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع فرمایا۔ یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت ساری آیات اور احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے۔

(۳۔ج) مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ..... (الانعام۔۳۸)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔

تفصیل: یعنی جملہ علوم اور تمام مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا اس میں بیان ہے اور جمیع اشیاء کا علم اس میں ہے اس کتاب سے یہ قرآن کریم یا لوح محفوظ مراد ہے۔ (جمل)

(۴) علم الغیب انبیاء کے لیے معجزہ ہوتا ہے۔

خزائن العرفان میں خازن و بیضاوی وغیرہ کے حوالے سے پارہ ۲۹۔ الجن سورہ ۲۶۔۲۷ کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر، اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے۔ کسی کو مسلط نہیں کرتا یعنی اطلاع کامل نہیں دیتا۔ جس سے حقائق کا کشف تام اعلیٰ درجہ یقین کے ساتھ حاصل ہو، سوائے

اپنے پسندیدہ رسولوں کے" تو انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے، اور اطلاع کامل اور کشف تام فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے۔

(۴-۲) تفسیر روح البیان صفحہ ۱۳۲، جلد دوئم مطبوعہ بیروت میں ہے بلاشبہ" اللہ تعالیٰ رسول کے واسطہ (ذریعہ) کے بغیر حقائق اور احوال کا غیب منکشف نہیں کرتا۔"

(۴-۳) "اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے" کہ" آپ کو ان نعمتوں کے ساتھ ممتاز کیا۔" خزائن العرفان اور تفسیر کبیر میں ہے۔ " ای من الاحکام والغیب" احکام اور غیب کے علوم آپ کو عطا فرمائے۔

(۴-۴) نیز تفسیر مدارک التنزیل صفحہ ۲۵ جلد اول میں ہے" یعنی شریعت کے احکام اور اُمور دین کا علم دیا، اور یہ معنے بھی بیان کیے گئے ہیں کہ علم غیب میں سے وہ باتیں سکھادیں جن کا آپ کو علم نہ تھا اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ آپ کو پوشیدہ اُمور کا علم دیا گیا اور دلوں کے پوشیدہ رازوں پر مطلع فرمادیا گیا، اور منافقوں کے احوال اور ان کے مکروفریب بتادیئے۔ دین وشریعت کے امور سکھادیئے۔ چھپے امور اور دلوں کے بھیدوں کا علم دے دیا۔

(۴-۵) اور تفسیر مظہری میں ہے " وعلمک العلوم بالاسرار والمغیبات"

آپ کو اسرار پوشیدہ باتوں اور مغیبات کے علوم عطا فرمائے۔ تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۵۶۳ پر ہے:

" من خفیات الامور و ضمائر القلوب او من امور الدین والشرائع" اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھپے ہوئے اُمور اور دلوں کے پوشیدہ رازوں کا علم دیا، امور دین اور شریعت کے احکام سکھائے۔"

(۴-۶) تفسیر حسینی فارسی صفحہ ۱۲۴ میں ہے " آن علم ماکان وما یکون ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان وما یکون. یہ علم ماکان وما یکون (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے) کا علم ہے کہ حق سبحانہ نے معراج کی رات میں حضور ﷺ کو عطا فرمایا۔ حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو مجھے تمام گزشتہ و آئندہ واقعات کا علم حاصل ہو گیا۔

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مالک ہیں۔

قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝

(پ ۹۔ الاعراف۔ ۱۸۸)

ترجمہ: " آپ فرمادیں میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو

یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں۔ انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

آیت مقدسہ میں قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ آپ فرمائیں میں اپنی جان کے لیے بُرے بھلے کا خود مختار نہیں۔ "لا" حرف نفی ہے املک لنفسی، مستثنیٰ منہ ہے۔ " الا" حرف استثنا ہے" ماشاء اللہ" مستثنیٰ ہے، مستثنیٰ منہ میں صرف نفی سے چیز کی نفی کی جاتی ہے" الا" سے اسی میں سے کچھ کا اثبات کیا جاتا ہے۔ یعنی معنی یہ ہوئے کہ میں نفع ونقصان کا مالک نہیں" ہاں اس قدر کا مالک ہوں جس قدر اللہ تعالیٰ مالک بنادے۔ اس آیت مبارکہ سے فی الجملہ ملکیت کا ثبوت ہو گیا۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ" مجھے نفع ونقصان کی ذاتی قدرت نہیں الا ماشاء اللہ مگر جس قدر اللہ چاہے، یعنی میں اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے نفع ونقصان کا مالک ہوں"۔

تفسیر صاوی میں ہے قولہ " الا ماشاء اللہ. ای تملیکہ لی فانا املکہ"۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان الا ماشاء کا مطلب یہ ہے کہ میں ذاتی طور سے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے مجھے مالک بنا دینے سے نفع ونقصان کا مالک ہوں۔ اس آیت مبارک میں ذاتی قدرت کی نفی ہے۔ قدرت عطائی کی نفی نہیں ہے۔ (راہ نجات جلد اول)

(۶) اللہ تعالیٰ فاعل حقیقی اور کاموں کی تدبیر کرنے والا ہے اور ملائکہ اور انبیاء و اولیاء ظہور فعل وتدابیر کا ذریعہ ہیں۔

(۶-۱) اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ دنیا کا ہر چھوٹا بڑا کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا کردے مگر وہ ایسا نہیں کرتا، اس نے اپنی مشیت کے تحت انتظام کائنات کے لیے ملائکہ وانبیاء اور اولیاء کو مقرر فرمایا ہے۔ اور ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے بنا دیے ہیں۔ رحم مادر میں بچوں کا جسم بنانا اور ان کے جسم میں جان ڈالنے کا محکمہ، ان کی تقدیر لکھنے اور جان نکالنے کا محکمہ، رزق پہنچانے، ہواؤں کو چلاتے، بادلوں کو بنانے اور بادلوں کو ادھر اُدھر آسمان پر لے جانے، بارش برسانے، لڑائیوں میں فتح وشکست دینا، فصلیں اُگانا، قبروں میں مُردوں سے سوالات کرنا، عذاب وخواب، صور پھونک کر مُردوں کو زندہ کرنا، قیامت قائم کرنا، میزان پر اعمال تولنا، جنت وجہنم کا انتظام کرنا۔ غرض کہ دنیا و آخرت کے سارے کام ملائکہ کے سپرد ہیں۔ ان کے علاوہ انبیاء واولیاء کو بھی خصوصی اختیارات عطا فرمائے اور مختلف محکموں میں مختلف خدمات ان کے سپرد کردیں۔ یہ سب باتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالنَّازِعَاتِ غَرْقاً o وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطاً o وَالسَّابِحَاتِ سَبْحاً o فَالسَّابِقَاتِ
سَبْقاً o فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْراً o

ترجمہ: قسم ان کی (فرشتوں کی) کہ سختی سے جان کھینچیں (کافروں کی) اور نرمی سے بند کھولیں، (یعنی مومنین کی جانیں نرمی سے قبض کریں) اور آسانی سے پیریں (جسم کے اندر یا زمین و آسمان کے درمیان) مومنین کی روحیں لے کر۔

(۶۔۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ایک کتاب ہے (یہ قرانِ مجید) کہ ہم نے آپ کی طرف اُتاری کہ آپ لوگوں کو کفر کی اندھیرویوں سے ایمان کے اجالے میں لائیں (پ ۱۳۔ سورہ ابراہیم)

واضح رہے کہ کفر کے اندھیرے سے نکالنا اور ایمان کے اُجالے میں لانا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور اس کی صفت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت دی ہے۔ یہ نسبت مجازی ہے۔

(۶۔۳) پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۲ میں جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے فرمایا: "میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے سُتھرا بیٹا دوں۔"

یہاں بیٹا دینے کی بات جبرائیل امین فرمار ہے ہیں۔ جبکہ بیٹا دینا اللہ کی قدرت ہے۔ حقیقتاً جبرائیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت براہ راست اپنی طرف فرمائی یہ نسبت مجازی ہے۔

(۶۔۴) پارہ ۱۸ رکوع ۱۲ میں ہے: اور اللہ جسے چاہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت فرمانے کی نسبت حقیقی ہے۔

(۶۔۵) پارہ ۱۸ رکوع ۴ میں ہے: بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہدایت فرمانے کی نسبت مجازی ہے۔

(۶۔۶) پارہ ۱۰ رکوع ۱۵۔ اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔" اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے غنی کرنے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی فرماتا ہے حقیقتاً بالذات اور سرکار دو عالم ﷺ اپنے فضل سے غنی فرماتے ہیں۔ باذن و عطاءِ الٰھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت حقیقی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت مجازی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غنی کرنے، فضل اور نعمت دینے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف بھی فرمائی۔ واضح ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غنی کرتے، فضل و کرم فرماتے اور نعمتیں عطا

فرماتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

(۶۔۷) یاد رکھئے کہ کسی کام یا کسی امر کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو نسبتِ حقیقی مراد ہوتی ہے۔ وہی کام یا وہی امر جب انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یا ملائکہ کی طرف منسوب ہو تو اس سے نسبت مجازی مراد ہوتی ہے۔ اگرچہ کلام میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو۔ (راہِ نجات جلد چہارم)

(۶۔۸) سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے " اتیت بمفاتیح خزائن الارض فو ضعت فی یدی (صحیح بخاری) زمین کے سارے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ (قبضہ و اختیار) میں دے دی گئیں۔ نیز فرمایا: انما انا قاسم و خازن واللّٰہ یعطی (بخاری جلد اول صفحہ ۴۳۹) "بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور خزانچی ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے۔ نیز فرمایا: " وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض " (بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۸/اور صحیح مسلم صفحہ ۲۵۰ جلد دوئم) اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئیں" نیز فرمایا: فانی انا ابو القاسم اقسم بینکم (مسلم جلد ۲، صفحہ ۲۰۶) پس بلاشبہ میں ابوالقاسم ہوں۔ تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، مزید فرمایا: ما اعطیکم ولا امنعکم انما انا قاسم اضع حیث امرت (بخاری جلد ۱، صفحہ ۴۳۹)" میں نہ ذاتی طور پر تمہیں کچھ عطا فرماتا ہوں اور نہ ذاتی طور پر تم سے کچھ روکتا ہوں، میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کسی کو کچھ دیتا یا روکتا ہوں۔"

ارشادات سرکارِ دو عالم ﷺ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانے بہ عطائے الٰہی حضور ﷺ کے پاس ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے قبضہ تصرف (اختیار) میں ہیں۔ تمام مخلوق کو جو بھی نعمتیں مل رہی ہیں وہ باذن اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہو رہی ہیں۔ ایسے موقع کے لیے جناب خالد محمود خالد نے کیا خوب کہا ہے!

اپنی اوقات صرف اتنی ہے کچھ نہیں بات صرف اتنی ہے
کل بھی ٹکڑوں پہ اُن کے پلتے تھے اب بھی ٹکڑوں پہ اُن کے پلتے ہیں

(۷) محمد رسول اللہ ﷺ کائنات کے مالک ومختار ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ط (پارہ ۳۰)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ "کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔ اس میں حوضِ کوثر بھی شامل ہے۔ تفسیر نسفی میں ہے " ھو فوعل من الکثرۃ وھو المفرط الکثرۃ " کوثر فوعل

کے وزن پر ہے، کثرت سے۔ جس کے معنی ہیں، بہت زیادہ کثرت۔

تفسیر جلالین میں ہے "یا محمد ﷺ! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ یہ نہر ہے جنت میں اور آپ کا یہ حوض ہے جس پر آپ کی اُمت وارد ہوگی۔ یا کوثر خیر کثیر ہے نبوت سے اور قرآن سے اور شفاعت اور اسی طرح کی دوسری نعمتیں۔

تفسیر صاوی میں کوثر کی تشریح میں پندرہ اقوال ذکر کرنے کے بعد فرمایا "سولھواں قول یہ ہے کہ کوثر سے مراد دنیوی اور اُخروی خیرِ کثیر ہے، اور یہ تمام اقوال رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے بالتحقیق ثابت ہیں۔ اور کوثر سے ان تمام چیزوں سے اور بھی زیادہ اتنا کچھ مراد ہے۔ جس کی حد اور انتہا اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو اتنا کچھ عطا فرمایا ہے کہ تمام مخلوق مل کر بھی اس کا اندازہ نہیں کر سکتی اور یہ ساری دنیا کی نعمتیں اس عطائے کوثر کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔

(۸) حضور ﷺ تمام جنتیوں اور جہنمیوں کو جانتے اور پہچانتے ہیں:

رواہ الترمذی اور مشکوۃ باب القدر میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نہیں جانتے بجز اس کے کہ آپ ہمیں خبر دیں تو آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا جو آپ کے داہنے ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے اس میں اہل جنت اور ان کے باپ داداؤں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان کے اخیر میں کل جمع میزان لکھی گئی ہے۔ اس میں ہرگز نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی۔

یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے، اس میں دوزخیوں کے نام ان کے باپ داداؤں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام مذکور ہیں پھر اخیر میں کل جمع میزان لکھی گئی ہے۔ پس اس میں نہ ہرگز زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر انجام کار (کے لکھنے) سے فراغت ہو چکی ہے تو اب اس عمل کی کیا ضرورت ہے؟ (یعنی اگر فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تو اب ہمارے اعمال کی کیا ضرورت) آپ ﷺ نے فرمایا "سیدھی راہ چلو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جنتی کا خاتمہ اعمال جنت پر ہوگا اگر چہ وہ (زندگی بھر) کیسا ہی عمل کرتا رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخی کا خاتمہ عمل دوزخ پر ہوگا۔ اگر چہ وہ (زندگی بھر) کیسا ہی

عمل کرتا رہے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کتابوں کو پھینک دیا۔ اور فرمایا تمہارا رب اپنے بندوں سے فارغ ہو گیا۔ ایک جماعت جنتی ہے اور ایک دوزخ میں جائے گی"۔

اس حدیث مبارکہ سے بہ صراحت یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے سب آدمیوں کو فرداً فرداً جانتے ہیں کہ تمام جنتیوں اور جہنمیوں کے ناموں ان کی ولدیت ان کے قبائل حتیٰ کہ ان کی تعداد سے بھی باخبر ہیں۔

(۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا:

جامع ترمذی مترجم جلد۲ صفحہ ۷۳ پر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا۔ تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ عنقریب میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک میرے لیے زمین لپیٹی گئی، مجھے دو خزانے سُرخ اور سفید دیئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے اُمت کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کرے، اور ان پر ان کے غیر سے دشمن کو مسلط نہ کرے جو ان کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دے۔" میرے رب نے فرمایا "اے محمد ﷺ! جب میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں۔ وہ رد نہیں ہوتا۔ میں نے آپ کی اُمت کے بارے میں دعا قبول کی کہ انہیں عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ہی ان پر ان کے غیر سے دشمنوں کو مسلط کروں گا، جو ان کو تباہ و برباد کر دیں۔ اگر چہ اطراف عالم سے یا اطراف کے درمیان سے تمام لوگ جمع (راوی کو شک ہے) ہو کر ان پر حملہ آور ہوں یہاں تک کہ بعض بعض کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے (یعنی باہم قتال ہوگا) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ زمین کے مشارق و مغارب رسول اکرم ﷺ کے لیے منکشف تھے، اور مستقبل میں ہونے والے واقعات سے آپ کو آگاہ کر دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ آپ کی اُمت کہاں تک حکومت کرے گی اور کس طرح ان میں باہمی جنگ و جدال اور فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ (مترجم)

(۱۰) انسانوں سے درندے کلام کریں گے، چابک کی رسی اور جوتے کا تسمہ گفتگو کرے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں سے کلام کریں گے، حتیٰ کہ انسان سے اس کی چابک کی رسی اور جوتے کا تسمہ بھی گفتگو کرے گا اور اس کی ران اسے بتا دے گی کہ اس کے

(گھر سے باہر جانے کے بعد) گھر والوں نے کیا کام کیا۔" (جامع ترمذی مترجم جلد۲ صفحہ ۳۹)

اس حدیث مبارک سے واضح ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو قیامت تک آنے والے واقعات اور وجود میں آنے والے سائنسی و برقی آلات و ایجادات کا تفصیلاً علم حاصل ہے، جس کا اس زمانے میں تصور تک نہ تھا۔ مثلاً گراموفون، ٹیلی ویژن، ٹیپ ریکارڈر، وڈیو، آڈیو، مووی فلمز وغیرہ۔ نیز موجودہ دور سے آگے آنے والے زمانے کی ایجادات میں آنے والی چیزوں کا علم بھی حاصل ہے، جن کا موجودہ دور کے سائنسدانوں کو علم تو درکنار وہ تصور بھی نہیں کر سکتے، جن کی خبر عالم ماکان و ما یکون مخبر صادق، اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یقینی طور پر بیان فرما چکے ہیں۔

(۱۱) رسول اللہ ﷺ ابتدائے دنیا سے قیامت تک اور حشر نشر کے احوال جانتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مسلم اور مشکوٰۃ میں روایت درج ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ پھر اُترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کا عصر کا وقت آ گیا پھر اُترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو ہم کو اُن تمام چیزوں کی خبر دی جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے۔ راوی نے فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں ان خبروں کو زیادہ یاد رکھنے والا تھا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو قیامت تک کے وقوع پزیر ہونے والے تمام واقعات کا علم حاصل ہے۔

(۱۲) حضور اکرم ﷺ لوگوں کے انجام سے باخبر ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو ایک دن پہلے کفار کی قتل گاہ دکھاتے تھے۔ فرماتے کہ ان شاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی، اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ ان حدود سے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ نشان دہی جنگ سے ایک دن پہلے کر دی تھی۔ فرمایا کہ کل ستر (۷۰) کفار مارے جائیں گے۔ یہاں فلاں قتل ہو کر گرے گا۔ جہاں جس کافر کے مارے جانے کی خبر دی اسی جگہ وہ کافر مارا گیا۔ ایک انچ بھی ادھر اُدھر آگے پیچھے نہ مرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو ہر ایک کے وقتِ موت اور کیفیت کی خبر دی ہے کہ کون کب مرے گا، کہاں مرے گا، کیسے مرے گا۔ کافر ہو کر مرے گا یا مومن ہو کر۔ یہ علم علوم خمسہ میں سے ہے۔

یہ حدیث جنگ بدر کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی ہے (رواہ مسلم۔ مرقات شرح مشکوٰۃ)

(۱۳) حضور ﷺ عالم ماکان و ما یکون ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک بار رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی اپنی منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں داخل ہو گئے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔" (بخاری جلد اول صفحہ ۴۵۳)

(۱۴) اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب، صاحبِ قرآن، جانِ ایمان کے ارشاداتِ مزید!

(۱۴۔۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا اور عنقریب میری اُمت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لیے سمیٹی گئی۔" (مسلم صفحہ ۳۹۰)

(۱۴۔۲) "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کی ہر چیز ظاہر فرما دی اور ہر بات کھول دی ہے۔ پس میں دنیا کی تمام چیزوں کو اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں واقعات و حالات ہونے والے ہیں سب کو اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں، جس طرح میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔" (شرح مواہب الدینہ از امام زرقانی)

(۱۴۔۳) "میں آخرت میں تمہارے لیے ساز و سامان اور تمہاری بہتری و آسائش کا انتظام کرنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک میں اب حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرما رہا ہوں اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں ہیں۔" (بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۸، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

(۱۴۔۴) "بلاشبہ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے (امام احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

"مجھ پر میری اُمت کے اچھے اور بُرے اعمال پیش کیے گئے یعنی تا قیامت میرا جو اُمتی جو اچھا یا برا عمل کرے گا وہ سب مجھے دکھائے گئے۔" (مسلم۔ مشکوٰۃ باب المساجد)

(۱۴۔۵) "وہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا۔" (دارمی۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ باب المساجد)

(۱۴۔۶) محدث علامہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوئم کے صفحہ ۲۱۰ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ علامہ ابن حجر محدث نے اس حدیث کے بارے میں لکھا کہ یہ حدیث حضور اکرم ﷺ کے وسعتِ علم

کی کھلی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ساتوں آسمانوں بلکہ ان آسمانوں سے اوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں اور ان کے نیچے کے ذرہ ذرہ اور قطرے قطرے کا علم کلی عطا فرمایا۔

(۱۴۱۱۔۷) نیز سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے " فتجلّٰی لی کل شیٔ و عرفت. (احمد۔ترمذی۔مشکوٰۃ) تو میرے لیے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

یعنی عالم علوی، عالم سفلی، عالم غیب اور عالم شہادت کا ہر ذرہ مجھ پر منکشف ہی نہیں ہوا بلکہ میں نے ہر ایک کو الگ الگ پہچان لیا، اس بات کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ "علم" اور "معرفت" میں بڑا فرق ہے۔ مجمع پر نظر ڈال کر جان لینا کہ یہاں دو لاکھ افراد بیٹھے ہیں۔ یہ علم ہے اور مجمع میں سے ہر آدمی کے فرداً فرداً سارے حالات سے واقف ہو جانا معرفت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ پوری کائنات، تمام مخلوقات کی ہر شے کے عالم و عارف ہیں۔

(۱۵) بحوالہ بخاری جلد اول صفحہ ۵۱۹، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کوہِ اُحد پر چڑھے تو وہ ان کے ساتھ ہلنے لگا۔ حضور ﷺ نے ٹھوکر مار کر فرمایا" اُحد ٹھہر جا اس لیے کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

جبل اُحد نے بیک وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خود پر پایا تو وجد میں آ کر جھوم اٹھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے ٹھوکر مار کر حدّ ادب میں رہنے کی فرمائش فرمائی اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہادت پانے کی خوش خبری دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب لوگوں کی عاقبت و انجام کا علم حاصل ہے، اور ساری مخلوق پر آپ حکمران و مقتدر ہیں۔

(۱۶) علم مافی الارحام واحوال المولود!

اُمّ الفضل بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے سامنے سے ہو کر گزری، حضور ﷺ نے فرمایا تو حاملہ ہے۔ اور تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ اُمّ الفضل نے عرض کی یا رسول اللہ میرے حمل کہاں سے آیا؟ حالانکہ قریش نے قسمیں کھائی ہیں کہ وہ عورتوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ فرمایا "بات وہی ہے جو میں نے تجھے خبر دی ہے"۔ اُمّ الفضل نے کہا "جب لڑکا پیدا ہوا تو میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنا لعاب دہن بچے کے منہ

میں ڈالا اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا" خلفاء کے باپ کو لے جا" میں نے حضرت عباس سے حضور ﷺ کا ارشاد بیان کیا وہ خدمت حضور ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ "اُمّ الفضل نے ایسا کہا ہے۔" فرمایا "بات وہی ہے جو ہم نے اس سے کہی یہ خلیفوں کا باپ ہے۔ ان میں سفاح ہوگا یہاں تک کہ ان میں سے مہدی ہوگا۔"

(دلائل النبوۃ۔الدولۃ المکیہ صفحہ ۱۵۳)

(۱۷) بھیڑیئے کی گواہی

رواہ فی شرح السنۃ، مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا۔ ان میں سے ایک بکری پکڑی، اسے چرواہے نے تلاش کیا حتیٰ کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ فرمایا کہ بھیڑیا ٹیلے پر چڑھ گیا، وہاں بیٹھ گیا اور دُم دبالی اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے دی، میں نے اسے لیا۔ پھر تو نے مجھ سے وہ چھین لی، تو یہ شخص بولا، اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہ دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔ تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ ایک صاحب دو پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈوں میں سے تم کو ساری گزشتہ اور تمہارے بعد ہونے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں یعنی از آدم علیہ السلام تا قیامت کی غیبی خبریں لوگوں کو دے رہے ہیں۔

وہ چرواہا یہودی تھا وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو یہ خبر سنائی اور مسلمان ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر نبی معظم ﷺ نے فرمایا "یہ قیامت کے آگے کی نشانیاں ہیں۔ قریب ہے کہ ایک شخص (گھر سے) نکلے گا تو نہ لوٹے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبریں دے گا جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں۔"

یعنی قرب قیامت کوئی شخص اپنا جوتا، اپنا کوڑا اپنے گھر چھوڑ جائے گا وہ دونوں گھر والوں کی آوازیں اور ان کے کام کیچ کر لیں گے، اُس شخص کے گھر آنے پر وہ دونوں سب کچھ بتا دیں گے۔ یہ زمانہ اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسی ایجادات جاری ہیں جس سے انسان کی غیر موجودگی میں ٹیپ ریکارڈر یا ایسے دوسرے آلات سے ریکارڈ کردہ آوازیں بتلا دیں گی کہ صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں کیا کام یا باتیں ہوئیں۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی برحق ﷺ کو پندرہ سو سال بعد (موجودہ دور) کی سائنسی ایجادات کا بھی تفصیلی علم حاصل ہے۔

(۱۸) منکرین علم غیب کے منافقین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ

نے خطبہ ارشاد فرمایا'' مجھے تمام اُمت اپنی صورتوں کے ساتھ پیش کی گئی اور مجھے معلوم ہوگیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے اور کون میرا انکار کرے گا۔'' اس پر منافقیں نے استہزا (مذاق، ٹھٹھا) کہا'' محمد ﷺ کا یہ زعم ہے کہ لوگ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے وہ ان کے متعلق بھی جانتے ہیں کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون انکار کرے گا۔ حالانکہ ہم (منکرین علم غیب منافقین) ان کے ساتھ رہتے ہیں اور ہمیں تو وہ پہچانتا نہیں''۔

ان کی اس بات پر حضور اکرم ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا: " **ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسالونی عن شیٔ فی ما بینکم و بین الساعته الا نبئتکم به**'' '' کیا حال ہے؟ ان لوگوں کا جو میرے علم پر طعن کرتے ہیں۔ (اے منکرو) اب سے لیکر قیامت تک جس چیز سے متعلق مجھ سے سوال کرو، میں تمہیں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔ (تفسیر خازن۔ تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر قادری، تفسیر جامع لابیان اور تفسیر حسینی)

(۱۹) میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ ﷺ

یہ حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۲۰ پر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں'' ایک دن حضور اکرم ﷺ سے لوگوں نے کچھ سوال کئے، جن سے آقا ﷺ نے کراہت فرمائی۔ جب اس قسم کے سوال کثرت سے کیے گئے تو آپ ﷺ جلال میں آگئے اور فرمایا'' اچھا جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔'' ایک شخص نے کہا'' میرا باپ کون ہے؟'' آقا ﷺ نے فرمایا'' تیرا باپ حذافہ ہے۔'' پھر دوسرا شخص اُٹھا اس نے بھی یہی پوچھا کہ'' میرا باپ کون ہے؟ یا رسول اللہ ﷺ'' حضور ﷺ نے فرمایا'' تیرا باپ سالم ہے۔ شیبہ کا آزاد کردہ غلام۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ مبارک پر جلال وغضب کے آثار دیکھے تو عرض کی'' یا رسول اللہ ﷺ! ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں۔'' اندازہ لگایئے کہ حضور ﷺ کو بعطائے الٰہی کس قدر علوم غیب حاصل ہیں کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا عالم اور محقق کیوں نہ ہو وہ یقین سے کہہ سکتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کا واقعی بیٹا ہے اور فلاں شخص واقعی فلاں کا باپ ہے۔

رحمِ مادر میں جس کا نطفہ ٹھہرا ہو وہ بچہ اسی کا بیٹا ہوتا ہے۔ کسی شخص کے بارے میں صرف اس کی ماں ہی جانتی ہے کہ وہ کس کے نطفے سے ہے، اور وہی بتا سکتی ہے کہ فلاں کا بیٹا ہے۔ مگر سرکارِ دو عالم ﷺ کا علم غیب دیکھئے کہ جس بات کو صرف ایک ماں ہی جانتی ہے آپ ﷺ اس بات کو بھی جانتے ہیں۔

(۲۰) میں دجّال کے خلاف لڑنے والوں کے نام، ان کے باپ دادا کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث میں شامی مسلمانوں اور رومی کفار کی اس چار روزہ شدید جنگ کے حالات بالتفصیل بیان فرمائے جو قربِ قیامت ہوگی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں رومی کفار بہت بڑی تعداد میں مارے جائیں گے اور کفار کو شکست ہوگی اور مسلمان مجاہدین بھی بہت بڑی تعداد میں شہید ہوں گے۔ بقیہ غازی اپنے بچے کھچے ساتھیوں کو شمار کریں گے تو حالت یہ ہوگی کہ جس قبیلہ کے سو آدمی جہاد میں آئے تھے ان میں سے صرف ایک بچا ہوگا۔ ننانوے شہید ہو چکے ہوں گے۔ دریں اثنا ایک چیخ کی آواز آئے گی کہ دجّال ان کے بال بچوں میں پہنچ گیا ہے تو سب مسلمان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اُدھر متوجہ ہوں گے تا کہ اپنے بال بچوں کو دجال سے بچا لیں اور دس سواروں کو دجال کی تحقیقات کے لیے بھیجیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میں ان کے نام اور ان کے باپ داداؤں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ وہ لوگ اس دن روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے۔ (رواہ مسلم۔ مشکوۃ باب الملاحم)

(۲۱) حضور ﷺ نے تا قیامت فتنہ گر پیشواؤں کے نام مع ولدیت وقبیلہ بتا دیے۔

رواہ ابوداؤد اور مشکوۃ، کتاب الفتن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ فرمایا'' اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا ختم ہونے تک کے تمام فتنہ گر، پیشواؤں کو جو سو یا کچھ زیادہ ہیں نہیں چھوڑا مگر ہم کو ان کے نام بتا دیے۔ ان کا نام، ان کے باپ کا نام اور قبیلوں کا نام'' یعنی فتنہ پیدا کرنے والے بڑے بڑے پیشواؤں کے نام بتا دیے۔ جن میں سے ہر ایک کے ماتحت ہزاروں فتنہ گر ہوں گے۔ تمام عرب وعجم، مشرق ومغرب، شمال و جنوب کے فتنہ گر سب ہی بتا دیے۔

نبی ہمارا خدا کا پیارا رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے
خدا کے اِذن وعطا سے بے شک خبیر بھی ہے علیم بھی ہے

(راہ نجات جلد اول از مولانا ابوالحسان محمد رمضان علی قادری)



تیسرا باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِّنْھُم مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجَاتٍ ط (سورۃ البقرۃ: آیت ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا اور ان میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ (کنز الایمان)

تفصیل: تمام انبیاء علیہم السلام کے مراتب جداگانہ ہیں۔ بعض حضرات سے بعض افضل ہیں اگرچہ نبوت میں کوئی تفرقہ یعنی اختلاف نہیں وصفِ نبوت میں سب شریک ایک دگر (ہر ایک) ہیں۔ یہی آیت کا مضمون ہے اور اسی پر تمام اُمت کا اجماع (اتفاق) ہے۔ (تفسیر خازن، تفسیر مدارک) یعنی بے واسطہ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر کلام سے مشرف فرمایا عزت بخشی اور سید الانبیاء ﷺ کو معراج میں۔ (تفسیر جمل)۔

وہ حضور پُر نور سید الانبیاء ﷺ ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا ترجیح دی۔ اس پر تمام اُمت کا اجماع (اتفاق) ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور اکرم ﷺ کی اس رفعت و بزرگی اور رُتبے کی بلندی و مرتبت کا بیان فرمایا گیا ہے اور نامِ مبارک کی تصریح و وضاحت نہ کی گئی کہ اس سے بھی حضور اکرم ﷺ کے علوِ شان و برتری و بلندی کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس ﷺ کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی (گمان) شک و شبہ کی راہ نہ پا سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ ﷺ تمام پر فائق و فضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں، بے شمار ہیں کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا "درجوں بلند کیا" ان درجوں کا کوئی شمار قرآنِ کریم میں ذکر نہیں فرمایا۔ تو اب کون حد لگا سکتا ہے، ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان

یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامّہ ہے۔ تمام کائنات آپ کی اُمت ہے۔ جیسا کہ درج ذیل آیات سے وضاحت ہوتی ہے۔

(الف) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰاھُمُ اقْتَدِہْ ط

ترجمہ: یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہی کی راہ چلو۔ (الانعام آیت ۹۰۔ کنز الایمان)

تفصیل: اس آیت کی یہ ہے کہ علماء نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں، کیونکہ خصال و کمال و اوصاف شرف جو جدا جدا تمام انبیاء کو عطا فرمائے گئے تھے، نبی کریم ﷺ کے لیے ان تمام اوصاف کو جمع فرما دیا گیا اور آپ کو حکم دیا " فَبِھُدٰاھُمُ اقْتَدِہْ " "تو تم انہی کی راہ چلو" تو جب آپ تمام انبیاء کے اوصاف کمالیہ کے جامع ہیں تو بے شک آپ ﷺ سب سے افضل ہیں۔

(ب) تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ہ

(الفرقان۔ آیت ۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہانوں کو ڈر سنانے والا ہو (کنز الایمان)

تفصیل: اس میں حضور سید عالم ﷺ کے عموم (عام ہونا) رسالت کا بیان ہے، کہ آپ تمام خلق (مخلوق۔ دنیا کے لوگ) کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے اُمتی ہیں۔

(ج) وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ. (السبا آیت ۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی رسالت عامّہ ہے تمام انسان اس کے احاطے میں ہیں۔ چاہے گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی پہلے ہوں (یا حضور ﷺ کی رسالت سے) پچھلے سب کے لیے آپ رسول ہیں۔ اور وہ سب آپ ﷺ کے اُمتی ہیں۔

(د) بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔

(۱) ایک ماہ کی مسافت کے رُعب سے میری مدد کی گئی اور

(۲) تمام زمین میرے لیے مسجد اور پاک کی گئی کہ جہاں میرے اُمتی کو وقت ہو نماز پڑھے اور

(۳) میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کے لیے حلال نہ تھیں اور

(۴) مجھے مرتبہ شفاعت عطا کیا گیا اور

(۵) اور انبیاء خاص اپنی اُمّت کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہوں۔ حدیث میں سیدِ عالم ﷺ کے فضائل مخصوصہ کا بیان ہے جن میں سے ایک آپ کی رسالت عامہ ہے جو تمام جن وانس کو شامل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور سیدِ عالم ﷺ تمام خلق کے رسول ہیں اور یہ مرتبہ خاص آپ کا ہے جو قرآنِ کریم کی آیات کثیرہ سے ثابت ہے۔

(س) پارہ ۲۲ رکوع ۳ میں ہے "اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ماسوائے دیگر اوصاف جمیلہ کے شاہد اور سراجِ منیر کی نورانی صفتوں سے اپنے حبیب ﷺ کو متصف (وصف کیا گیا۔ تعریف کیا گیا۔ موصوف۔ جس کے ساتھ کوئی صفت لگی ہو) قرار دیا ہے۔ شاہد کے معنی حاضر و ناظر ہیں۔ مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ ۲۶۹ پر ہے۔ "نبی کریم ﷺ بصارت یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہیں۔"

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ پر اپنے مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں "اور باوجود اس قدر اختلافات و کثرت مذاہب کے جو علماء اُمت میں ہیں ایک شخص کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں اور اعمال اُمت پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔

للہ الحمد کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا تمام مخلوقات پر حاضر و ناظر ہونا قرآن مجید اور حدیث شریف سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا۔ نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک تمام مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حاضر و ناظر کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک کسی کی نظر دیکھتی ہے وہاں تک وہ ناظر ہے۔ ہم آسمان تک دیکھتے ہیں ہم آسمان تک ناظر ہیں مگر حاضر نہیں۔ جس جگہ تک کسی کی دسترس ہو کہ تصرف کر سکے وہاں تک وہ حاضر ہے جس مکان میں ہم موجود ہیں وہاں حاضر ہیں کہ اُسی جگہ ہماری پہنچ ہے اسی جگہ تک ہم تصرف کر سکتے ہیں۔ حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک

ہی جگہ رہ کر تمام جہان کی سیر کرے اور سینکڑوں ہزاروں کوس دور تک کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام جہان کی سیر کرے اور سینکڑوں ہزاروں کوس دور تک حاجت روائی کرے اور مشکل کشائی کرے۔ خواہ یہ رفتار روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ یا اسی جسم سے ہو کسی جگہ یہ حیات موجود ہو یا قبر میں مدفون ہو۔ انبیاء و اولیاء کے لیے یہ سب امور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور مفسرین محدثین علماء حق کے ارشادات سے وضاحت اور تائید ہوتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ تمام انبیاء کے درجے اپنی اپنی جگہ بلند و بالا ہیں لیکن ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کے مراتب سب سے بہترین و اولیٰ و اعلیٰ ہیں۔

قرآنِ کریم کے اس فیصلے کو تاجدارِ بریلی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی

اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی

بجھ گئیں جن کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کے آیا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی



چوتھا باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو احکامِ شریعت سپرد کیے گئے

مقصودِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے احکامِ شریعت سپرد کر رکھے ہیں جو چاہیں اپنی طرف سے حکم فرمادیں، وہی شریعت ہے۔

ائمہ محققین تصریح (واضح کرنا۔ تشریح۔ شرح) فرماتے ہیں کہ احکامِ شریعت حضور سید عالم ﷺ کو سپرد ہیں۔ جو بات چاہیں مستثنیٰ کردیں۔

امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضوء میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان اکابر ائمہ میں سے ہیں جن کا ادب اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زاید ہے۔ اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا۔ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآنِ عظیم سے۔ تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ ﷺ کے فرض میں فرق و تمیز کریں۔ اس لیے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ موکد (تاکید کیا گیا) ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا۔ جبکہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں اس میں بارگاہِ وحی و تضرع (رونا۔ گڑگڑانا) احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:

''اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں۔ جس طرح حرم مکہ کے نباتات (جڑی۔ بوٹیاں) کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی، حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ''اذخر'' کو اس حکم سے نکال دیجئے، فرمایا ''اچھا نکال دی'' اس کا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ سبحانہ نے حضور اکرم ﷺ کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ﷺ ہرگز ہرگز گھاس کا کاٹنا جائز نہ فرماتے کیونکہ حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی۔ اور دوسری قسم وہ جو مصطفےٰ

ﷺ کو ان کے رب عزوجل نے ''ماذون'' فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور اکرم ﷺ نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت مکہ سے ''اذخر'' کو استثنا فرمادیا، اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور اکرم ﷺ کو ''اذخر'' کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔

اور اسی قبیل سے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور ﷺ نے حج کی فرضیت بیان فرمائی تو کسی نے عرض کی، یارسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے۔ فرمایا ''نہیں'' اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہوجائے اور پھر تم سے نہ ہوسکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل پوچھنے سے منع فرماتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو، جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔''

حضرت امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں ''سید عالم ﷺ کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور اکرم ﷺ شریعت کے احکام سے جسے چاہتے مستثنیٰ فرمادیتے۔''

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح میں بڑھایا ''کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور ﷺ جس چیز سے چاہیں خاص فرمادیں۔''

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں ایک باب وضع فرمایا۔ باب اس بیان کا کہ خاص نبی ﷺ ہی کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔''

چند واقعات کی روایاتِ حدیث درج کی جاتی ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے حضرت ابوبردہ کے لیے شش ماہیہ (چھ ماہ کی) بکری کی قربانی جائز فرمادی۔

صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے۔ ''حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص ہماری نماز پڑھے گا اور ہماری قربانی کرے گا، اس نے درست قربانی کی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے گا تو وہ بکری کا گوشت ہے۔ یہ سن کر ابوبردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے تو نماز سے پہلے قربانی کردی۔ میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے۔ اس لیے میں نے جلد قربانی کی۔ خود کھایا گھر والوں اور پڑوسیوں کو کھلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بکری کا گوشت ہے، یعنی قربانی نہیں ہوئی۔ ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اب میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا

بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے، کیا اس کی قربانی میری طرف سے جائز ہوگی؟ فرمایا "ہاں" اس کی قربانی کر دو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔"

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے تحت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں، اس لیے کہ نبی ﷺ کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

سنن بیہقی میں سند صحیح اتنا اور زائد ہے "تمہارے بعد اور کسی کے لیے اس میں رخصت نہیں۔"

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات" شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں "احکام حضور اکرم ﷺ کو تفویض شدہ تھے" (تفویض بمعنی سپردگی۔ حوالگی۔ تحویل)

(۲) حضور ﷺ نے اُمّ عطیہ کو ایک جگہ مُردے پر نوحہ کرنے کی رخصت بخش دی۔

"حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بیعت زناں کی آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ "لا یعصینک فی معروف" اور مردے پر بیان کرکے رونا چیخنا بھی گناہ ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ الا آل فلاں گھر والوں کو استثناء فرمادیجئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے، مجھے اس سے مستثنیٰ کردیجئے"۔ ترمذی کی روایت میں ہے۔ فاذن لھا۔ حضور سید عالم ﷺ نے انہیں نوحہ (کرنے) کی اجازت دے دی۔

سنن نسائی میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا "اذھبی فاسعدیھا" جا ان کا ساتھ دے آ۔ یہ گئیں اور وہاں نوحہ کرکے پھر واپس آکر بیعت کی۔ مسند احمد میں ہے کہ فرمایا "اذھبی مکا فیھم" "جاؤ ان کا بدلہ اتار آؤ"۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں، یہ حضور ﷺ نے خاص رخصت اُم عطیہ کو دے دی تھی۔ خاص آل فلاں کے بارے میں۔" وللشارع ان یخص من العموم ماشاء" "نبی ﷺ کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادیں۔"

(۳) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو شوہر کی وفات کا سوگ معاف فرمادیا۔

طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے شوہر اوّل جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "تین دن سنگار سے الگ رہو، پھر جو چاہو کرو"۔ یہاں

حضور اکرم ﷺ نے ان کو اس حکم عام سے استثناء فرمادیا کہ عورت کا شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔"

(۴) حضور ﷺ نے قرآنِ عظیم کے حکمِ عام واشھدوا ذوی عدل منکم سے خزیمہ رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

ابو داؤد اور نسائی علیہ الرحمۃ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ عمارہ بن خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ حضور ﷺ نے قیمت ادا کرنے کے لیے اسے ساتھ لے لیا۔ حضور ﷺ تیز چل رہے تھے اور اعرابی آہستہ چل رہا تھا۔ درمیان میں لوگ آئے اور گھوڑے کا بھاؤ کرنے لگے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ حضور ﷺ گھوڑا خرید چکے ہیں اور بعض لوگوں نے جب اس قیمت سے زیادہ قیمت بڑھائی جس قیمت پر حضور ﷺ نے اعرابی سے گھوڑا خرید فرمایا تھا تو اعرابی نے حضور ﷺ کو پکارا اور کہا کہ آپ یہ گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں، ورنہ میں کسی دوسرے کو بیچ دیتا ہوں۔

حضور ﷺ نے جب اعرابی کی یہ پکار سنی تو آپ ﷺ اس اعرابی کے پاس آئے اور اس سے فرمایا "کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا تھا"؟ اعرابی نے کہا واللہ میں نے آپ کو گھوڑا فروخت نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "بلاشبہ میں نے تجھ سے یہ گھوڑا خرید لیا ہے۔ اس پر لوگ جمع ہوگئے۔ اعرابی نے کہا آپ گواہ لائیے، مسلمان اس اعرابی سے کہتے رہے کہ تجھے ہلاکت ہو، حضور ﷺ ہمیشہ حق بات فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اس گھوڑے کو فروخت کردیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کیونکر گواہی دیتے ہو تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کی تصدیق کی بنا پر گواہی دیتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے تنہا حضرت خزیمہ کی گواہی دو مردوں کے برابر قرار دے دی۔

حضرت نعمان بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے بعد میں اس بات سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے گھوڑا فروخت نہیں کیا تھا۔ پس حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے کہا اے اعرابی میں تجھ پر گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کردیا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اے خزیمہ ہم نے اس معاملے کے وقت تم کو گواہ نہیں بنایا تھا پھر تم کیسے گواہی دیتے ہو؟"

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ آسمان کی خبر دیتے ہیں تو میں اس پر اس کی تصدیق کرتا ہوں، تو میں اس اعرابی کے معاملے میں آپ کی تصدیق کیوں نہ کروں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی قرار دے دیا۔ سوائے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اسلام میں کوئی شخص

نہیں ہے، جس کی گواہی دو مردوں کے برابر ہو۔"

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں خزیمہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت فرمائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جس کے لیے خزیمہ گواہی دے یا جس کے خلاف گواہی دے تو تنہا اس کی گواہی کافی ہے"۔ (خصائص کبریٰ، علامہ جلال الدین سیوطی)

(۵) مشقتِ اُمت کا اندیشہ نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کردوں اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک ہٹادوں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "مشقتِ اُمت کا اندیشہ نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کردوں، اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک ہٹادوں۔" احمد۔ ترمذی اور نسائی میں خالد بن الجھنی سے روایت ہے "میں مسواک فرض کردیتا اور نمازِ عشاء آدھی رات تک ہٹادیتا" (الامن والعلیٰ)

(۶) رسول اللہ ﷺ نے کفارہ کی سزا کو انعام سے بدل دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا "کس چیز نے تجھے ہلاک کیا؟" کہنے لگا میں نے رمضان شریف میں اپنی بیوی سے جماع کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "کیا تو ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟" عرض کی "نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "متواتر دو مہینے (۶۰ دن) کے روزے رکھ سکتا ہے"؟ کہا "نہیں" نبی کریم ﷺ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے"؟ عرض کی "نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "بیٹھ جا۔" وہ بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں کھجوروں کا ایک بڑا ٹوکرا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا "اسے صدقہ کردو" نے عرض کی کہ "مدینہ شریف کی دو پہاڑیوں کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں"۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ کے انیاب (سامنے کے دو دانتوں کے ساتھ دائیں بائیں دو دانت مبارک) نظر آنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "اسے لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔"

اسی باب میں حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے۔"

اس حدیث کے تحت امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں "مسلمانو! کیا گناہ کا ایسا کفارہ

کسی نے سنا ہوگا؟ سوا دو من خُرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہو گیا۔ واللہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دیا۔ ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ اولٰئک الذین یبدل اللہ سیاٰتھم حسنٰت کی خلافت کبریٰ ہے۔ ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کردیتی ہے۔

یہ حدیث صحیح مسلم میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دار قطنی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے "تو اور تیرے اہل و عیال یہ خُرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرمادیا۔" (الامن و العلیٰ)

(۷) جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ نے حرام کیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث۔ دیکھو کوئی پیٹ بھرا، اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لیے رہو۔ جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو: وان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ. جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عز وجل نے حرام کیا۔ جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ (احمد۔ دارمی و ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ عن المقدام بن معد یکرب۔ بسند حسن۔ (الامن والعلیٰ)

(۸) اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔

ترمذی ابواب الحج میں ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ جب آیتِ کریمہ وللہ علی الناس..... الخ اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں۔ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! "کیا ہر سال"؟ حضور نے فرمایا "نہیں" اور فرمایا "اگر ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھو کہ اگر تمہارے لیے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔"

اس باب میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات ذکر کی گئی ہیں۔

(۹) مردوں کے لیے سونا اور ریشم حرام ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کے مردوں پر ریشمی لباس اور سونا حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔" (جامع ترمذی، ابواب اللباس)

(۱۰) حضور ﷺ نے عبدالرحمٰن اور زبیر رضی اللہ عنہم کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

صحاح ستہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔" ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم رخص عبد الرحمٰن بن عوف والزبیر فی لبس الحریر لحکۃٍ کانت بیھما " عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم کے بدن میں خشک خارش تھی، حضور ﷺ نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔ (الامن والعلیٰ)

(۱۱) حضور ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند میں فرماتے ہیں "محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ لوگ ان سے کہتے تھے، آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں؟ حالانکہ نبی ﷺ نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم سید حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ کے سامنے اموال غنیمت، غلام ومتاع موجود تھے۔ حضور ﷺ تقسیم فرما رہے تھے۔ سب اونٹ بانٹ چکے۔ یہ انگوٹھی باقی رہی۔ حضور ﷺ نے نظر مبارک اُٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچے کر لی، پھر نظر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچے کر لی، پھر نظر اُٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا۔ اے براء! میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا، لے پہن لے۔ جو کچھ تجھے اللہ اور رسول (ﷺ) پہناتے ہیں۔ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اُتار ڈالوں جسے مصطفےٰ ﷺ نے پہنایا ہے۔

واضح رہے کہ اس موضوع کے تحت سینکڑوں واقعات کے بارے میں ہزاروں روایاتِ حدیث ہیں جن میں سے چند روایات بقدر ضرورت نقل کی گئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حاکم ہیں حضور ﷺ کے سوا دنیا میں کوئی حاکم نہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ دو جہاں، دنیا و آخرت، کے اور انسانوں اور جنّات کے روز فریقین عرب و عجم کے سردار ہیں۔

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ امر و نہی یعنی حکم دینے والے اور منع فرمانے والے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے "لا" "نہیں" اور "نعم" "ہاں" کہنے میں دوسرا کوئی بھی راست گو نہیں ہو سکتا۔ ائمہ محققین علیہ الرحمۃ تصریح فرماتے ہیں کہ احکامِ شریعت رسول اللہ ﷺ کے سپرد ہیں، جو بات چاہیں واجب کر دیں، جو چاہیں ناجائز کر دیں۔ جس چیز کو یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ (علیحدہ کرنا۔ الگ کرنا۔ کسی میں سے کسی کو جدا کرنا) کر دیں۔ آپ ﷺ کے کسی ارشاد کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا۔

علامہ شہاب خفاجی "نسیم الریاض میں شرح کتاب الشفائے از امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بُردہ کے اس شعر کی شرح میں فرماتے ہیں:" ان لا حاکم سواہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فھو حاکمٌ غیر محکوم. الخ. "نبی ﷺ کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں، حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی محکوم"۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (الامن والعلیٰ)

(الف) رسول اللہ ﷺ کو حلال کو حرام کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

پارہ ۹ رکوع ۹ کا ترجمہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جو غلامی کریں گے، اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال کرے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر (یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ پر) ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان کے ساتھ اترا یعنی قرآن شریف وہی بامراد ہوئے۔"

نصِ قرآن سے ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو حلال و حرام ٹھہرانے کا بہ عطائے الٰہی اختیار حاصل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس چیز کو حلال فرما دیں وہ شرعاً حلال اور جس چیز کو حرام فرما دیں وہ شرعاً حرام ہے۔

نیز اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا:

پارہ ۱۰ رکوع ۱۰، "لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کر دیا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے" "قاتلو الذین لا یومنون باللّٰہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرّمون ما حرّم اللّٰہ و رسولہ "(پ۱۰ع۱۰)

نیز احکام شریعت کو جاننے کے لیے بطور قاعدہ کلّیہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا ".

ترجمہ: "جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو۔"

نیز فرمایا: من یّطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ومن تولّیٰ فما ارسلنک علیھم حفیظاًo

(پ۵ع۸)

"جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا (اور آپ کی اطاعت سے اعراض کیا) تو ہم نے آپ کو ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔"

(ب) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف ایک جانور خنزیر کی حرمت کا بعینہٖ ذکر کیا، باقی تمام جانوروں کو رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا۔

واضح رہے کہ قرآنِ مجید نے صرف ایک جانور کی حرمت کا بعینہٖ ذکر کیا "خنزیر" کا اور آٹھ حرام جانوروں کا ذکر کیا۔ میتہ، منخنقہ وغیرہ۔ باقی تمام جانوروں کو رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا۔ کتا۔ بلی، ریچھ، ہاتھی، گدھا، بندر، گیدڑ، بھیڑیا وغیرہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی حرام کیے۔ معلوم ہوا کہ حرام وحلال ٹھہرانے والے حضور انور ﷺ ہیں۔

پارہ ٦ رکوع ٥ "تم پر حرام ہے مردار یعنی جس جانور کے لیے شریعت میں ذبح کا حکم ہو اور وہ بے ذبح مر جائے، بہنے والا خون، سوّر کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء۔ وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔"

گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور، وہ جانور جو لاٹھی، پتھر، ڈھیلے، گولی، چھرّے یعنی بغیر دھار دار چیز سے مارا گیا ہو، جو گر کر مرا ہو، خواہ پہاڑ سے یا کنویں وغیرہ میں۔ وہ جانور جسے دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مر گیا ہو۔ جسے کسی درندہ نے تھوڑا سا کھایا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مر گیا ہو۔ جسے کسی درندہ نے تھوڑا سا کھایا ہو اور وہ اس کی تکلیف سے مر گیا ہو لیکن اگر یہ جانور مَر نہ گئے ہوں اور پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کر لو تو وہ حلال ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، راہِ نجات جلد ۴)

اسی قسم کے احکامات تفسیر جلالین میں بھی ملتے ہیں۔ شارح دلائل الخیرات شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی "المختار" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔ "اسم مفعول بمعنی پسندیدہ و برگزیدہ، اسم فاعل بمعنی اختیارات والا جیسا کہ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ کو اختیار کل بخشا ہے۔ آپ ﷺ کی صفتِ اختیار و مختار، تورات میں ہے، علاوہ ازیں توریت وانجیل میں آپ ﷺ کی نعت وصفت ونبوت لکھی ہوئی ہے۔ حضرت عطار بن یسار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سید عالم ﷺ کے وہ اوصاف دریافت کیے جو توریت میں مذکور ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے اوصاف قرآنِ کریم میں ہیں، انہی میں کے بعض اوصاف توریت میں ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا "اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا، شاہد ومبشر اور نذیر اور اُمیوں کا نگہبان بنا کر آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا، نہ بدخلق ہو نہ سخت مزاج، آپ ﷺ نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہ برائی سے برائی کو دفع کرنے

والے لیکن آپ خطا کاروں کو معاف کرتے ہیں اور ان پر احسان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو نہ اُٹھائے گا جب تک آپ ﷺ کی برکت سے غیر مستقیم ملت کو اس طرح راہ راست نہ فرما دے کہ لوگ صدق ویقین کے ساتھ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پکارنے لگیں اور آپ ﷺ کی بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں۔

اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کی صفات میں توریت شریف کا یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی صفت میں فرمایا کہ میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا اور ہر خلق کریم عطا فرماؤں گا اور اطمینانِ قلب کو ان کا لباس بناؤں گا۔ اور طاعات واحسان کو ان کا شعار کروں گا۔ اور تقویٰ کا ان کو ضمیر اور حکمت کو ان کا راز اور صدق ووفا کو ان کی طبیعت اور عفو ودرگزر کو ان کی عادت اور عدل کو آپ ﷺ کی سیرت اور اظہار حق کو آپ ﷺ کی شریعت اور ہدایت کو آپ ﷺ کا امام اور اسلام کو آپ ﷺ کی ملت بناؤں گا۔ احمد ﷺ ان کا نام ہے خلق کو آپ ﷺ کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم ومعرفت اور گمنامی کے بعد رفعت ومنزلت عطا کروں گا۔ آپ ﷺ کی برکت سے قلت کے بعد کثرت اور فقر کے بعد دولت اور تفرقہ کے بعد محبت عنایت کروں گا۔ اور آپ ﷺ کی اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر کروں گا۔

ایک اور حدیث توریت شریف سے حضور اکرم ﷺ کے یہ اوصاف منقول ہیں۔ میرے بندے احمد ﷺ مختار، ان کا جائے ولادت مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔ آپ ﷺ کی اُمت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی کثیر حمد کرنے والی ہے۔

کتب الٰہیہ (قرآن کے نزول سے پہلے) حضور سید عالم ﷺ کی نعت وصفت سے بھری ہوئی تھیں۔ اہلِ کتاب ہر قرن میں اپنی کتابوں میں تراش خراش کرتے رہے، اور ان کی بڑی کوشش اس پر مسلط رہی کہ آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کا ذکر اپنی کتابوں میں نام کو نہ چھوڑیں۔ توریت وانجیل وغیرہ ان کے ہاتھ میں تھیں۔ اس لیے انہیں اس میں کچھ دشواری نہ تھی۔ لیکن ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی موجودہ زمانے کی بائبل میں حضور سید عالم ﷺ کی بشارت کا کچھ نشان باقی رہ ہی گیا، چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ١٩٣١ء کی چھپی ہوئی بائبل میں یوحنا کی انجیل کے باب چودہ کی سولہویں آیت میں ہے "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔" لفظ مددگار پر حاشیہ ہے اس میں اس کے معنی وکیل یا شفیع لکھے ہیں۔ تو اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایسا آنے والا جو شفیع ہو اور ابد تک رہے یعنی ان کا دین کبھی منسوخ نہ

ہوگا۔ بجز سیدِ عالم ﷺ کے کون ہے؟ پھر انیس ویں اور تیس ویں آیت میں ہے اور اب میں نے تم سے ان کے ہونے (آنے) سے پہلے کہہ دیا تا کہ جب ہو جائے (آمد نبی ﷺ) تو تم یقین کرلو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی صاف اور واضح دلیل ہے اور دنیا کا سردار خاص سید عالم کا ترجمہ ہے۔ اور یہ فرمانا کہ مجھ میں ان کا کچھ نہیں حضور کی عظمت کا اظہار اور اپنا کمال ادب و انکسار ہے۔ اسی کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے، لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جائیں گے تو آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔" اس سے معلوم ہوا کہ نبی آخر الزماں ﷺ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور برگزیدہ نبی ہیں اور اپنے پسندیدہ و محبوب ﷺ کو ہی اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنایا۔ جیسے چاہیں شریعت اور جس بات کو پسند فرمائیں شریعت کا حصہ بنا دیں۔



پانچواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین القاب و اوصاف سے پکارا

عام طور سے بادشاہوں، وزیروں اور اُمراء کے دربار میں حاضری کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ ان کو مخاطب کرنے کے لیے بہترین القاب، ظلِ الٰہی، جہاں پناہ، شاہ جہاں، عزت مآب، خان بہادر، صاحب بہادر، گاڈ فادر، یور میجسٹی، یور آنرز سر وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ سائل اپنے مسائل کے حل کے لیے اپنے خطوط میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ہر ملنے والا ان حکمرانوں، امراء اور اشرافیہ کی شان میں کلمات تعظیم ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ ادب کے یہ تمام طریقے بڑے لوگوں کے خود ساختہ ہوتے ہیں اور قانوناً مروج بھی ہوتے ہیں۔ اسی لیے لوگ نا چاہتے ہوئے بھی یہ کلمات بولنے اور لکھنے کے پابند ہوتے ہیں۔

اسی قسم کا ایک واقعہ رسولِ عربی ﷺ کے دور میں پیش آیا۔ ایک جماعت قبیلہ کندہ سے رسول مقبول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اور وہ الفاظ تحیت (آداب) کے ادا کیے جو اس زمانے میں سلاطین کے لیے کہے جاتے تھے۔ شہنشاہِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا "میں بادشاہ نہیں ہوں۔ بلکہ محمد بن عبداللہ ہوں۔" یاد رہے کہ ہمارے پیارے رسول بیک وقت نبی اور رسول کے عہدوں کے مالک ہیں، یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں اور دنیا کے تمام عہدوں سے بڑے ہیں۔ انہوں نے کہا "ہم آپ ﷺ کا نام لے کر نہیں پکاریں گے، کہ یہ بے ادبی ہے۔ سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا "مجھے ابوالقاسم کہو"۔ اس پر انہوں نے کہا "اے ابوالقاسم فرمائیے کہ ہم نے اپنے دلوں میں کیا چھپا رکھا ہے"؟ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا "یہ کاہنوں کا کام اور کاہن اور ان کا پیشہ دوزخی ہے۔" انہوں نے کہا "پھر کیونکر معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔؟" آپ ﷺ نے ایک مُٹھی میں کنکریاں اٹھا کر فرمایا "دیکھو یہ گواہی دیتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں"۔ اسی وقت کنکریاں دستِ مبارک میں تسبیح کرنے لگیں۔ یہ سن کر حاضرین نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ (شرح مواہب الدنیہ)

اس واقعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ سید البشر ﷺ نے سلاطین کی طرح اپنے لیے کلمات ادب کہلوانے کو ناپسند فرمایا۔

خالقِ کائنات نے اپنے بندوں کو اپنے حبیب ﷺ کی عزت، احترام اور ادب کرنے کی ترغیب دی۔ پورا

قرآنِ کریم پڑھ جایئے آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو آپ کے نامِ نامی اسمِ گرامی ''محمد ﷺ'' سے نہیں پکارا جس طرح اور انبیاء کو پکارا ''اے نوح، اے داؤد'' بلکہ اپنے پیارے نبی ﷺ کو بہترین القاب اور اوصاف سے مخاطب کیا۔ آپ کے لیے نیچے لکھی ہوئی چند مثالیں قرآنِ کریم سے پیش کی جاتی ہیں۔ ان مثالوں سے پتا چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سید اللعالمین کو مخاطب کرنے میں آپ ﷺ کی شان کو دوبالا کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔

۱۔ یایھا النبی! (التحریم۔۱، الاحزاب ۱۔۲۸)
اے پیارے نبی یا اے غیب کی خبر دینے والے۔ اللہ نے اپنے ودیعت کیے گئے عہدے سے پکار کر محمد عربی ﷺ کی شان بڑھائی۔ یا یھا النبی کے ساتھ خطاب فرمایا۔ اس کا مطلب ہے جو ذکر کیے گئے نام پاک کے ساتھ، یا محمد فرما کر خطاب نہ کیا جیسا کہ دوسرے انبیاء کو خطاب فرمایا۔ اس سے مراد آپ ﷺ کی تکریم آپ کا احترام اور آپ کی فضیلت ظاہر کرنا ہے۔

۲۔ یا یھا الرسول!
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے ودیعت کیے گئے عہدے سے پکارا۔ اے میرے پیارے پیغام رساں، اے رسول، اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کو یا ایھا الرسول کے خطابِ عزت کے ساتھ مخاطب فرمایا۔

۳۔ والضحیٰ! (الضحیٰ۔۱)
چاشت کی قسم یا دن کی قسم اور کچھ نے (دن کی روشنی کی طرح) روشن و تابناک چہرہ والے۔

۴۔ ولیل اذا سجیٰ (الضحیٰ۔۲)
اور رات کی قسم جب پردہ ڈالے یا چمکتی زلفوں والے۔

۵۔ یٰسین (یٰسین۔۱)
کچھ نے معنی لکھے ہی نہیں۔ کچھ نے خوبصورت، چمکدار بالوں والے کہا۔ کچھ نے اے سید (راہ نمائی کرنے والے) ترجمہ کیا۔

۶۔ یا ایھا المزمل (المزمل۔۱)
بڑے پیار سے حضور ﷺ کی چادر مبارک کا ذکر فرمایا گیا ہے اے جھرمٹ مارنے والے، یہ بتاتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پیاری ہے۔

۷۔ یا ایھا المدثر (المدثر۔ ۱)
اے بالا پوش اوڑھنے والے۔ حضور اکرم ﷺ جو کمبل اوڑھے ہوئے تھے تو اللہ کریم نے نہایت ہی لطف و کرم سے ''اے کمبل اوڑھنے والے'' کہہ کر ذکرِ نبی ﷺ فرمایا ہے۔

آپ ﷺ کا نام لے کر مخاطب کرنے سے منع فرمایا "لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً ط" (النور۔۶۳) ''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو''۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر نبی ﷺ تم کو ندا کریں یا تم نبی ﷺ کو پکارو تو ادب و تعظیم اور توقیر و تکریم کے ساتھ آپ ﷺ کے معظم عہدہ یا القاب یا کنیت سے نرم آواز سے منکسرانہ لہجے میں یا نبی اللہ، یا رسول اللہ یا حبیب اللہ، یا محبوب اللہ یا ابوالقاسم کہہ کر ندا کرو، کیونکہ اللہ کے حبیب عظیم انسان اور عظمت والے نبی ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کا نام لے کر مخاطب کرنا یا پکارنا بے ادبی ہے۔

ابنِ کثیر میں مسند احمد کے حوالے سے ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کا نام لے کر پکارا یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ آپ نے اس کا جواب نہ دیا۔

اللہ تعالیٰ کی دو صفات رؤف و رحیم ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حضور نبی کریم کو ان دو صفات سے نوازا۔ دیکھئے سورہ توبہ کی آیت ۱۲۸۔ حضور مومنوں کے لیے رؤف اور رحیم ہیں۔

حضرت قبلہ حاجی مسعود احمد لاثانی سرکار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ محفل میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں صل علیٰ رء وفنا صلی علیٰ محمدٍ صل علیٰ رحیمنا صلی علیٰ محمدٍ پہلے میں نہیں پڑھتا تھا۔

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا ''ہم رؤف و رحیم ہیں۔ ہمیں اسی نام سے پکارا کرو۔''

معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر یا زور زور سے چلا کر ندا کرنا یا پکارنا خلافِ ادب ہے۔ جب خالقِ کائنات اپنے حبیب ﷺ کا نام لے کر نہیں پکارتا تو ہم کیوں آپ ﷺ کا نام لے کر پکاریں بلکہ آپ ﷺ کے عہدے یا اوصاف مبارکہ سے پکارنا ہی عملِ صالح ہے۔ جب بھی یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا محبوب اللہ یا حبیب اللہ کہیں تو بعد میں صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضرور لگائیں جیسے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس طرح حضور ﷺ کو ادب سے پکارنے کے ساتھ صلوٰۃ بھیجنے کا ثواب بھی ملے گا۔



چھٹا باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں ادب و احترام

(۱) پچھلے باب میں آپ نے احکامات خداوندی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کو پکارنے کے طریقوں کے بارے میں پڑھا۔ قرآنی احکامات نازل فرماتے وقت اللہ سبحانہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو نام لے کر نہیں پکارا بلکہ آپ ﷺ کو یا نبی یا رسول یعنی آپ ﷺ کے عہدے سے یا آپ ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرما کر آپ ﷺ کو مخاطب فرمایا۔ یعنی ہم اُمتیوں کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی عزت و احترام اور ادب و تعظیم کی تعلیم دی۔

(۲) نبی کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کے پیغام کو تسلیم کیا جائے جو قومیں پیغام نبی کو تسلیم نہیں کرتیں سزا پاتی ہیں۔ قوم ہود، قوم ثمود، قوم صالح اور قوم لوط کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ نبوت کا ادب یہ بھی ہے کہ اس کے پیغام کو من و عن مان لیا جائے۔ اسی لیے گستاخی رسول کرنے والی قومیں مٹادی گئیں۔

جن قوموں نے اپنے انبیاء اور رسولوں کا ادب کیا وہ کامیاب رہے۔ غلامانِ مصطفےٰ مؤدب تھے، اس لیے آدھی دنیا پر چھاگئے۔ ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ محمد عربی ﷺ کے ادب کا حق ادا کریں۔

(۳) پ ۲۶۔ سورۃ الفتح آیات ۸۔۹ میں ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ.

اور ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا یعنی اُمت کے اعمال و احوال کا تاکہ روزِ قیامت ان کی گواہی دیں یعنی مومنوں کو جنت کی خوشی اور نافرمانوں کو عذاب دوزخ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ یہاں حضور اکرم ﷺ کے ادب کے لیے دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ تعظیم، عزتِ رسول ﷺ کے لیے اور توقیر بمعنی وقعت یا آپ ﷺ کی اہمیت کے اظہار کے لیے۔

(۴) اسی طرح ایک اور جگہ آنحضرت ﷺ کی تعظیم و تکریم کا یوں حکم دیا گیا ہے۔

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(سورۃ الحجرات۔ آیت ۱)

ترجمہ: تمہیں لازم ہے کہ تم سے تقدیم (پیش قدمی۔ آگے بڑھنا) نہ ہو قول میں نہ فعل میں کہ تقدم کرنا رسول اللہ

ﷺ کے ادب و احترام کے خلاف ہے۔ بارگاہِ رسالت ﷺ میں نیاز مندی (فرمانبرداری۔ اطاعت) و آداب لازم ہیں۔

چند اشخاص نے عید الاضحیٰ کے دن سید عالم ﷺ سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ بعضے لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے۔ ان کے لیے یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی مکرم ﷺ سے آگے نہ بڑھیں یعنی پہل نہ کریں۔

(۵) ایک دوسری جگہ نبی محترم ﷺ کی کمال تعظیم کی تاکید یوں کی گئی۔

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ الحجرات۔ آیت ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی ﷺ) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

جب حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کچھ عرض کیا جائے تو آہستہ پست آواز سے عرض کیا جائے کہ یہی دربارِ رسالت کا ادب و احترام ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا اجلال و بزرگی اور آپ کی شان و شوکت و عظمت و اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا ہے۔ اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہیں، اس طرح نہ پکاریں بلکہ جو کچھ عرض کرنا ہو کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القابِ عظمت کے ساتھ عرض کریں۔ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

شانِ نزول یہ ہے کہ سن ۹ ہجری میں بنی تمیم کا ایک وفد حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ کسی کو ہمارے اوپر دین اسلام سکھانے کے لیے امیر مقرر فرما دیں۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے دو مختلف نام امیر کے لیے پیش کیے۔ اس اختلاف کی وجہ سے دونوں شیخین میں جھگڑا ہو گیا اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اس پر اس آیت میں حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بلند آواز سے بولنے سے منع فرمایا گیا۔ پھر حضرات شیخین اس قدر دھیمی آواز سے کلام کرتے کہ آنحضرت ﷺ کو دوبارہ دریافت کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ (اسباب نزول للواحدی۔ بخاری تفسیر سورہ الحجرات)

(۶) اللہ تبارک تعالیٰ کو حضرات شیخین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریق ادب اتنا پسند آیا کہ ان کی مدح میں مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ نازل فرمائی اور ان کے متقی ہونے کی سند عطا فرمائی اور قیامت کے دن مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت سنائی یعنی یہ ادب و تکریم مصطفیٰ ﷺ کا انعام و اکرام تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ. (سورۃ الحجرات۔۳)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے پست آواز رکھنے والوں کے لیے ان کا متقی ہونا، ان کی مغفرت اور اجرِ عظیم کا اعلان فرمایا۔

(۷) حق تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو رسولِ کریم ﷺ کا ادب ملحوظِ خاطر نہیں رکھتے انہیں بے عقل فرمایا۔ ارشادِ پاک ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ: جو لوگ حجروں کے باہر سے رسول ﷺ کو پکارتے ہیں، ان میں اکثروں کو عقل نہیں۔ (سورۃ الحجرات۔۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی مذمت کرتا ہے جو آپ ﷺ کو مکانوں کے باہر سے آوازیں دے کر پکارتے ہیں۔ دیہاتیوں اور جاہلوں میں رواج تھا اور اب بھی ہے کہ ایک دوسرے کو باآوازِ بلند حجرات کے باہر کھڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دربارِ نبوت میں اس سوء ادب سے منع فرمایا اور ایسوں کو بے عقل کہا۔

(۸) پارہ ۲۲ کے رکوع ۴ میں ہے۔ "بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ ایذا سے پاک ہے۔ اسے کوئی ایذا نہیں دے سکتا۔ مگر رسول اللہ کی شان میں گستاخی و توہین کو اپنی ہی ایذا فرمایا ہے۔ اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو کوئی کسی بھی طرح شانِ رسالت میں تنقیص کرے آپ کی شان کم کرے یا گھٹائے اور توہین کرے اس سے حضور ﷺ کو ایذا پہنچتی ہے۔ جس کی وجہ سے ایذا دینے والا دنیا و آخرت میں ملعون اور ذلت کے عذاب کا سزاوار بن جاتا ہے۔ (راہِ ایمان جلد ۴)

(۹) اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت ۱۰۴ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر (انظرنا) رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

جب حضور اکرم ﷺ صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے "راعنا یا رسول اللہ" اس کے معنی یہ ہیں کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔ یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیے۔ یہود کی لُغت میں یہ کلمہ سوء ادب، برائی، گستاخی اور بے ادبی کے معنی رکھتا ہے۔ انہوں نے اسی نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے۔ آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا "اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن ماردوں گا۔ یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں۔ مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ خاطر ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

جس میں راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ "انظرنا" کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ للکفرین میں اشارہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔

(۱۰) ہمارے ہاں دستور ہے کہ دنیاوی مراتب و مناصب والوں کو بہترین سے بہترین القابات سے نوازا جاتا ہے۔ ان کی عزت و احترام میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں۔ وہ جو کچھ نہیں ہیں اس سے بھی زیادہ بڑا ظاہر کیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس ہمارے اسکالرز، ادیب، نعت گو شعرا، ثنا خوانِ رسول ﷺ اور دوسرے لکھنے والے، حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کے دعوے کرتے ہیں لیکن ان کی نعتوں کو پڑھ کر پتا چلتا ہے کہ ان کے ہاں نبی کریم ﷺ کے ادب و محبت کا فقدان ہے۔ شاید وہ یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کے نبی ﷺ کے دو عہدے ہیں۔ نبی اور رسول اور یہ عہدے کسی بندے کے نہیں، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ اس لیے دنیا کے تمام عہدوں سے بڑے عہدوں سے بھی بڑے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ نبی رحمت ﷺ کو تُو، تم اور اس کے نہایت ہی معمولی الفاظ سے مخاطب

کرتے ہیں۔

''خزینہ نعت'' میں پروفیسر منظر ایوبی لکھتے ہیں ''علاوہ ازیں نعت گویوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ جن تشبیہوں، استعاروں، اشاروں، کنایوں، علامتوں اور شعری اوصاف سے اپنی نعتوں کو مزین کرتے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تخاطب کے عمل میں منصب و مقام کا لحاظ کیے بغیر لفظوں کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں (مثلاً تُو، اُس وغیرہ) وہ شاعری کے دیگر اصناف کا زیور ضرور ہیں، نعت کا نازک پیکر ان کا متحمل نہیں۔''

نعت کے حوالے سے ہمارے ثناء خواں بھی شاعر یا ادیب کے لکھے ہوئے اشعار اور الفاظ کے محتاج ہیں۔ وہ خود اپنے طور سے کسی بھی اصلاح طلب کلام میں عامیانہ الفاظ میں تبدیلی کے لیے تیار نہیں۔ بس شاعر نے نعت میں جو الفاظ لکھ دیے انہی کو پڑھنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ ایسے حضرات کو نعت لکھتے اور پڑھتے وقت یہ بات بار بار سوچ لینی چاہئے کہ کہیں وہ حضور ﷺ کی شان میں ازروئے قرآن بے ادبی اور گستاخی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔

(۱۲) ادبِ مصطفےٰ ﷺ کے حوالے سے چند ایمان افروز واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱۲-۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول اللہ ﷺ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس رات حضور ﷺ غارِ ثور تشریف لے گئے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ کبھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلتے اور کبھی پیچھے چلنے لگتے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ مجھے پیچھا کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو آپ ﷺ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں آگے کوئی خطرہ نہ ہو تو آگے آجاتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''تمہارا مطلب ہے کہ اگر کوئی آفت آئے تو میرے بجائے تم پر آئے۔'' انہوں نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا ''جی ہاں''۔ پھر جب غار پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا ''آپ ﷺ ذرا ٹھہریں میں اندر جا کر غار کو صاف اور محفوظ کر لوں''۔ (قومی ڈائجسٹ صدیق نمبر ص ۴۰)

(۱۲-۲) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ''آپ ﷺ غار میں داخل نہ ہوں۔ جب تک کہ میں پہلے داخل نہ ہو لوں تاکہ اگر اس میں کوئی سانپ بچھو وغیرہ ہو تو وہ مجھ کو کاٹے اور آپ ﷺ کو نہ کاٹے۔ اس لیے حضرت صدیق اکبر پہلے داخل ہوئے اور غار میں جھاڑو دی۔ اس میں کچھ سوراخ تھے اپنی شلوار پھاڑ کر ان کو بند کیا مگر دو سوراخ

باقی رہ گئے، ان میں اپنے دونوں پاؤں ڈال دیے۔ پھر عرض کیا اب تشریف لائیے۔ آپ ﷺ داخل ہوئے اور سرِ مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ سے کسی چیز نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کاٹا، مگر وہ بہ پاسِ ادب اپنی جگہ سے نہ ہلے کہ مبادا رسول اللہ ﷺ کے آرام میں خلل پڑے اور آپ جاگ اٹھیں۔ شدتِ درد سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آنسو نکل پڑے اور آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر گرے تو حضور اکرم ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ فرمایا ''ابوبکر کیا ہوا''؟ عرض کی ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان مجھے کسی چیز نے کاٹ لیا''۔ آپ ﷺ نے زخم پر لعاب دہن لگایا فوراً درد جاتا رہا۔ (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکرؓ)

(۱۲-۳) ایک روز رسول کریم ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو مؤذن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر اذان دی، اور انہوں نے امامت کی۔ اسی دوران حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا۔ جب نمازیوں نے حضور ﷺ کو صف میں دیکھا تو دستک دینے لگے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دستک کی آواز سنی تو گوشہ چشم سے دیکھا کہ حضور ﷺ نماز میں تشریف فرما ہیں۔ لہٰذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ لیکن سید العابدین نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس نوازش پر کہ آپ ﷺ نے مجھے امامت کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور رسولِ عربی ﷺ آگے بڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ''اے ابوبکر جب میں تمہیں خود حکم کر چکا تھا تو تمہیں اپنی جگہ کھڑے رہنا چاہیے تھا'' عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے''۔ (صحیح بخاری)

(۱۲-۴) ایک اعرابی (خانہ بدوش) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ:

''آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں''؟ آپ نے فرمایا ''نہیں''۔ اعرابی نے کہا ''پھر کیا ہو'' آپ نے فرمایا ''میں رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ ہوں''۔ (کنز العمال) چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ادب نے اجازت نہ دی کہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ کہیں، اس لیے اس کو ایسے طور سے بدلا کہ جس میں مادہ خلافت باقی رہے اور ادب بھی ہاتھ سے نہ جائے، حالانکہ آپ کی خلافت احادیث صحیحہ سے صراحۃً ثابت ہے۔

(۱۲-۴-الف) ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ نے کفر کی حالت میں رسول اکرم ﷺ کی شان میں کوئی گستاخانہ جملہ کہا، تو آپ نے اپنے والد کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے دریافت کیا تو عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ میں ایسی گستاخی پر اس کی گردن اُڑا دیتا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل بہت پسند آیا۔ اسی وقت ان کی شان میں سورہ المجادلہ کی

بیسویں آیت نازل ہوئی۔

(۱۲۔۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور منبرِ رسول ﷺ

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آغاز خلافت میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو منبر کے جس درجے (زینے) پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے نچلے درجے پر بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ (نقوش رسول نمبر صفحہ ۶۸۶)

(۱۲۔۶) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ادبِ رسول ﷺ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایام خلافت میں جب اسی منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا چاہا تو اس درجے سے بھی نیچے کے درجے پر بیٹھے جس درجے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبرِ رسول پر بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے، کیونکہ ان کے نزدیک مقام رسول اللہ ﷺ کے ادب کے ساتھ خلیفہ رسول کے مقام کا ادب بھی واجب تھا۔
(نقوش رسول نمبر ص ۶۸۶)

(۱۲۔۷) مسجدِ نبوی ﷺ سے متصل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کی چھت پر ایک پرنالہ تھا۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نئے کپڑے پہنے ہوئے مسجد جا رہے تھے۔ جب اس پرنالے کے قریب پہنچے، تو اتفاق سے اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر دو مرغ ذبح کیے گئے۔ یکا یک ان کا خون پرنالے سے ٹپکا اور اس کے چند قطرے حضرت عمر خطاب کے کپڑوں پر پڑ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا۔ لوگوں نے فوراً اس پرنالے کو اکھاڑ ڈالا۔ آپ گھر واپس گئے دوسرے کپڑے تبدیل کیے اور پھر مسجد تشریف لائے۔ ادائے نماز کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا "یا امیر المومنین جس پرنالے کو آپ نے اکھاڑ دیا ہے۔ خدا کی قسم اس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے لگایا ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر پریشان ہو گئے۔ دوسرے ہی لمحے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے عباس! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اپنے پیر میرے کندے پر رکھ کر اس پرنالے کو جیسا کہ حضور ﷺ نے لگایا تھا، اسی جگہ پر لگا دو۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی درخواست پر اس کو پہلی جگہ پر لگا دیا۔
(نقوش رسول نمبر ص ۶۸۶، ج ۴)

(۱۲۔۸) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ادبِ رسول ﷺ

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف جنگ حدیبیہ میں صلح کے واسطے بھیجا تو

قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کرنے کی اجازت دی لیکن طوافِ کعبہ اور عمرہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے پروردگار کے حکم یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ اور اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم کو مدِنظر رکھ کر فرمایا "میں ہرگز طوافِ کعبہ نہ کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کر لیں۔" (زاد المعاد لابن قیم قصہ حدیبیہ، درمنثور للسیوطی تفسیر سورہ الفتح)

ایک اہم بات۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے افضل ترین عبادت یعنی طوافِ کعبہ سے اپنے نبی ﷺ کے رعایت ادب کو افضل جانا اور یہی حق مصطفیٰ ﷺ ہے۔

شاید اسی لیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے:

"کوئی عبادت حضور ﷺ کے رعایت ادب کے برابر نہیں۔" (مدارج النبوت)

(۱۲۔۹) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ایک نرالا طریق ادبِ رسول ﷺ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "انہوں نے کہا میں اسلام میں چوتھا شخص ہوں اور میرے نکاح میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے دی ہیں۔ میں نے جب سے اپنا داہنا ہاتھ نبی مکرم ﷺ کے دستِ مبارک سے ملایا ہے، اس دن سے میں نے اپنی شرم گاہ کو کبھی نہیں چھوا۔"
(کنز العمال۔ کیمیائے سعادت)

(۱۲۔۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے پیارے نبی ﷺ کا ادب اس طرح کرتے تھے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب وہ صلح نامہ لکھا جو رسول اللہ ﷺ کے اور کفار کے درمیان حدیبیہ کے دن ٹھہرا تھا، جس میں یہ عبارت تھی "ھذا ما کتب علیہ محمد رسول اللہ" تو مشرکین نے لفظ "رسول اللہ" پر اعتراض کیا کہ نہ لکھا جائے۔ اس پر نبی معظم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس لفظ کو مٹا دو۔ انہوں نے عرض کی کہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو لفظ "رسول اللہ" کو مٹا دوں لہٰذا خود حضور سرکار کائنات ﷺ نے اس لفظ کو مٹایا۔ (صحیح مسلم)

نیز جنگ خیبر سے واپسی پر "منزل صہبا" پر رسول اکرم ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی لیکن حضرت علی کسی وجہ سے جماعت میں شامل نہ ہو سکے۔ حضور اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ ادھر سورج بھی غروب ہوتا جا رہا تھا۔ چونکہ حضرت علی نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی اور نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ اگر نماز نہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کا خیال اور اگر حضور ﷺ کو جگایا تو اللہ کے رسول ﷺ

کی بے ادبی کا خیال۔ اس ادب اور حضور ﷺ کے آرام کے خیال کی وجہ سے زانو نہ ہلایا اور نمازِ عصر کا وقت جاتا رہا۔ حضرت علی کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور حضور انور کے چہرہ اقدس پر گرے۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور پوچھا ''اے علی رونے کی کیا وجہ ہے''؟ حضرت علی نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے علی پریشان نہ ہو۔ کیا تم نماز پڑھنا چاہتے ہو یا قضاء کرنا چاہتے ہو۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''حضور میں قضا نہیں کرنا چاہتا۔''

حضور ﷺ نے دعا فرمائی " الٰہ العالمین " اگر علی تیری اطاعت (من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ، سورۃ النساء) میں تھا تو پھر آفتاب کو طلوع کر دے''۔ پس اسی وقت ڈوبا ہوا سورج طلوع ہو گیا۔ حضرت علی نے نہایت اطمینان سے نمازِ عصر ادا کی۔ پھر حسبِ معمول آفتاب غروب ہو گیا۔ (الشفاء، از قاضی عیاض)

اس حدیث کو طحاوی نے ''مشکل الاثار'' میں دو طریق سے روایت کیا ہے۔ ایک روایت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اور دوسری فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا سے۔ اس کے علاوہ دوسرے مفسرین سے بھی مروی ہے۔ اس حدیث کے دونوں طریقوں کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

(۱۲۔۱۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا آخری وقت نزدیک آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیے جائیں، ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۵، ص ۳۰۰)

(۱۲۔۱۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جناب رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک اور تراشۂ ناخن محفوظ تھے۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ یہ چیزیں میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا اور پھر میرا معاملہ ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔'' (تاریخ الخلفا، علامہ سیوطیؒ)

(۱۲۔۱۳) صحیح مسلم اور بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ''یوم النحر'' میں اپنے موئے مبارک، حضور ﷺ نے سر یا ریشِ مبارک کے بال مُنڈائے تو فرمایا کہ یہ تقسیم کر دیے جائیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے اپنا حصہ لیا۔ ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کا ایک موئے مبارک میرے پاس ہوتا تو وہ ساری دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا۔ ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام، حضور ﷺ کے سرِ اقدس کے بال مونڈ رہا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے گرد اس لیے طواف کر رہے ہیں کہ حضور پُرنور کا کوئی ایک بال ان کے ہاتھ پڑ جائے۔''

(۱۲۔۱۴) سعید بن منصور اور ابن سعد و ابو یعلیٰ و حاکم و بیہقی اور ابو نعیم نے عبد الحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگِ یرموک کے موقع پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً وہ گر گئی آپ نے اسے تلاش کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کر کے سرِ اقدس منڈایا تو لوگوں نے بالوں کے حصول میں جلدی کی اور میں بھی بال حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو سر پر پہنے رہا تو اس کی برکت سے ہر موقع پر مجھے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔''

(خصائص کبریٰ)

(۱۲۔۱۵) حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ میں کفار سے مصروف جہاد تھے کہ آپ کی ٹوپی گر پڑی۔ جس کی وجہ سے آپ پریشان ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کو حکم دیا کہ کفار پر یک بارگی سخت حملہ کر دیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار پر ٹوٹ پڑے۔ گھمسان کی اس جنگ میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ اختتام جنگ پر مجاہدین نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس حکم پر اعتراض کیا تو سپہ سالار اعظم نے فرمایا ''میرا یہ شدید حملہ صرف ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے اُن موئے مبارک کے لیے تھا جن کو میں نے اس ٹوپی میں لگا رکھا ہے تاکہ مُبادا یہ مقدس نعمت و برکت مجھ سے جاتی رہے اور مشرکین کے ہاتھ آجائے۔'' (نسیم الریاض۔ شرح کتاب الشفاء از قاضی عیاضؒ)

حسنِ یوسف پر کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں آپ کے نام پر مردانِ عرب

(۱۲۔۱۶) حضور ﷺ کے پسینہ مبارک کا اعجاز

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حضور ﷺ کے جسم اقدس سے پسینہ بہنے لگا تو میری والدہ شیشی لے آئیں اور بیٹھ کر پسینہ مبارک پونچھ کر اس میں جمع کرنے لگیں اتنے میں حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی آپ نے فرمایا (پوچھا) ''اے اُمِ سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟'' عرض کی ''یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے۔ جسے ہم خوشبو کی طرح استعمال کرتے ہیں کیونکہ آپ کا پسینہ خوشبو (عطر) سے زیادہ خوشبودار ہے۔''

(۱۲۔۱۷) دارمی، بیہقی، ابو نعیم، خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۱۱۴ میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ جب حضور ﷺ کسی راستے سے گزرتے تو ہر شخص آپ کے

پسینے کی خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ ﷺ اس راستے سے گزرے ہیں۔ یا اس طرح بھی پہچان لیتا کہ جب آپ گزرتے تو شجر و حجر آپ کو سجدہ کرتے۔"

(۱۲۔۱۸) رسول اللہ ﷺ کے غسل فرمائے ہوئے پانی کو پی لینے سے جہنم حرام ہوگئی۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غسل فرمایا، میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا اور میں نے حضور ﷺ کو اس کی خبر دی تو حضور ﷺ نے فرمایا "جا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے تم پر جہنم کی آگ حرام کردی۔" (طبرانی فی الاوسط۔ خصائص کبریٰ جلد دوئم)

(۱۲۔۱۹) رسول اللہ ﷺ کا پیشاب مبارک دافع البلیات والامراض ہے۔

حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی مکرم ﷺ اٹھے اور مٹی کے ایک برتن (پیالے) میں پیشاب فرمایا۔ میں رات میں اُٹھی مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ اس پیالے میں جو کچھ تھا میں نے پی لیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ بات بتائی تو آپ مسکرائے اور فرمایا تیرے پیٹ میں کبھی بھی درد نہ ہوگا"۔ اور ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "آج کے بعد تیرے پیٹ میں کبھی بھی کوئی شکایت (تکلیف) پیدا نہ ہوگی۔" (ابو یعلی۔ حاکم۔ دار قطنی۔ طبرانی۔ ابو نعیم اور خصائص کبریٰ)

(۱۲۔۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کے ایک لڑکے نے نبی کریم ﷺ کے پچھنے (Cuts) لگائے اور جب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پچھنے لگانے سے فارغ ہوا، تو خونِ مبارک لے کر باہر گیا اور وہ خونِ مبارک پی لیا۔ جب واپس آیا تو نبی محترم نے اس سے پوچھا "تیرا بھلا ہو تو نے خون کا کیا کیا"؟ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ! مجھے آپ کا خون زمین پر گرانا مناسب دکھائی نہ دیا تو میں نے پی لیا۔ پس وہ میرے پیٹ میں ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جا تو نے خود کو جہنم کی آگ سے بچالیا۔" (ابنِ حبان۔ خصائص کبریٰ)

(۱۲۔۲۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس طشت میں کچھ ہے۔ اور وہ اسے پی رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "تم نے خون پی لیا"؟ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کا خون میرے پیٹ میں رہے تو بہتر ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا "لوگوں کی جانب سے تم پر افسوس ہے (یعنی لوگ تمہارے اس فعل پر تم پر افسوس کریں یا کریں گے اور تم ان کے طرزِ عمل پر افسوس کر دیا کرو گے)۔ اے عبداللہ تمہیں آتشِ جہنم نہیں چھوئے گی مگر اتنی کہ جس قدر اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ اور تم میں کوئی بھی ایسا

نہیں ہے جس کا اس پر گزر نہ ہو۔" (بحوالہ: اخرج الغطریف فی جزیہ و الطبرانی، ابونعیم)

(۱۲۔۲۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ "آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ عمر میں بڑے ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "حضور ﷺ بڑے ہیں اور ولادت میری پہلے ہوئی۔" (کنز العمال)

(۱۲۔۲۳) ابی حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد المالک بن مروان نے قباث ابن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "تم اکبر ہو یا رسول اللہ ﷺ اکبر ہیں"؟ انہوں نے جواب دیا کہ "رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میں عمر میں ان سے زیادہ ہوں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف عام الفیل (ہاتھی والوں کا سال) میں ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میری والدہ صاحبہ اس ہاتھی کی لید کے پاس مجھے لے کر کھڑی تھیں۔ (دلائل النبوۃ۔ بیہقی)

نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی قباث سے اسی قسم کا سوال کیا اور انہوں نے ان کو بھی اسی قسم کا جواب دیا کہ حضور ﷺ اکبر ہیں اور میری ولادت پہلے ہے۔

(۱۲۔۲۴) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی راستے میں دیکھا، چونکہ میں جنبی تھا (غسل کی ضرورت تھی) اس لیے میں چھپ گیا۔ پھر غسل کر کے حاضرِ خدمت اقدس ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، "اے ابو ہریرہ تم کہاں تھے؟" عرض کیا کہ "مجھے نہانے کی ضرورت تھی، اس لیے میں نے آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنے کو مکروہ جانا۔" اس پر اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا "اللہ پاک ہے اور مومن نجس (ناپاک) نہیں ہوتا۔" (بخاری شریف)

(۱۲۔۲۵) اسلع بن شریک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا۔ ایک رات مجھے نہانے کی حاجت ہوئی۔ اسی رات حضور ﷺ نے کوچ کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت مجھے تردد ہوا کہ اگر ٹھنڈے پانی سے نہاؤں تو مارے سردی کے مرجانے یا بیمار ہونے کا خوف ہوا۔ اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں۔ مجبوراً کسی انصاری شخص سے کہا کہ کجاوہ باندھے۔ پھر میں نے پانی گرم کیا اور نہا کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جا ملا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اے اسلع! کیا سبب ہے کہ تمہارے باندھے ہوئے کجاوے کو آج میں تبدیل اور متغیر پاتا ہوں۔ عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میں نے نہیں باندھا۔" فرمایا "کیوں" عرض کیا "اس وقت مجھے نہانے کی حاجت تھی اور ٹھنڈے پانی سے نہانے میں جان کا خوف تھا، اس لیے کسی اور کو باندھنے کو کہہ دیا تھا۔" اسلع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی "یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ..... الایہ. (سورۃ

المائدہ رکوع ۲) جس سے سفر میں تیمم کرنے کی اجازت ملی۔ (دُرِ منثور۔ طبرانی)

(۱۲۔۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا گیا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر رکھا۔ پھر اس کو اپنے منہ پر ملا۔ (طبقات ابن سعد۔ شفا شریف)

(۱۲۔۲۷) حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام بہ پاسِ ادب رسول اللہ ﷺ کے دروازوں کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے ہیں۔"

(۱۲۔۲۸) سعید بن یربوع قرشی مخزومی کا نام صرم تھا۔ ایک روز حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ "ہم میں سے بڑا کون ہے؟ میں یا تم؟ انہوں نے جواب دیا کہ "آپ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور نیک ہیں۔ میں عمر میں آپ ﷺ سے زیادہ ہوں۔" یہ سن کر آپ ﷺ نے ان کا نام بدل دیا اور فرمایا کہ "تم سعید ہو"۔ (اصحابہ ترجمہ سعید بن یربوع)

(۱۲۔۲۹) اُمِ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا ذکرِ مبارک کرتیں تو" **بابی انت وامی یا رسول الله** ﷺ کہتیں۔ یعنی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔" (صحیح بخاری) صحابہ کرام اکثر " **بابی انت وامی یا رسول الله** ﷺ کہا کرتے۔ یہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اشفاق اور مراحم کے روبرو مہرِ مادری اور شفقت پدری کی کچھ حقیقت نہیں۔ ان دونوں کو آپ ﷺ پر فدا کرنا چاہیے۔

(۱۲۔۳۰) ماہ ذی قعدہ ۶ ھ میں جب آپ ﷺ حدیبیہ میں تھے تو بدیل بن ورقاء خزاعی کے بعد عُروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے حدیبیہ کے مقام پر صلح کی گفتگو کے لیے سفیر قریش بن کر آئے۔ جب حضور ﷺ کی مجلس میں پہنچا تو وہ حضور ﷺ کے اصحاب کی حرکات وسکنات کو لگا تار کن انکھیوں (ہلکی نگاہ) سے دیکھنے لگا۔ حضور ﷺ کے ادب کا حال اس کی زبانی سنیے:

بے شک عُروَہ (کفارِ مکہ کے سفیر) نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کہا "اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اپنا لعاب دہن (تھوک) یا کھنکار کا بلغم یا ناک کی رطوبت زمین پر نہیں پھینکتے مگر وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے ہاتھ پر گرتا ہے یعنی زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ تبرک کے طور پر اپنے ہاتھ پھیلا کر اپنی ہتھیلیوں پر لے لیتے ہیں۔ جس کو وہ اپنے چہرے اور جسم پر مَل لیتے ہیں اور جب وہ انہیں کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً ان کے حکم کی تعمیل کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب آپ ﷺ وضو کرتے ہیں، تو ان کے صحابہ وضو کے اس پانی کو جو رسول اللہ ﷺ کے جسمِ مبارک پر لگ کر گرنے لگتا ہے تو اسے حاصل کرنے کے لیے اتنی کوشش کرتے ہیں کہ باہم لڑ پڑنے تک نوبت آجاتی ہے۔ اور جب حضور اکرم ﷺ سے گفتگو کرتے ہیں تو

ادب واحترام سے ان کی آوازیں انتہائی پست ہو جاتی ہیں۔ اور آپ ﷺ کی تعظیم کی خاطر آنکھ بھر کر آپ ﷺ کو نہیں دیکھتے۔"

پھر عُروہ جب اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کر مکہ آیا تو کہنے لگا " اے قوم اللہ کی قسم! عجیب فرماں بردار لوگ ہیں۔ میں وفد کی حیثیت سے مختلف بادشاہوں کے پاس گیا! قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا لیکن اللہ کی قسم میں نے آج تک ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا، جس کے ساتھی اس کی تعظیم اس طرح کرتے ہوں جس طرح محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس نے حضور ﷺ کی تعظیم میں آنکھوں دیکھے حال کو دہرایا اور کہا "بلاشبہ محمد رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ہدایت کی دعوت دی ہے، تو تم اسے قبول کرلو۔" (راہِ ایمان جلد ۴)

(۱۳) اللہ تعالیٰ کے احکاماتِ قرآنی کی روشنی میں ادب وتکریم مصطفیٰ ﷺ ہر صاحبِ ایمان مسلمان پر لازم ہے جو خوفِ خدا رکھتا ہے۔ ادب وتعظیم نبی ﷺ کے زیادہ تر واقعات آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دور سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے واقعات آپ کو سیرتِ طیبہ کی کتابوں میں مل جائیں گے۔ قابلِ تحسین ہیں وہ اُمتی جو آپ ﷺ کو بغیر دیکھے آپ سے سچی محبت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے ادب وتعظیم کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنا لیتے ہیں۔ سچ بات یہ ہے کہ قول وفعل سے حضور ﷺ کا ادب واحترام ہر مسلمان قیامت تک کرتا رہے گا۔ اب آپ کی خدمت میں ایسے واقعات ادب نبی ﷺ پیش کیے جاتے ہیں جو آپ کی حیاتِ طیبہ کے بعد کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱۳۔الف) حضرت سائب بن یزید کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں لیٹا ہوا تھا۔ ایک شخص نے مجھ پر کنکری ماری۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا ان دونوں اشخاص کو بلا لاؤ۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ "تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ "ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔" آپ نے فرمایا "اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں دُرّے لگاتا، کیا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔" (صحیح بخاری۔ باب رفع الصوت فی المسجد)

نیز حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ عشاء کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی میں تھے۔ ناگاہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز کان میں پڑی۔ آپ نے اسے بلا کر پوچھا "تم کون ہو؟" اس نے کہا "میں قبیلہ ثقیف سے ہوں۔" پھر دریافت کیا گیا تم اس شہر کے رہنے والے ہو؟" اس نے کہا نہیں۔ میں طائف کا باشندہ ہوں"۔ یہ سن کر آپ نے اسے دھمکایا اور فرمایا "اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔" اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔" (وفا الوفا جلد ۲، ص ۳۵۴)

(۱۳۔ب) ابو جعفر منصور نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی ﷺ میں گفتگو کی۔ دورانِ گفتگو آواز بلند ہوگئی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے امیر المومنین اس مسجد میں بلند آواز نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک قوم کو ادب سکھایا اور ارشاد فرمایا "اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو۔ یہ نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

اور ایک قوم کی جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے یوں تعریف فرمائی:

"بے شک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خاص کر دیا ہے اور ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔" اور ایک قوم جس نے رسول اللہ ﷺ کی عظمت کو ملحوظ نہ رکھا اور بلند آواز سے رسول اللہ ﷺ کو پکارا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یوں مذمت فرمائی: "جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ ﷺ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثروں کو عقل نہیں"۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ کی تعظیم جس طرح حیاتِ طیبہ میں ضروری تھی، اسی طرح بعد از وصال بھی ضروری ہے۔

(۱۳۔پ) رسول اللہ تمام مخلوق کے لیے وسیلہ ہیں:

امام مالک رضی اللہ عنہ کی یہ نصیحت سن کر خلیفہ ابو جعفر منصور نے بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا "اے ابو عبد اللہ (امام مالک کی کنیت) رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے بعد قبلہ کی طرف چہرہ کر کے دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی چہرہ کیے ہوئے دعا کروں"؟ امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "اپنا چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مت پھیرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ تمہارا اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام اور قیامت تک پیدا ہونے والی تمام مخلوق کے وسیلہ ہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی جانب چہرہ کیے ہوئے ہی رسول اللہ ﷺ سے شفاعت اور وسیلہ کی درخواست کرو۔" کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اگر وہ جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے، اس وقت آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاتے، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، رحمت والا پاتے۔" (حقوقِ مصطفےٰ)

(۱۳۔ت) روضہ اقدس کے سامنے اونچا بولنے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے اونچا بولنے سے اعمال ضائع

ہوتے تھے۔ اور بعد از وصال بھی اونچا بولنے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ (الشفاء القام ص ۱۷۴)

(۱۳۔ٹ) امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ "مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو گھوڑے کی سم سے روندوں جس پر رسول اللہ ﷺ قدم مبارک لگے ہوں۔"

(جذب القلوب۔ وفاء الوفا جلد ۲)

(۱۳۔ث) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ہم امام مالک رضی اللہ عنہ سے درسِ حدیث میں کتاب کا ورق بھی بڑی احتیاط سے پلٹتے تھے تا کہ اس کی آہٹ سے قلبِ انور ﷺ پر بوجھ نہ آئے۔" (با محمد باوقار، مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی)

(۱۳۔ج) امام بخاری کے حال میں مرقوم ہے کہ آپ صحیح بخاری جمع کرنے کے وقت ہر حدیث کے لکھنے کے واسطے تازہ غسل کیا کرتے اور دوگانہ نماز پڑھتے تھے۔ اس طرح انہوں نے حدیثِ نبوی ﷺ کی تعظیم و توقیر کی، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا فضلِ عظیم عطا کیا کہ تمام مسلمان ان کو اپنا امام مانتے ہیں اور ان کی تعظیم کی جاتی ہے اور ان کی کتاب "صحیح بخاری" کی قرآن شریف کے بعد بہت قدر و منزلت ہوئی۔ یہ مقبولیت محض ادبِ حدیث کی وجہ سے ہوئی ورنہ احادیثِ صحیحہ کی اور بھی بہت سی کتب ہیں۔" (نقوش رسول نمبر جلد ۴)

(۱۳۔چ) مصعب بن عبد اللہ بیان فرماتے ہیں کہ جب امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے رسولِ کریم ﷺ کا ذکرِ مبارک ہوتا تو ان کا رنگ تبدیل ہو جاتا، کمر جھک جاتی، یہاں تک کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں پر یہ حالت سخت گزرتی۔ ایک مرتبہ ان سے اس بارے میں کہا گیا کہ اپنے اوپر اتنی مشقت نہ ڈالیں۔ امام صاحب نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ کے مقامِ عظمت اور جلال اور مرتبہ جمال کو جتنا میں پہچانتا ہوں، اگر تم پہچانتے تو میری حالت جو تم دیکھتے ہو، بے محل نہ سمجھتے اور تعجب نہ کرتے"۔ (حقوقِ مصطفےٰ)

(۱۳۔ح) "میں نے محمد بن منذر کو دیکھا جو سید القراء تھے۔ ہم جب بھی ان سے کوئی حدیث پوچھتے تو وہ اتنا روتے کہ ہم کو ان پر رحم آنے لگتا۔" (حقوقِ مصطفےٰ)

(۱۳۔خ) بعض مشائخ کرام پیدل حج کو گئے۔ وجہ پوچھی تو بتایا کہ مفرور غلام اپنے مولا کے دروازے پر سوار ہو کر نہیں آتا۔ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بل آتے۔ (شفا شریف)

(۱۳۔د) ابراہیم بن عبد اللہ بن مریم انصاری قاضی مدینہ بیان کرتے ہیں "مالک بن انس، ابو حازم کے پاس حدیث سننے کے لیے گئے اور پھر حدیث سنے بغیر واپس چلے گئے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو جواب دیا" میں نے مجلس میں ایسی جگہ نہ پائی جہاں ادب سے بیٹھ کر حدیث سنتا، کیوں کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے گنجائش نہ تھی اور رسولِ کریم ﷺ کی حدیث کھڑے ہو کر سننا مجھے گوارا نہیں۔" (حقوق مصطفےٰ)

(۱۳۔س) عبدالرحمن بن مہدی بڑے محدثین میں سے ہیں۔ جب حدیث پڑھتے تو اولاً خاموش ہونے کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے یا یھا الذین امنو لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ۔۔۔۔ اور اس سے یہ مراد لیتے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں رسولِ کریم ﷺ کے کلام فرمانے کے وقت خاموش ہوکر اس کا سننا فرض و لازم تھا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد آپ ﷺ کی حدیث بیان کی جائے تو خاموش ہوکر اس کا سننا فرض و لازم ہے۔" (حقوقِ مصطفیٰ ﷺ)

(۱۳۔ش) غازی سلطان محمود غزنوی کے غلام "ایاز" کا ایک بیٹا تھا اس کا نام "محمد" تھا، وہ بادشاہ کا ملازم تھا۔ ایک دن بادشاہ نے ایاز کی موجودگی میں اس سے کہا "اے ایاز کے بیٹے، وضو کے لیے پانی لاؤ۔" ایاز نے یہ الفاظ سن کر دل میں خیال کیا کہ شاید میرے بیٹے کی کسی خطا کی وجہ سے بادشاہ نے اس کا نام "محمد" لے کر نہیں پکارا۔ جب سلطان محمود غزنوی وضو سے فارغ ہوئے تو ایاز کی طرف دیکھا کہ وہ مغموم و ملول ہے۔ اس سے رنج و غم کا سبب پوچھا۔ ایاز نے دست بستہ عرض کی کہ "عالی جاہ! آپ نے میرے لختِ جگر کو نام لے کر نہیں بلایا۔ اس لیے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اس سے کوئی بے ادبی ہوئی ہے، جس کے باعث آپ اس سے خفا ہیں۔" بادشاہ سلامت نے مسکرا کر کہا "ایاز خاطر جمع رکھو تمہارے صاحبزادے سے کوئی بات میری طبع کے خلاف سرزد نہیں ہوئی اور نہ ہی میں اس سے ناراض ہوں۔ اس وقت نام نہ لینے میں یہ حکمت تھی کہ میں بے وضو تھا، چونکہ یہ آقائے نامدار ﷺ کا ہم نام ہے، اس لیے مجھے شرم آئی کہ حضور ﷺ کا نامِ مبارک ایسی حالت میں میری زبان پر آئے جبکہ میں بے وضو اور بے طہارت ہوں۔"

(نقوشِ رسول نمبر جلد ۴، تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا)



ساتواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اس کے تقاضے

نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام آپ نے از روئے قرآن پڑھے۔ اسی طرح حُبِ رسول ﷺ کے لیے احکامات قرآنِ کریم میں نبی برحق ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ان نعمتوں میں سب سے عظیم نعمت رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام و تعظیم اور آپ ﷺ سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے یہ نعمت عظمیٰ عطا فرما دیتا ہے اور اپنے بندے کے دل کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے منور فرما دیتا ہے۔ ہر انسان کا حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے محبت کرنا عقلی تقاضا ہے، لیکن مومنین کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی تقاضائے عقل کو حکم کی صورت میں نافذ کر دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○ (سورۃ التوبہ آیت ۲۴)

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجیے کہ اگر تمہارے ماں باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہاری پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اللہ عزّ و جل کا واضح اعلان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت ہر مسلمان پر لازم ہے جو اولاد، والدین، خاندان، عزیز و اقارب، مال و دولت، تجارت اور جائیداد وغیرہ، سب کی محبت پر غالب ہو اور یہی سلامتی کی راہ ہے۔

ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک اور اصول متعین فرما دیا کہ اگر دنیاوی محبت حضور ﷺ کی محبت پر غالب

آ گئی تو یہ اسلام کی راہ نہ ہوگی بلکہ عذاب کی ڈگر ہوگی اور یہ عذاب دنیا اور آخرت دونوں میں ہوسکتا ہے۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے اس کو آسان الفاظ میں یوں ارشاد فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ، اولاد اور (دنیا کے) تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔''

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۔ بخاری و مسلم۔ تحفظِ ناموسِ رسالت اور گستاخ رسول کی سزا صفحہ ۱۶۳)

نسائی کی ایک حدیث کے مطابق جو کتاب الایمان کے باب علامۃ الایمان میں ہے، اوپر کی حدیث سے ''مال'' کے الفاظ زائد ہیں۔

دل میں ایمان کی مٹھاس محسوس کرنے کے لیے تین چیزوں کا ہونا شرط قرار پایا۔ ان میں ایک حُبِّ رسول اللہ ﷺ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس میں تین چیزیں ہوں گی، وہ ایمان کی مٹھاس اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اس کو تمام چیزوں سے محبوب ہوں۔

(۲) جس شخص سے محبت کرے، صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرے یعنی کوئی اور غرض نہ ہو، اور

(۳) کفر میں لوٹنا اس کو ایسا ہی ناگوار ہو جیسا آگ میں گرایا جانا ناگوار (ہوتا) ہے۔''

(بخاری شریف ص ۷، تحفظِ ناموسِ رسالت: صفحہ ۱۶۴)

سرکارِ دو عالم کو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے لیے رحمت بنایا ہے۔ آپ ﷺ ہی کی محبت ایمان کی روح ہے۔ آپ ﷺ ہی کی محبت قرآن کا مغز ہے، اور آپ ﷺ کی محبت ہی ہمارے دینِ اسلام کی جان ہے۔ حُبِّ رسول ﷺ سے متعلق ایک فارسی شعر پیشِ خدمت ہے۔

بہ مصطفےٰ برساں خویش راہ کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است !

'' خود کو محمد مصطفےٰ ﷺ تک پہنچا کہ تمام تر دین وہی ہیں۔ اگر تو ان تک نہ پہنچا تو تیرے مومن و مسلمان ہونے اور اعمال صالحہ کرنے کے تمام تر دعوے باطل، نامقبول اور مردود ہیں۔ تیری یہ روش سراسر بولہبی ہے کہ تیرے دل میں بولہب کی طرح رسول اللہ ﷺ کی دشمنی اور بغض و عناد بھرا ہوا ہے اور ایمان سے خالی ہے۔''

قرآن مجید اور حدیث شریف کے ارشادات مبارکہ سے چمکتے سورج کی طرح یہی واضح ہوتا ہے کہ:

'' اعمالِ صالح کے لیے ایمان اور ایمان کے لیے رسول اللہ کی محبت و ادب و تعظیم شرط ہے''۔

پارہ ۱۴ رکوع ۱۹ میں ہے' جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان، یہ ضروری شرط ہے کیونکہ کفار کے اعمال بے کار ہیں۔ عملِ صالح کے موجب ثواب ملنے کے لیے ایمان و عقیدہ شرط ہے۔ تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے (جلا بمعنی صفائی، روشنی، چمکانا) دنیا میں رزق حلال دے کر اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنت کی نعمتیں دے کر اور ضرور انہیں ان کا نیگ دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں۔''

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تہتر فرقوں میں سے نجات پانے والے ایک ناجی فرقے کی پہچان یہ ہے کہ نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو اس راستے پر چلنے والا ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ چل رہے ہیں۔''

اس حدیث کی تشریح میں حضرت استاذ المحدثین مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جنتی فرقہ وہ ہے جس کے عقائد اقوال وافعال صحابہ کے عقائد، اقوال وافعال کے مطابق ہوں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت تھی، آپ کی عظمت تھی، حضور ﷺ کا ادب تھا۔ آپ کی تعظیم تھی۔ ان پاک بازوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی'' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہ بات ثابت ہے کہ ایمان شرط ہے اور اعمال صالح مشروط ہیں اور مسلّم ہے کہ مشروط شرط کا محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ قاعدہ کلّیہ ہے کہ '' اذا فات الشرط فات المشروط '' تو جس کا عقیدہ یعنی ایمان درست نہ ہو تو اذا فات الشرط فات المشروط کے تحت وہ ساری عمر اعمال صالحہ بجالاتا رہے، اس کا کوئی عمل صالح مقبول نہیں۔ اگر ایمان یعنی عقیدہ درست رہے اور اعمال صالحہ میں کوتاہی ہو تو اس کی مغفرت و نجات کی امید رکھی جاسکتی ہے۔ (راہِ نجات جلد ۴)

اب ملاحظہ فرمائیں محبّانِ رسول ﷺ کے چند ایمان افروز واقعات:

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اور آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد بھی تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء کرام، علماء و مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ سب ہی آنحضرت ﷺ کے عشق میں سرشار اور ڈوبے ہوئے تھے۔ ان سب حضرات کے واقعات کا احاطہ ناممکن ہے، تاہم حسنِ ذوق کی تسکین کے لیے نمونہ کے طور پر ان قدسی صفات کی محبتِ رسول ﷺ کے واقعات کو بیان کیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں کو پیغمبرانہ اداؤں سے منور کیا اور جن کے دل اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے اشاروں سے دھڑکتے تھے۔

۱) عاشقِ رسول ﷺ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ سے اس حد تک محبت فرماتا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور ان کو پسند

فرماتا ہے کہ جو اس کے پیارے محبوب ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کا درجہ و مرتبہ اس کی بارگاہ میں بہت بلند ہے، جو نبی کریم ﷺ سے عشق کی حد تک محبت کرتے ہیں۔ ایسے ہی عاشقانِ رسول ﷺ میں صحابہ کرام کے بعد سرِ فہرست نام حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ حاکم نے حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''تابعین میں میرا بہترین دوست اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے''۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں اس قدر مستور (چھپے ہوئے) الحال تھے کہ لوگ حضرت اویس قرنی کو دیوانہ سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادگی اور فقر کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت اویس قرنی کوڑے کے ڈھیر سے پھٹے پُرانے کپڑوں کے چیتھڑے اُٹھا کر لاتے اور ان کو دھو کر جوڑتے اور سی کر خرقہ بنالیتے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا یہ لباس بہت پسندیدہ تھا۔ ساری زندگی دنیا کی کسی چیز سے محبت نہ کی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت میں مستغرق رہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا ایک مشہور واقعہ جو کتب میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ جب غزوہ اُحد میں حضور نبی کریم ﷺ کو زخم آئے تو آپ ﷺ خونِ پاک کو صاف فرماتے تھے اور اسے زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔ کہ اگر خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں سے زمین والوں پر عذاب نازل کرے گا پھر فرمایا، یا اللہ! میری قوم کو معاف فرمادے کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتی اور میری حقیقت کو نہیں پہچانتی۔ اسی اثناء میں عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پھینکا جو آپ ﷺ کے نچلے لب مبارک پر لگا اور دندانِ مبارک شہید ہوگئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے جذبے سے مغلوب و سرشار ہو کر اپنے تمام دانت توڑ ڈالے۔

(اویس قرنی عاشقِ رسول، محمد الیاس عادل)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ میرے نفس کے علاوہ جو میرے پہلو میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کو اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی البتہ آپ ﷺ میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جو نفس میرے پہلو میں ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے عمر، اب تمہارا ایمانِ کامل ہوگیا۔'' (کذافی المواہب)

(۳) نفس پر سختی جھیل کر محبتِ رسول ﷺ کا اظہار:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی۔ پھر دوبارہ وہ اسی جرم کے ارتکاب میں حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پھر سزا کا حکم سنایا۔ ایک شخص نے مجمع میں سے کہا کہ ''اے اللہ اس شخص پر لعنت کر، کس قدر کثرت سے اس کو مقدمہ میں لایا جاتا ہے'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو۔ واللہ یہ میرے علم میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔''

(صحیح بخاری شریف)

(۴) ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ بے شک آپ مجھ کو میرے اہل و عیال و مال سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور بے شک جب مجھے آپ ﷺ کی یاد آتی ہے تو مجھ سے صبر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جمالِ اقدس کو نہ دیکھ لوں اور بے شک جب مجھے اپنی اور آپ ﷺ کی موت یاد آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ جنت کے بلند درجات میں پہنچ جائیں گے اور میں جنت میں داخل ہو کر بھی جنت کے نچلے درجے میں ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی زیارت نہیں کرسکوں گا۔ (تو کیسے صبر آئے گا)۔ اللہ تعالیٰ نے (اس کی تسلی کے لیے) یہ آیت نازل فرمائی۔

''اور جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا، صالحین اور یہ کیسے ہی اچھے ساتھی ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور یہ آیتِ کریمہ پڑھ کر سنائی۔ (شرح الشفاء) اس طرح آپ کی اور میری مشکل آسان فرمادی۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔ (حقوقِ مصطفیٰ)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری اُمت میں مجھ سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے، جو میرے بعد آئیں گے، ان کی یہ تمنا ہوگی کہ وہ اپنے اہل و عیال و مال کے بدلے مجھے دیکھ لیں۔'' (مشکوٰۃ شریف)

(۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسولِ کریم ﷺ سے عرض کیا ''اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا البتہ ابوطالب کا (اسلام) قبول کرنا مجھے زیادہ خوش کرنے

والا ہوتا۔ میرے باپ ابوقحافہ کے اسلام قبول کرنے سے اور یہ اس وجہ سے کہ ابوطالب کے اسلام قبول کرنے سے آپ ﷺ کو زیادہ خوشی اور مسرت ہوتی۔" (حقوقِ مصطفیٰ)

(۸) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "آپ کا اسلام قبول کرنا مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اس وجہ سے کہ آپ کا اسلام قبول کرنا رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔" (بیہقی۔ بزاز۔ اصابہ)

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ "رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی محبت کیسی ہے"؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ ہم کو اپنے مال، اولاد، آباء، امہات اور شدتِ پیاس کے وقت جو پانی کی طلب ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ محبوب تھے۔" (حقوقِ مصطفیٰ)

(۱۰) حضرت زید بن دثنہ جنہیں یوم الرجیع میں گرفتار کیا گیا اور کفارِ مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا۔ جب انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے نکالا گیا تو ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ (جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے) نے کہا، "اے زید! کیا تجھے یہ پسند ہے کہ محمد ﷺ کو تیری جگہ لا کر قتل کر دیا جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے تا کہ تو اپنے اہل و عیال میں آرام سے رہے۔" حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد ﷺ اس وقت جس جگہ تشریف فرما ہیں، اسی جگہ رہتے ہوئے ان کو کوئی کانٹا چبھے اور میں اپنے اہل و عیال میں آرام سے رہوں۔"

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سُن کر ابوسُفیان نے یہ تاریخی جملہ کہا، "میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محبت محمد ﷺ کے اصحاب محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔" بعد ازاں اس کے غلام نطاس نے حضرت زید کو شہید کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام بحوالہ ابنِ اسحاق)

بعض نے یہ واقعہ حضرت خبیب بن عدی کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

(۱۱) عربی کا مقولہ ہے کہ "حبیب الحبیب حبیب" یعنی دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا جن سے تعلق ہو اس تعلق کو اپنے تعلقات پر ترجیح دینا۔ حضرت اُسامہ بن زید کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ارشاد فرمایا "اس سے محبت کر، بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں۔"
(جمع الفوائد جلد ۲)

(۱۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وظیفے مقرر فرمائے تو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ تین ہزار اور حضرت اُسامہ بن زید کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی کہ "آپ نے حضرت اُسامہ کو مجھ پر کیوں ترجیح دی؟" (کیا ان کی قربانیاں مجھ سے زیادہ ہیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "اس کا باپ تیرے باپ سے اور وہ تجھ سے نبی کریم ﷺ کو زیادہ محبوب تھا۔ پس میں نے اپنے محبوب (بیٹے) پر رسول اللہ ﷺ کے محبوب (اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما) کو ترجیح دی۔" (حقوقِ مصطفیٰ)

(۱۳) حضور ﷺ کے روضۂ مبارک پر حاضری دینے کا اشتیاق ہو اور حالتِ خواب میں نبی اکرم ﷺ کے دیدار کا مشتاق ہو۔

(۱۴) حضور ﷺ کی پوری اُمت سے محبت و شفقت کرنا کہ یہ اُمت ہمارے پیارے نبی کو بہت عزیز ہے۔

(۱۵) دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت ہو کہ یہی حضور ﷺ کو پسند ہے۔

(۱۶) ہر امر جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مخالف ہو، اس سے روگرانی و ناگواری ہو۔ جس کے لیے لازم ہے کہ اسے مٹانے اور ختم کرنے کی کوشش کرے۔ اگر ہاتھ سے اس کو مٹانے کی قدرت ہے تو ہاتھ سے اس کو مٹا دے۔ اگر یہ قدرت نہ ہو تو زبانی اس کو نصیحت کرے۔ اور اگر یہ بھی قدرت نہ ہو تو کم از کم دل سے ناگواری ہو اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

(۱۷) حضور ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرانِ مجید سے محبت ہو۔ اس کی تلاوت کرے، معانی سمجھے اور عمل کرے۔ حضرت سہل بن تستری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

"اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی قرانِ پاک کی محبت ہے اور قرآنِ پاک سے محبت کی نشانی نبی کریم ﷺ سے محبت ہے اور سُنت کی محبت کی نشانی آخرت کی محبت ہے اور آخرت کی محبت کی نشانی دنیا سے نفرت ہے اور دنیا کی نفرت کی نشانی یہ ہے کہ اس سے کچھ جمع کر کے نہ رکھے مگر وہ توشہ اور سامان سفر جو اس کو آخرت تک پہنچا دے"۔

(۱۸) آنحضرت ﷺ کی شریعت کے ہر ہر جُو کی پوری پوری اتباع کرے۔ آپ ﷺ نے جن اوامر کے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں کرے اور جن امور سے منع فرمایا ہے، ان سے رُک جائے۔

(۱۹) تنگی و آسانی، خوشی و ناخوشی ہر حالت میں محبوبِ خدا ﷺ کے آداب اور مکارم اخلاق اختیار کرے۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم ماننے اور اس پر عمل کرنے کی صورت میں اگر بندے ناخوش ہوتے ہوں تو ان کی قطعاً پرواہ نہ کرے۔ خواہ والدین قریبی رشتہ دار یا ساری خدائی ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۱) آنحضرت ﷺ کا ذکر ہمہ وقت کرے کیونکہ یہی محبت کا تقاضا ہے اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی مبارک سُنتوں کو زندہ کرنے کی کوشش کرے۔

(۲۲) نبی محترم ﷺ کے دوستوں یعنی صحابہ کرام "اہل بیت عظام" اور آپ ﷺ کے چاہنے والوں سے محبت کرے۔ (تحفظِ ناموسِ رسالت اور گستاخ رسول کی سزا)

(۲۳) محبت رسول ﷺ یہاں لائی ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز وہ دوپہر کے وقت جنابِ رسول اللہ ﷺ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ تشریف فرما نہ تھے۔ میں نے خادم سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہیں۔ میں وہاں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی بھی آپ ﷺ کے پاس نہ تھا۔ مجھے گمان ہوتا تھا کہ آپ ﷺ حالتِ وحی میں ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا "تجھے کیا چیز یہاں لائی؟" میں نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم ﷺ کی محبت۔" آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بیٹھ جا"۔ اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جلدی جلدی چلتے ہوئے آئے۔ انہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا "اے ابوبکر تجھے کیا چیز یہاں لائی"؟ عرض کیا "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم ﷺ کی محبت"۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ ایک بلند جگہ پر نبی کریم ﷺ کے بالمقابل بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی جنابِ رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور پھر پوچھا کہ "تمہیں یہاں کیا چیز لائی"؟ عرض کیا کہ "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ کریم ﷺ کی محبت۔" آپ ﷺ نے انہیں بھی بیٹھنے کو فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پھر اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ ان سے آنے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

(بخاری شریف کتاب الاحکام)

(۲۴) عشقِ رسول ﷺ سے محبت کا ثواب اور فضیلت سرمایہ آخرت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ دروازۂ مسجد سے باہر نکل رہا تھا۔ کہ ایک آدمی ملا اور عرض کرنے لگا "یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی"؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم نے قیامت کے لیے کیا جمع کیا ہے"؟ وہ آدمی کچھ دیر توقف کے بعد بولا "میں نے قیامت کے لیے زیادہ نماز، روزے اور صدقہ وغیرہ اعمال تو جمع نہیں کئے۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔" تو

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔" (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)۔

(بخاری کتاب الاحکام)

(۲۵) اُمّ المومنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی محبت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ سے حد درجہ محبت کرتے تھے کہ اس معاملہ میں اپنے رشتہ داروں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اُمّ المومنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسُفیان جو اس وقت تک اسلام کی دولت سے مالا مال نہیں ہوئے تھے۔ ایک دن اپنی بیٹی سے ملنے ان کے گھر گئے تو گھر میں داخل ہونے کے بعد حضورِ اکرم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے۔ یہ دیکھتے ہی اُمّ المومنین حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہ صرف یہ کہ انہیں بستر پر بیٹھنے سے روک دیا بلکہ یہ کہا کہ کسی مشرک کو نبی محترم کے بستر پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (بعد میں ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا تھا) تاریخ عالم میں ایسے واقعات بہت ہی کم ہیں کہ ایک بیٹی نے اپنے باپ کی محبت کو اپنے نبی ﷺ کی محبت پر ترجیح دی ہو۔

(۲۶) حُبِّ رسول ﷺ میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بے مثال قربانی:

جنگِ اُحد میں مسلمانوں نے جیتی ہوئی جنگ اطاعت امیر سے بے احتیاطی کے نتیجے میں ہار دی۔ دشمن تاجدارِ دوعالم ﷺ، سرورِ کونین کو نشانہ بنانا چاہتے تھے۔ چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف چند صحابہ کرام تھے اس لیے کافروں نے اپنی پوری طاقت لگا دی کہ تیروں کی بارش سے آفتابِ رسالت ﷺ کو بجھا دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف تیروں کی بارش ہونے لگی۔ ہر طرف دشمنوں نے مسلمانوں کو نرغہ میں لے رکھا تھا اور مُٹھی بھر صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان ساتھ رہنے والوں میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابودجانہ اُٹھے اور ان کے دل میں ایک ایسی تدبیر آئی، وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کی طرف منہ اور تیروں کے آنے کی سمت کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ڈھال بن گئے تا کہ جو تیر رسول اللہ ﷺ کی طرف آ رہے ہیں وہ سارے ابودجانہ کی پشت میں پیوست ہو جائیں اور تاجدارِ دوعالم ﷺ کا بال بھی بیکا نہ ہونے پائے۔ عشق و ایثار اور جانثاری سے سرشار ابودجانہ رضی اللہ عنہ تیروں کی بارش کو اپنی پشت پر روکنے کے لیے حضور کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔

عین جنگ کی حالت میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے حُبِّ رسول ﷺ کے ساتھ ادبِ رسول ﷺ کا بھی خوب خیال رکھا کہ آپ ﷺ کی طرف پشت کر کے کھڑے نہیں ہوئے۔ یوں بھی تو کر سکتے تھے کہ حضور ﷺ کی

طرف پشت کر کے کھڑے ہوجاتے اور تیروں کی طرف اپنا منہ اور سینہ کر دیتے۔ لیکن اس وقت بھی ایسا نہیں کیا اور ادب کا لحاظ رکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف پشت نہ ہو اور چہرہ آپ ﷺ کی طرف رہے۔ ایسا کرنے میں ایک اور حکمت بھی تھی اور وہ بھی ان کے ایمان اور محبت کی بنا پر تھی، وہ یہ کہ جب تیروں کی بارش آئے، تو یہ خطرہ تھا کہ کہیں غیر ارادی طور پر اگر وہ ذرا سا ہل گئے تو تیر رسول اللہ ﷺ کو لگ جائے اور جب پُشت ہوگی تو پتا نہیں چلے گا کہ تیر کب آرہا ہے یا نہیں آرہا۔ اس میں اپنی جگہ سے ہلنے کا امکان کم ہے۔ حضرت ابو دجانہ نے اس حکمت و دانائی کو عشق کے ساتھ جمع کیا۔

(۲۷) آقا آپ سلامت ہیں تو تمام مصیبتیں ہیچ ہیں:

ہر مسلمان کے دل میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی خواہش ہوتی ہے لیکن جو لوگ آپ ﷺ کا دل و جان سے ادب و محبت کرتے ہیں، ان کے دل میں رسول اللہ ﷺ کے دیدار کی خواہش بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ کے لیے ایک صحابیہ کا قصہ پیش کیا جاتا ہے، جن کو حضور اکرم ﷺ کے دیدار کا جذبہ اس قدر زیادہ تھا کہ انہیں اپنے خاندان کے افراد کی شہادت کا کوئی غم نہ تھا لیکن وہ آقا ﷺ کی خیریت و عافیت معلوم کرنے کے لیے بے تاب تھیں۔

غزوۂ اُحد میں شیطان نے یہ افواہ اُڑا دی کہ آپ ﷺ شہید ہوگئے ہیں۔ یہ خبر سن کر مجاہدین پریشان ہوگئے۔ یہ پریشان کن خبر مدینہ منورہ بھی پہنچی تو خواتین فراقِ رسول ﷺ میں بے تاب ہوکر سرکار مدینہ ﷺ کی خیریت معلوم کرنے کے لیے بے چین ہوکر گھروں سے نکل پڑیں۔ قبیلہ بنو دینار کی ایک عورت میدانِ جنگ کی طرف دوڑی چلی جارہی تھی۔ راستے میں چند صحابی ملے، اس عورت نے بے تابی میں پوچھا! ''رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے''۔ ان صحابیوں نے کہا ''تمہارا باپ شہید ہوگیا'' وہ بولی ''اس کی مجھے پرواہ نہیں'' ''مجھے رسول اللہ ﷺ کی خبر دو۔'' ان صحابیوں میں سے ایک شخص نے کہا ''تمہارا بھائی بھی شہید ہوگیا'' وہ جھنجھلا کر بولی ''اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں مجھے سرکارِ مدینہ کی خبر دو''۔ کسی نے پھر کہا ''تیرا بیٹا شہید ہوگیا''۔ اس پاک باز عورت نے کہا ''یہ تو بتلاؤ کہ شاہِ اُمم کیسے ہیں؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے بتایا کہ الحمدُ للہ رسول اللہ ﷺ بخیر و عافیت ہیں۔ اس نے بے قرار ہوکر کہا ''مجھے کسی طرح محبوب ﷺ کے دربار میں لے چلو کہ شربت دیدار سے اپنی پیاس بجھالوں۔ چنانچہ بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں اس عاشقہ کو پیش کیا گیا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کو دیکھ کر کھل گئیں اور بے اختیار بول اٹھیں'' آقا آپ سلامت ہیں تو ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔'' (فیضان سنت۔ باب دیدارِ مصطفیٰ)

(۲۸) ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا:

غزوۂ اُحد میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر ایک شخص زخموں سے چور پڑا ہے، اور بے چینی سے کراہ رہا ہے ان کا نام زیاد رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ ان کے پاس گئیں۔ پانی پلایا۔ سانس اُکھڑ رہی تھی۔ حضرت اُمّ المومنین کو یوں محسوس ہوا کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہا ہے۔ آپ نے غور سے سنا وہ کہہ رہا تھا، اللہ عزوجل کے رسول ﷺ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ کاش کوئی ان کو پیغام پہنچا دے کہ ان کا غلام زیاد دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔ حضرت اُمّ المومنین مدنی آقا ﷺ کی خدمت میں پہنچیں، زیاد کا پیغام پیش کیا سرکار ﷺ بے قرار ہوکر اپنے زخمی کے سرہانے تشریف لائے۔ لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے ''زیاد'' آنکھیں کھولو۔ دیکھو میں آگیا ہوں۔''

زیاد نے آنکھیں کھولیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، محبوب ﷺ کو سامنے پاکر وجد میں آگئے۔ مصطفیٰ ﷺ کے جلوؤں میں گم ہوگئے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: ''زیاد کوئی آخری تمنا'' حضرت زیاد بھرائی ہوئی آواز میں صرف اتنا کہہ سکے ''صرف ایک تمنا ہے''...... یہ کہتے ہوئے اپنا نیم جاں جسم بمشکل تمام گھسیٹ کر سرکار ﷺ کے مبارک قدموں پر رکھ دیا۔ ہونٹ آہستہ آہستہ حرکت میں آئے اور یوں گویا ہوئے ''میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر۔'' فزت بربِّ الکعبة ''رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا'' کہتے ہوئے سرکار ﷺ کے قدموں میں دم توڑ دیا۔ (فیضانِ سنّت، باب دیدار مصطفیٰ)

غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں
محمد ﷺ نام پر یہ سودا سرِ بازار ہو جائے

(۲۹) محمد عربی ﷺ کے دشمنوں سے اسی درجہ کی دشمنی کرے کہ جس درجہ کی نبی برحق ﷺ سے محبت ہے۔

(الف) حضرت عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یوم بدر میں اپنے والد کو قتل کیا۔ (اصابہ۔ بحوالہ طبرانی)

(ب) عبداللہ بن ابی، جو رئیس المنافقین تھا، اس کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، ''اجازت ہو تو میں ابی کو قتل کردوں مگر رحمت للعالمین ﷺ نے اجازت نہ دی۔''

(اصابہ۔ ترجمہ عبداللہ بن عبداللہ ابی)

(ج) ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگِ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومی کو قتل کردیا۔''

(سیرت ابن ہشام)

(د) جنگِ بدر کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد الرحمن نے، جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے، مبارز (جنگی بہادر) طلب کیا تو خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے مگر رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہ دی۔ ("استیعاب" ترجمہ عبد الرحمن بن ابی بکر)

(س) "جنگِ اُحد میں حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا"۔ (نسیم الریاض)

(ی) "حضرت علی و حضرت حمزہ و حضرت عتبہ بن حارث رضی اللہ عنہم نے جنگِ بدر میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو جو ان کے گھرانے کے افراد تھے، قتل کر ڈالا"۔ (صحیح مسلم)

(۳۰) مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنیوالے کی از روئے قرآن، نشانیاں

ولید بن مغیرہ نے نبی مکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی اور آپ ﷺ کو معاذ اللہ مجنوں کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس الزام کی تردید کی۔ سورہ قلم میں شانِ اقدس ﷺ میں گستاخی کرنے والے ولید بن مغیرہ کی دس نشانیاں (عیوب) بیان فرمائے گئے۔

آیات ۱ تا ۵ میں ربِ کریم نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو قلم کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ دیوانے نہیں ہیں۔ آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ (مشرکین) بھی دیکھ لیں گے کہ کون مجنوں ہے۔ بے شک آپ ﷺ کا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور جو اس کی راہ پر ہے۔ آپ ﷺ کی تسلی کے لیے فرمایا کہ آپ کے رب کا آپ ﷺ پر لطف و کرم ہے اور آپ ﷺ کے لیے بے انتہا ثواب ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ تبلیغ رسالت و اظہارِ نبوت اور خلق اللہ کی طرف دعوت دینے اور کفار کی بے ہودہ باتوں اور طعنوں پر صبر کرنے والے ہیں اور بے شک آپ کی بڑی شان ہے۔

آیات ۸ تا ۱۵ میں گستاخ رسول مغیرہ بن ولید کے بارے میں فرمایا:

(۱) یہ جھوٹا ہے۔

(۲) بہت قسمیں کھانے والا ہے۔

(۳) یہ ذلیل ہے۔

(۴) بہت طعنے دینے والا ہے اور ادھر اُدھر کی باتیں لگاتا پھرتا ہے۔

(۵) بھلائی سے بڑا روکنے والا ہے۔

(۶) حد سے بڑھنے والا گنہگار ہے۔

(۷) دُرشت خو (بدمزاج۔ بدزبان) ہے۔

(۸) اس کی اصل میں خطا ہے۔

(۹) کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے یعنی مال اور اولادِ نرینہ پر غرور کرتا ہے۔

(۱۰) جب ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو کہتا ہے، یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

آیت نمبر ۱۳ میں مغیرہ کے بارے میں دو باتیں کہی گئیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ بدمزاج ہے اور دوسرے یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔ دوسری بات کی تصدیق یا تردید کے لیے اس نے اپنی ماں سے رجوع کیا، کہ محمد ﷺ نے میرے بارے میں دس باتیں بتائی ہیں۔ نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات "اصل میں خطا ہونے کی" اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ بتا دے، ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا تُو اس سے ہے۔

مغیرہ بن ولید کے نبی برحق کی شان میں ایک جھوٹا کلمہ کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے دس عیب گنا دیے۔ تفصیلی معلومات کے لیے سورۃ القلم کا ترجمہ اور تفسیر کنز الایمان میں مطالعہ فرمائیں۔ ایک بات یاد رکھیں کہ گستاخِ رسول ﷺ چاہے عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا، مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا غیر مسلم اس کی نجی زندگی کے حالات سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ ہر گستاخِ رسول ﷺ میں یہی یا اسی قسم کے عیوب کم و بیش پائے جاتے ہیں۔



آٹھواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی اللہ تعالیٰ خود حفاظت فرمارہے ہیں

(۱) تاریخِ عالم کا مطالعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمام حکمران، سلاطین، وزرا اور رؤساء اپنی حفاظت کے لیے حفاظتی دستے اپنے ساتھ رکھتے تھے، حتیٰ کہ یہ حفاظتی دستے ان کے محلوں میں بھی تعینات ہوتے تھے، یہ عمل آج کے دور میں بھی جاری ہے۔ جن افراد کی جان و مال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ انہیں دنیا کے اہم اور بڑے لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ آج کل کے کلچر کے مطابق بہت اہم شخص کو VIP کا نام دیا جاتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی حفاظت کے لیے فرشتوں کو مامور فرمادیا۔ ابوجہل نبی رحمت ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ اس نے لات وعزیٰ بتوں کی قسم کھا کر کہا کہ اگر اس نے رسولِ کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو اپنے پیروں سے (معاذ اللہ) آپ ﷺ کی گردن روند ڈالے گا۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ایک بار ابوجہل نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ (معاذ اللہ) اگر میں نے محمد ﷺ کو زمین پر ناک رگڑتے یعنی سجدہ کرتے دیکھا تو اپنے پیروں سے اس (آپ ﷺ) کی گردن روند ڈالوں گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ پھر اچانک الٹے پاؤں پھرا، جیسے ہاتھوں سے کوئی چیز روک رہا ہو۔ لوگوں نے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان دہکتی ہوئی آگ کی خندق اور بڑا خوف ناک منظر دیکھا اور (فرشتوں کے) کچھ پَر بھی نظر آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کرکے لے جاتے۔ (صحیح مسلم، تحفظ ناموسِ رسالت)

(۳) قرآن پاک نے اس واقعہ کے بارے میں سورۃ العلق (سورہ اقراء) میں تفصیل بیان فرمائی ہے۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ٥ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ٥

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے۔ بندے کو نماز پڑھنے سے یا بندے کو جب وہ نماز پڑھے۔ (العلق۔۹۔۱۰)

یہ دونوں آیات ابوجہل کے لیے نازل ہوئیں۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھنے سے منع کیا اور لوگوں سے کہا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسا کرتے دیکھا تو (معاذ اللہ) گردن پاؤں سے کچل ڈالوں گا

اور چہرہ خاک میں ملا دوں گا۔ پھر وہ اسی ارادۂ ناسد سے حضور اکرم ﷺ کے نماز پڑھتے میں آیا اور آپ ﷺ کے قریب پہنچ کر اُلٹے پاؤں بھاگا۔ ہاتھ آگے بڑھائے ہوئے جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے اور ابوجہل کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا۔ جسم کے اعضاء کانپنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگا میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان ایک خندق ہے۔ جس میں آگ بھری ہوئی ہے۔ اور دہشت ناک پرندے بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔ حضور سید دو عالم ﷺ نے فرمایا "اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا عضو عضو (جسم کے تمام حصے) جُدا کر ڈالتے۔" (کنز الایمان)

(۴) پھر اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط (المائدہ۔۶۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ آپ کی نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔"

اس اعلان سے قبل صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کی حرم شریف و بیت النبی ﷺ کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب ربِ کائنات نے آپ ﷺ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے پہرہ ہٹانے کا اعلان فرمایا کہ میرا رب خود ہی میری حفاظت فرمائے گا۔ حفاظت نبی ﷺ کا یہ وعدہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ تک کے لیے نہ تھا بلکہ یہ وعدہ قیامت تک کے لیے ہے۔ اس وعدے کے مطابق رب کریم نے مختلف موقعوں پر اپنے پیارے نبی ﷺ کی حفاظت اس طرح فرمائی کہ دشمن آپ ﷺ کا بال بھی بیکا نہ کرسکے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج بھی آپ ﷺ کے روضہ مبارک کی حفاظت ہو رہی ہے۔ تاریخ اسلام سے چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

(۵) سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ ایک عادل اور متقی بادشاہ تھا۔ رات کا وقت نوافل پڑھنے میں گزار دیتا۔ ایک شب نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد ذرا لیٹا ہی تھا کہ خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ سرکارِ عالی مقام ﷺ نے دو کنجی آنکھوں والے آدمیوں کی طرف اشارہ فرما کر سلطان سے فرمایا "ان دونوں سے میری حفاظت کرو۔" سلطان کی گھبراہٹ کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔ فوراً اُٹھے وضو کیا نوافل پڑھے پھر دوبارہ لیٹ گئے۔ دوسری بار آنکھ لگی تو دوبارہ وہی خواب آیا۔ پھر جاگے اور نوافل پڑھے۔ جب تیسری مرتبہ لیٹے تو پھر وہی خواب دکھائی دیا۔ فوراً اُٹھے اور کہا اب نیند کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین اصفہانی کو بلا کر اس سے مشورہ کیا۔ مشورہ کے بعد طے ہوا کہ ضرور مدینۃ النبی ﷺ میں کوئی واقعہ ہوا ہے، لہٰذا وہاں جانے کا قصد کیا۔

سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت مال و متاع اور ہتھیاروں سے لدے ہوئے تیز رفتار اونٹوں پر مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہوا اور مصر سے مدینہ منورہ کا سفر ۱۶ (سولہ) دن کے بعد طے کرکے روضۃ النبی ﷺ کی

مقدس سرزمین پر قدم رکھا۔ مسجدِ نبوی ﷺ میں داخل ہونے سے پہلے سلطان اور ساتھیوں نے غسل کیا اور نہایت عجز و انکساری سے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری دی۔ ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کیے۔ روضہ اطہر پر حاضر ہو کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا۔ امیرِ مدینہ بھی حاضر ہوا۔ آپس میں صلاح مشورے کے بعد طے ہوا کہ اہلِ مدینہ کو دعوت عام دی جائے اور لوگوں کو بادشاہ کی طرف سے تحائف دیے جائیں۔ اس طرح وہ دونوں آدمی بھی جن کی شکلیں سلطان کو خواب میں دکھائی گئی ہیں آئیں گے اور سلطان ان کو پہچان لیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگلے دن اہلِ مدینہ دعوت میں آئے مگر سلطان کو اپنے مطلوبہ دونوں آدمی کہیں نظر نہ آئے۔ سلطان کے بار بار دریافت کرنے پر کہ کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جو دعوت میں شریک نہ ہو سکا ہو، تو اہلِ مدینہ نے بتایا کہ دو اہلِ مغرب اس دعوت میں شریک نہیں ہوئے۔ لوگوں کے بیان کے مطابق وہ دونوں بڑے صالح اور عبادت گزار ہیں اور سارا دن لوگوں کو پانی پلاتے ہیں اور بے حد سخاوت کرتے ہیں۔

سلطان کے حکم پر ان دونوں کو لایا گیا تو سلطان نے انہیں پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔ انہوں نے سلطان کو بتایا کہ وہ وہیں ایک رباط (سرائے) میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ حج کے لیے آئے تھے اور حج کے بعد روضہ اطہر کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ آئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے پڑوس میں رہنے کی تمنا تھی، یہاں ہی قیام کر لیا۔ سلطان ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر خود ان کی رہائش گاہ پر گیا تو دیکھا کہ ایک معمولی حُجرہ کے فرش پر چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ طاق میں قرآنِ مجید ہے اور ایک کونے میں روزمرہ کے استعمال کا کچھ سامان رکھا ہوا ہے۔ سلطان کے دل میں اچانک کچھ خیال آیا تو اس نے چٹائی پر بچھا ہوا مُصلہ اُلٹ دیا۔ اس کے نیچے ایک پتھر تھا۔ اس پتھر کو ہٹا کر دیکھا تو اس کے نیچے ایک سرنگ برآمد ہوئی۔ جو بہت گہری کھودی گئی تھی اور بہت دور تک چلی گئی تھی۔ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ کی قبر اطہر تک جا پہنچی تھی۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ سرکارِ دو عالم کے پائے مبارک کا کچھ حصہ بھی نظر آتا تھا۔

اسی وقت سلطان نے ان دونوں لعینوں کو گرفتار کر لیا۔ پوچھ گچھ پر ان دونوں نے اقبالِ جرم کر لیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ روم کے رہنے والے نصرانی ہیں اور ان کو نصرانی بادشاہوں نے کثیر مال و دولت دے کر اس مقصد کے حصول کے لیے مدینہ منورہ بھجوایا تھا کہ کسی بھی صورت میں بارگاہِ نبوت میں داخل ہو کر سید المرسلین ﷺ کا جسدِ نورانی نکال کر لائیں۔ اس مقصد کو پانے کے لیے وہ بدبخت رات کو سرنگ کھودتے اور دن نکلنے سے پہلے سرنگ سے نکلنے والی مٹی مشکوں میں ڈال کر جنت البقیع کے مضافات میں ڈال دیتے اور سارا دن ان مشکوں میں پانی بھر کر لوگوں کو پلاتے تاکہ مدینہ کے لوگ ان سے خوش رہیں۔

یہ واقعات سُن کر سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمۃ پر رقت طاری ہو گئی وہ دیر تک زار و قطار روتا رہا۔ اسی وقت سلطان نے ان بدبختوں کے سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ جلّاد نے فوراً اپنی تلوار سے دونوں کے سر گردن سے جُدا کر دیے۔

اس کے بعد سلطان نے اپنی نگرانی میں روضۂ اطہر کے اردگرد اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی نکل آیا۔ پھر اس خندق میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال کر اسے سطحِ زمین تک بھر دیا تاکہ آئندہ کسی کو قبرِ نبوی ﷺ تک پہنچنے کی ناپاک جسارت نہ ہو سکے۔ گنبدِ خضرا اسی مقصورہ شریف کی بنیادوں پر قائم ہے۔ یہ واقعہ ۵۵۷ ہجری کا ہے۔

(ضیاء القلوب از پروفیسر ارشاد علی)

(٦) ایک اور واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس واقعے سے بھی آپ کو معلوم ہو گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بعد از وصال النبی ﷺ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی مسلسل حفاظت فرما رہے ہیں۔

بخاری جلد اول صفحہ ۱۴۱، مشکوٰۃ (کتاب الفتن باب ذکر الیمن والشام) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے اللہ ہمارے لیے برکت و فزونی عطا فرما ہمارے (ملک) شام میں۔ اے اللہ ہمارے لیے برکت عطا فرما ہمارے (ملک) یمن میں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ نجد کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے نجد میں بھی برکت عطا فرمائے۔“ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سننے کے باوجود پھر دعا فرمائی ”اے اللہ ہمارے لیے برکت عطا فرما (ملک) شام میں اور (ملک) یمن میں“۔

صحابہ نے پھر عرض کیا ”یا رسول اللہ نجد کے لیے بھی دعا فرمائیں۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیسری بار فرمایا ”وہاں (نجد، عرب کا صوبہ) زلزلے ہیں اور فتنے ہیں اور سرزمین نجد میں قرن الشیطان طلوع ہو گا یعنی نجد سے شیطانی گروہ نکلنے والا ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

مسلم شریف کی جلد اول صفحہ ۲۴۰ پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یمن سے آیا ہوا مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا الجھی ہوئی گھنی داڑھی والا بلند رخساروں دھنسی ہوئی آنکھوں والا، پیشانی اُبھری ہوئی۔ اُسترے سے سر مُنڈا ہوا۔ اس نے آتے ہی کہا ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈر۔“ یعنی مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں بے انصافی نہ کر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں گا تو اور کون اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو مجھے زمین والوں میں امین بنایا ہے۔ آیا تم

مجھے امین نہیں سمجھتے۔" پھر جب وہ شخص پیٹھ پھیر کر مُڑا (یعنی واپس جانے لگا) تو جماعت میں سے ایک آدمی غالباً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے اس شخص کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس کی اصل سے ایک ایسی قوم نکلنے والی ہے کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں سے باز پُرس (تعرض) نہیں کریں گے۔ وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ (شکار) سے پار نکل جاتا ہے"۔

مسلم کی ایک اور حدیث جلد اول صفحہ ۳۴۱ پر ایک اور روایت اس طرح درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس اعتراض کرنے والے کو جانے دو یعنی اسے قتل نہ کرو پس یقیناً اس کے ایسے ساتھی پیدا ہونے ہیں جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلے میں تم اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن کے قاری ہوں گے لیکن قرآن ان کی گردنوں سے نیچے نہیں اُترے گا۔

(۷) رسول اللہ ﷺ کے یہ ارشادات بہ تمام وکمال سچ ثابت ہوئے۔ ابتدائے تیرھویں صدی ہجری (کم وبیش ۱۲۱۸ھ تا ۱۲۴۳ھ) میں انہی میں سے ایک شخص محمد بن عبدالوہاب نجدی نے از سرِ نو منظم طور پر مسلمانوں کے خلاف تلوار کو بے نیام کیا۔ اسنے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر قرار دے کر قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی بُرائیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے میلاد پڑھنے، اذان کے بعد منارہ پر درود شریف پڑھنے اور نماز کے بعد دعا مانگنے سے منع کرتا تھا اور درود خوانی سے جلتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اذان کے بعد منارہ پر درود پڑھنے والے ایک نابینا خوش الحان موذن کو قتل کا حکم دے کر اسے شہید کرادیا۔۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے توسل (وسیلہ۔ سفارش۔ ذریعہ۔ کسی کو بیچ میں ڈالنا) واستمداد (مدد چاہنا۔ امداد طلب کرنا) کرنے والوں کو صراحۃً کافر کہتا حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لیے حاضری دینے کو شرک صریح قرار دیتا۔

اس نے مکہ معظمہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار پر گنبد (قُبہ) ڈھادیا اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) کے تمام مزارات اور قبروں کے قُبّے (گنبد) گرا (مسمار کرا) دیے۔ شہر میں لوٹ مار کے بعد حرمِ رسول اکرم ﷺ کو خوب لوٹا۔ مسجدِ نبوی ﷺ میں بچھے ہوئے قالین جھاڑ فانوس تک لوٹ لیے اور شفیع المذنبین رحمت اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس سے غلاف تک اُتارلیا اور مالِ غنیمت میں شامل کرلیا۔ عاشقانِ رسول ﷺ کے پیش کیے ہوئے نذرانوں سے جمع شدہ خزانوں کو بھی لوٹ لیا گیا اور اس بیش قیمت مال و متاع سے ساٹھ اونٹ لاد کر اپنے دارالسلطنت لے گیا۔

اس نے روضہِ رسول ﷺ کو گرانے (مسمار) کرنے کا بھی ارادہ کیا گو بعض ایسے مواقع پیش آئے لیکن وہ اس ناپاک ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکا۔ (تاریخ وہابیہ از مولانا ابوالحسنات محمد رمضان علی قادری)

یہ مضمون آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔ اسی لیے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار روضہِ رسول ﷺ کو گرانے یا نقصان پہنچانے میں اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن میں موجود اللہ تعالیٰ کا حفاظتِ نبی کریم ﷺ کا حکم ہمیشہ کے لیے ہے اور قیامت تک حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ پورا کرتے رہیں گے۔

(۸) دجّال مدینہ منورہ اور مکّہ معظمہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔

ایک سب سے بڑا فتنہ ظہور دجّال کے بعد قربِ قیامت میں واقع ہوگا۔ دجّال اکبر، سب سے بڑا جھوٹا، قوم یہود سے ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب "مسیح" ہوگا۔ اس کی دائیں آنکھ میں پُھلی ہوگی، بال گھنگریالے ہوں گے۔ سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا۔ اس کا ظہور ملک عراق اور شام کے درمیان ہوگا، جہاں نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتا ہوگا۔ پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا۔ وہاں اس کے ہمراہ (۷۰۰۰۰) ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ وہیں سے خدائی کا دعویٰ کرکے چاروں طرف فساد برپا کرے گا۔ اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کرکے لوگوں سے اپنے تئیں خدا کہلوائے گا۔ احادیثِ صحیحہ کے مطابق وہ مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوسکے گا۔ یہ دونوں امن والے شہر فتنہ دجال سے محفوظ رہیں گے۔



نواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو خالقِ دو جہاں نے دعا کا اختیار عطا فرمایا

لفظ "توسل" سے آپ واقف ہوں گے۔ اس کے کئی لغوی معنی ہیں۔ وسیلہ ڈھونڈنا۔ ذریعہ۔ سفارش یا کسی کو کسی معاملے کے بیچ میں ڈالنا وغیرہ۔ عام فہم الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ مانگنے کے بجائے، کیا ہم اللہ تعالیٰ کی کسی مقتدر ہستی سے سفارش کرا سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کسی دوسرے سے سفارش کرائیں۔ کیا وہ سفارش جائز ہے یا نہیں۔ آیئے قرآن کریم سے اس مسئلے میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ عزو جل نے فرمایا۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ٥ (المائدہ۔۳۵)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔"

پس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب فرمایا۔ "اے ایمان والو" لہٰذا ایمان سے وسیلہ مراد لینا ممکن نہیں اور نہ اعمالِ صالحہ وسیلہ ٹھہرتے ہیں کہ وہ تقویٰ میں داخل ہیں اور تقویٰ عبادت ہے اور وسیلہ سے مراد جہاد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بھی اعمالِ صالحہ کے ساتھ تقویٰ میں داخل ہیں، پس " وابتغوا الیہ الوسیلة " میں اللہ تعالیٰ نے جس وسیلہ کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اختیار کرنا ہے کہ آپ ﷺ ہی خالق و مخلوق کے درمیان حقیقی وسیلہ ہیں اور آپ ﷺ کی اتباع میں مرشد کامل وسیلہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ارشاد فرمایا کہ مرشد کامل کے توسل سے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ تک رسائی حاصل کریں اور حضور ﷺ کے وسیلہ سے تقربِ الٰہی حاصل کریں۔

جاننا چاہیے کہ یہ حکمِ الٰہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی دنیاوی زندگی میں بھی یہی حکم تھا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں آپ ﷺ سے توسل جائز تھا۔ آپ کے وصال کے بعد جائز نہیں۔ یہ لوگ تفسیرِ قرآن بالرائے کے

مرتکب ہوتے ہیں جو صریحاً حرام اور جرم شرعی ہے۔

اگرچہ کہ درجِ بالا حکمِ الٰہی کے بعد مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ایک اور حکم کا حوالہ بھی پیشِ خدمت ہے۔ ربِ کائنات کا یہ حکم پارہ پندرہ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۷ میں موجود ہے۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ.

ترجمہ: وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرّب ہے۔"

اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لیے تقربِ الٰہی کے لیے وسیلہ ڈھونڈنا اللہ کریم کے محبوب و مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص توسّل کا منکر ہے وہ قرآنِ مجید کا منکر ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا٥ (النساء۔ پارہ ۵۔ آیت ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

(۱) دنیا میں تشریف آوری سے قبل حضور ﷺ سے پہلا توسّل:

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب زمین پر اُتارا گیا تو دونوں میں جدائی ڈال دی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جبلِ نور (سری لنکا) میں اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو مقام جدّہ میں اتارا گیا۔ زمین پر آنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے تین سو برس تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا اور اس قدر گریہ فرمایا کہ آپ کے آنسو تمام اہلِ زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرشِ الٰہی پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ٥ لکھا ہوا تھا۔ سوچا کہ بارگاہِ الٰہی میں وہ رُتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد ﷺ کو حاصل ہے، لہٰذا آپ نے دعا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ٥ کے ساتھ عرض کیا: اسئلک بحق محمد ان تغفرلی.

اور ابن منذر کی روایت میں یہ الفاظ ہیں اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک و کرامتہ علیک ان تغفرلی. یارب میں آپ سے آپ کے بندہ خاص محمد ﷺ کے جاہ و مرتبہ کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں آپ کی بارگاہ میں حاصل ہے، مغفرت چاہتا ہوں۔ یہ دعا کرتے ہی حق تعالیٰ نے آپ کی

مغفرت فرمادی۔ اس روایت کو محدثین طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اسی مطلب کے ساتھ کچھ نئے الفاظ کے ساتھ یوں ہے کہ یارب میں آپ سے بحق محمد ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کردیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا، حالانکہ میں نے ان کو ابھی عالم بشریت میں پیدا ہی نہیں کیا؟'' عرض کی یارب میں نے اس طرح پہچانا کہ جب آپ نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی تو میں نے جو سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا دیکھا سو میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہے جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ جواب ملا اے آدم تم نے سچ کہا، واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی تو میں نے تمہاری مغفرت کردی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔''

اس حدیث کو متعدد مفسرین نے روایت کیا ہے۔ ان میں جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص الکبریٰ میں بیہقی نے دلائل النبوت میں اور امام قسطلانی اور امام زرقانی نے ان روایات کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح بہت سے دوسرے محدثین نے درست قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

(۲) وَكَانُواْ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُواْ كَفَرُواْ بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۝ (البقرہ۔۸۹)

ترجمہ: اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہوئے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔''

جب کبھی اہلِ کتاب (یہودی) مشرکین سے جنگ کرتے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے دعائے نُصرت کرتے تھے کہ خدایا اس نبی آخر الزماں کے طفیل ہمیں فتح دے۔ رب تعالیٰ انہیں فتح دیتا تھا۔ اس آیت میں وہ واقعات یاد دلائے جارہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے۔ اب جب وہ تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے توسّل سے دعائیں مانگنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے پہلے کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے توسّل کو قبول فرمایا۔

(نور العرفان) تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔ ''بنی اسرائیل اس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔ یا اللہ آخر زمانہ میں آنے والے نبی کے صدقے میں ہمیں فتح دے اور ہماری مدد فرما''۔ تفسیرِ کبیر میں

ہے: ''بے شک یہودی حضور اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے اور نزولِ قرآن سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح و نصرت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ بنی قریظہ اور بنی نضیر قبیلوں کے لوگ اوس اور خزرج قبیلوں پر فتح حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے آپ کی نبوت سے پہلے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑنے والے یہودیوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے کے بجائے ان کے عمل توسّل کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے کہ تم میرے محبوب رسول کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے تو ان کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور میں ان کے صدقے میں تمہاری دعائیں قبول فرماتا تھا لیکن تم کس قدر احسان فراموش ہو کہ میرے حبیب ﷺ کے دنیا میں تشریف آوری اور بعثت کے بعد ان کی رسالت ہی کے منکر ہوگئے۔ تم منکروں پر میری لعنت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ سے توسّل، استمداد (مدد چاہنا) اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل ہے۔

(۳) ہمیں یہ تو معلوم ہوگیا کہ خاتم النبیین ﷺ کے توسل (وسیلے) سے استمداد و مدد حاصل کی جاسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا حضور اکرم ﷺ کے وسیلے/توسل سے قبول فرمائی جبکہ آپ ﷺ ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے۔ یہودیوں کی دعائیں بھی نبی آخر الزماں ﷺ کے توسّل سے، آپ ﷺ کی آمد سے قبل، مقبول و مبرور ہوتی تھیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب محمد ﷺ کے اُمّتیوں کی مدد کرنے کے لیے دعا کا اختیار عنایت فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۝ (النساء۔۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب آپ (ﷺ) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول (بھی) ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا وسیلہ، ذریعہ اختیار کرنا ہماری دعاؤں کی بارگاہ الٰہی میں مقبولیت اور ہماری حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔ نیز یہ بھی پتا چلتا ہے کہ بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا توّاب اور رحیم ہونا آپ ﷺ کی شفاعت پر موتوف ہے۔ واضح رہے کہ اس آیتِ مبارک میں ظلم، ظالم اور زماں میں کسی قسم کی قید نہیں، کوئی جرم ہو، کسی بھی قسم کا مجرم ہو اور خواہ کسی بھی زمانہ میں ہو، مجرم اپنے گناہوں، غلطیوں اور خطاؤں پر نادم ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں اپنی معافی کی

درخواست پیش کرے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بندے کی معذرت کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں اس بندے کے لیے شفاعت فرمادیں تو بیڑہ پار ہے اور "جاء وک" میں یہ قید نہیں کہ مدینہ منورہ میں ہی حاضر آستانہ ہو بلکہ کہیں بھی ہو۔ نبی رحمت ﷺ کی طرف متوجہ ہونا اور آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑنا اور استمد اد یعنی مدد کے لیے استغاثہ، دادو فریاد کرنا اور ندا یا پکارنا بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری ہے اور اگر مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔

(۴)(الف) حضورِ اکرم ﷺ نے دورانِ حیاتِ طیبہ عملاً توسل (وسیلے) کی تعلیم فرمائی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی قمیصِ مبارک کا کفن دیا اور قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ قبر کی کھدائی کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ مبارک سے لحد کھودتے اور مٹی باہر نکالتے رہے۔ آپ ﷺ لحد میں لیٹ گئے اور دعا فرمائی:

"یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما۔ اس کے لیے اس کی قبر کو کشادہ کردے۔ اپنے نبی (محمد ﷺ) کے صدقے میں اور ان انبیاء کے صدقے میں جو مجھ سے قبل گزر چکے ہیں۔ بے شک آپ ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ہیں۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ان کو اپنی قمیص کا کفن کس لیے دیا۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا "میں نے اپنی قمیص کا کفن انہیں اس لیے دیا تاکہ اس کے صدقے میں انہیں جنت کا لباس پہنایا جائے اور میں ان کی قبر میں ان کے ساتھ اس لیے لیٹا تاکہ انہیں تنگئ قبر کے عذاب سے نجات دلاؤں"۔

اس روایتِ حدیث کو ابو نعیم نے "معرفۃ الصحابہ" میں اور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور طبرانی نے "جامع کبیر" اور اوسط میں اور ابنِ حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ بیان صحیح ہے۔ نیز علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے "شواھد الحق" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "جذب القلوب" میں نقل فرمایا۔

اس حدیثِ مبارک سے مندرجہ ذیل اُمور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) سید الرسل محمد رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے لیے مستحکم وسیلہ ہیں۔
(۲) سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اختیار کرنا حضورِ اکرم کی سنت ہے۔

(۳) محبوبانِ خدا کا وسیلہ پکڑنے سے عذاب الٰہی سے نجات ملتی ہے۔ مصیبتیں اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔
(۴) محبوبانِ خدا کے استعمال کیے ہوئے کپڑے بھی دافع البلاء ہیں۔

(۴)(ب) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حُکماً نداءِ یارسول اللہ اور توسل (وسیلہ) کی تعلیم فرمائی:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا آیا اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اگر تو چاہے تو صبر کرے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ آپ دعا فرمائیں۔ پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ بہت اچھی طرح وضو کر اور یہ دعا مانگ۔ اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ آپ کے نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلے سے یارسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لیے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے صدقے میری یہ حاجت پوری کر دے یا اللہ آپ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرمالیں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح، ترمذی۔ ابن ماجہ، مستدرک للحاکم، حصن حصین۔ الترغیب والترہیب)

اور فیضانِ سُنت کے فضائل نوافل میں ترمذی کے حوالے سے ہے کہ انہیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو۔ "اے اللہ تعالیٰ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور توسل (وسیلہ) کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں آپ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے (وسیلہ) سے جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں حضور ﷺ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔"

حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "اللہ عزوجل کی قسم ہم لوگ ابھی اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہی نابینا شخص ہمارے پاس آگیا۔ ان کی آنکھیں ایسی روشن ہو چکی تھیں گویا کبھی اندھے ہی نہ ہوئے تھے۔" حصن حصین کی شرح حرزِ ثمین میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمت فرماتے ہیں "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا کر کے عرض کیا گیا ہے کہ یارسول اللہ! آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ تو یہ معنیٰ ہوں گے کہ یارسول آپ میری حاجت کے پورا ہونے میں اور مراد کے حاصل ہونے میں سبب اور وسیلہ بن جائیں۔ پس آپ ﷺ کی طرف حاجت روائی کی نسبت، نسبتِ مجازی ہے"۔

واضح رہے کہ اس فرمانِ نبوی ﷺ کے بموجب قیامت تک کے لیے مومن اس پر عمل کرتے رہیں۔ کہیں

بھی ہوں، کسی بھی زمانہ میں ہوں آپ ﷺ کے وسیلہ سے اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پیش کریں اور حضور ﷺ کو "یارسول اللہ" سے خطاب کرکے اپنی احتیاجات، حاجات مشکلات کے حل کے لیے شفیع بنائیں اور اپنے دامن کو گوہرِ مراد سے بھرتے رہیں۔

(۴)(ت) استغاثہ (فریاد، دادرسی، انصاف چاہنا) ونداء (پکارنا) غائبانہ:

شارح صحیح بخاری امام قسطلانی "مواہب الدنیہ" میں محدث طبرانی "معجم صغیر" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی "مدارج النبوت" میں روایت فرماتے ہیں۔ "حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک رات رسول اللہ ﷺ وضو فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے لبیک، لبیک، لبیک تین بار فرمایا۔ اور میں آپ کو تین بار نصرت، نصرت، نصرت (تیری مدد کردی گئی، تیری مدد کردی گئی) فرماتے سنا، حضور وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول! میں نے آپ کو کلام فرماتے سُنا۔ حضور نے فرمایا "کوئی مجھ سے فریاد کرنے والا بنی کعب سے ہے خزاعیوں سے کہ مجھ سے نصرت (مدد) طلب کرتا ہے کہتا ہے کہ قریش نے نبی بکر کی اعانت کی اور ہم پر شب خون مارا تین دن کے بعد عمر بن خزاعی چالیس (۴۰) سواروں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آیا کہ جو کچھ گزرا (بیتا) آپ کو خبر دے اور امداد چاہے اور نصرت طلب کرے۔" (طبرانی صفحہ ۲۰۱)

اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کو دور دراز مقامات سے پکارنا۔ آپ سے مدد طلب کرنا نیز دور دراز مقامات سے پکارنے والے فریادیوں کی پکار و نداء سننے اور مدد فرمانے کا عمل واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ دور دراز مقامات سے استمداد و مدد کرنے والوں کے نام ان کے حسب و نسب اور ان کے حالات کو جانتے ہیں اور یہ تمام امور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملِ مبارک سے ثابت ہیں۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان محدثین و علماء اُمت علیہم الرحمۃ کا ان اُمور پر بالاتفاق یقین و ایمان ہے۔

(۴)(ض) فیضانِ سنت کے فضائل رمضان کے باب میں مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے ہے کہ حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ کے صحابی تھے۔ ایک مرتبہ سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے حضور سراپا نور ﷺ کو وضو کرایا تو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے خوش ہوکر ارشاد فرمایا" سل ربیعۃ " اے ربیعہ! مانگ کیا مانگتا ہے"؟ سبحان اللہ! حضرت سیدنا ربیعہ نے کیا ہی خوب مانگا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی" اسئلک مرافقتک فی الجنۃ " سرکار جنت میں آپ کی رفاقت چاہیے۔" بس وہاں بھی آپ کے قدموں میں پڑا رہوں۔" جب حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی جنت میں رفاقت مانگ چکے اور مزید کسی حاجت سے انکار کر

دیا۔ اس پر سرکار ابد قرار، دونوں جہاں کے مالک ومختار ﷺ نے ارشاد فرمایا" فاعنی علیٰ نفسک بکثرۃ السجود" ۔"اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کر" یعنی ہم نے تم کو جنت تو عطا کردی اب تم بھی بطور شکرانہ نوافل کی کثرت کرتے رہو۔۔"

اس حدیث مبارک سے ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ حضرت سیدنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سرکارِ مدینہ ﷺ کا بلا کسی تاکید یا پابندی یا حق مخصوص مطلقاً اور قطعی یہ فرمانا، مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سارا معاملہ ہی سرکار عالی وقار کے دستِ پُر انوار میں ہے وہ جو چاہیں، جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے عطا فرمادیں"۔

ہم دوسرے الفاظ میں یہ بات بھی کہہ سکتے ہیں آقا ﷺ کو قدرتِ تصرف (اختیار) حاصل ہے آپ ﷺ اپنے ارادے سے اُمتی کو جو چاہیں عطا فرمادیں اللہ عزوجل کے یہاں مقبول ومبرور ہوجاتا ہے۔

(۵) حضورِ اکرم ﷺ اُمت کے لیے اجتماعی دعائیں فرماتے تھے:

فتح الباری صفحہ ۴۹۵ جلد دوئم اور بیہقی نے سند صالح کے ساتھ دلائل میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرمائی کہ ایک اعرابی نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر یوں فریاد کی۔ "یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی خدمت میں شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے ہیں کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں۔ جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں۔ ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں۔ کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہوگئے پھٹ گئے ہیں۔ ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے، مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔ جوانِ قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو کمزوری سے عاجزانہ زمین پر ایسے گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی۔ اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں۔"

حضور اکرم ﷺ یہ فریاد سن کر فوراً منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور دونوں ہاتھ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک جھک کر گلوئے پُر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمڈ آ کہ بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے ہوئے آئے کہ یارسول ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "حوالینا لا علینا"۔ اے بادل ہمارے اردگرد برس ہم پر نہ برس۔ فوراً ابر مدینہ پر سے کھل گیا۔ آس پاس گھرا اور مدینہ پر مطلع صاف ہوگیا۔ یہ ملاحظہ فرما کر شہنشاہ دو جہاں مسکرائے اور فرمایا "اللہ کے لیے ہے

خوبی ابو طالب کی۔ اس وقت وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ کون ہے جو ہمیں ان کے اشعار سنائے۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی "یارسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے آپ کی نعت میں عرض کیے تھے۔

ترجمہ: وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان، بنی ہاشم (جیسے غیور) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں۔ ان کے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔ یہ اشعار سن کر حضور ﷺ نے فرمایا "ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔" اجعل ذالک اردتٗ"۔

اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو دافع البلاء اور جائے پناہ اور حل المشکلات کا ذریعہ اور مددگار جانتے اور مختلف القابات کے ساتھ آپ کے حضور مشکل کشائی کی درخواستیں عرض کرتے۔ اگر حضور اکرم ﷺ کو دعا کرنے کی قدرت تصرف نہ ہوتی تو مالک و مختار شریعت صاحب قرآن یہ فرماتے کہ میرے پاس کیوں فریاد لے کر آئے ہو۔ براہ راست اللہ تعالیٰ سے فریاد کرو۔ میں کچھ نہیں کرسکتا۔ تمہارے میرے متعلق یہ عقائد شرکیہ ہیں توبہ کرو۔

حضور پُر نور ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ان عقائد پر ناراض ہونے کے بجائے، آپ ﷺ درخواستیں قبول فرماتے ان کے دکھوں کا مداوا کرتے۔ حاجات پوری فرماتے۔ ان کی مشکلات حل فرماتے۔

اسی طرح زمانہ جنگ میں بدر، احد، خندق اور دوسری جنگوں میں آپ کی دعائیں مسلم مجاہدین کے حق میں مبرور ہوئیں اور مجاہدین نے پے در پے کامیابیاں حاصل کیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قدرت تصرف دعا عطا فرما رکھی ہے۔

(۶) حضور ﷺ نے روضہ اقدس سے سائل صحابی کو فرمایا "قد غفر لک" (انفرادی و عام)

تفسیر قرطبی جلد پنجم صفحہ ۲۹۵ اور تفسیر مدارک اور مصباح الظلام اور "الجواہر المنظم" مصنفہ ابن حجر مکی محدث اور "جذب القلوب" مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور "شواہد الحق" مصنفہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اور دیگر کتب، محدثین وعلماء و افاضل میں یہ حدیث مبارکہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے۔ کہ سرکار دو عالم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے تین روز بعد ایک اعرابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور پر خود کو بے ساختہ گرا دیا اور مزارِ اقدس کی مٹی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کی "یارسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ سے سیکھ کر یاد کیا وہ ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور من جملہ اس کے کہ آپ پر

نازل ہوا (قرآن مجید) اس میں ہے (یہ آیت، اسی باب میں پہلے گزر چکی۔ النساء۔۶۴) اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیں۔ حضور ﷺ کے روضہ انور سے آواز آئی" قد غفر لک "بے شک تیری مغفرت کردی گئی۔"

(۷) حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری، یارسول اللہ ﷺ پکار کر فریاد کرنا سُنت صحابہ ہے۔

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ بہ سند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ ایک شخص روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا اور فریاد کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی اُمت قحط کی وجہ سے ہلاک ہورہی ہے۔ آپ اپنی اُمت کی خاطر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب فرمائیں۔" اس کے بعد اس شخص نے سرکار دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا۔"

اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "یہ نوع توسل (وسیلہ) طلب دعا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ وقدس سے عرض کر کے اس حاجت کو روا کروادیں جیسا کہ حیاتِ ظاہری میں ہوا کرتا تھا۔"

اس حدیث کو بیہقی علیہ الرحمہ نے طریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔ اور حافظ الحدیث ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری صفحہ ۵۴۲ جلد ۴ میں تصریح فرماتے ہیں کہ روضہ نبوی پر حاضر ہونے والا حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری کے لیے سفر کر کے جانا اور یارسول اللہ پکار کر اپنی حاجات عرض کرنا مشکل کشائی کے لیے فریاد و استغاثہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مطابق عین اسلام ہے۔ توحید رحمانی ہے۔

(۸) استغاثہ و استمداد و نداء غائبانہ یارسول اللہ المدد:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے "مفسرین" سے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر فتح "حلب" کے لیے روانہ کیا اور فرمایا "میں بھی تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔ ادھر "یوقنا" حاکم حلب کو جاسوسوں نے خبر دی کہ عرب ایک ہزار کے لشکر سے حلب فتح کرنے آرہے ہیں اور شہر سے چھ میل دور رہ گئے ہیں۔ یوقنا نے اپنے آدھے لشکر کو ساتھ لیا اور آدھا لشکر پیچھے چھوڑ دیا اور مقابلے کے لیے آیا۔ حضرت کعب نے فرمایا "میرے اندازے کے مطابق دشمن کا لشکر پانچ ہزار ہے۔ جس سے ہمارا مقابلہ ہے۔ لڑائی شروع ہوئی تو دشمن کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ اور مسلمانوں کو فتح کا یقین ہوگیا۔ مگر اسی وقت یوقنا کا باقی لشکر بھی شامل ہوگیا، جس

سے کچھ مسلمان گھبرا گئے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ صورتحال دیکھ کر پکارنا شروع کیا "اے محمد" اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اے اللہ کی مدد نازل ہو جا۔ اے مسلمانو ں ثابت قدم رہو یہ محض ایک ساعت کی آزمائش ہے۔ مدد آ رہی اور تم فاتح ہو"۔ تاریخ ابن جریر میں بالصراحت مذکور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد یہ شعار تھا کہ جنگوں میں اور لڑائیوں میں یا محمد (ﷺ) پکارا کرتے تھے۔

(تاریخ ابن جریر، راہِ ایمان جلد دوئم از مولانا محمد رمضان علی قادری)

(۹) محمد طفیل بھٹی مدنی نے "جانشین ابو ہریرہ بابا جی غلام رسول "بلّیاں والے" میں مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم کا ایک انٹرویو بعنوان "میں نے حضور ﷺ کے حکم پر پاکستان واپس آ کر نفاذ شریعت کی جدو جہد کا آغاز کیا" میں لکھتے ہیں۔ "میں نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کی کہ "یا رسول اللہ ﷺ میں نے نفاذ شریعت کے لیے تحریر و تقریر سے ہزاروں جلسوں میں نفاذ کے مطالبے کیے ہیں۔ لیکن شریعت نافذ نہ ہو سکی میں شرمسار ہوں۔ اب پاکستان واپس جانا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنے قدموں میں جگہ دے دیجئے۔ یہیں آپ کے قدموں میں موت آ جائے۔" میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے دھکے لگے اور میں ساتھ ہی (روضہ پاک کی) دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی اور حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تو نے یہ نہیں پڑھا۔"

ترجمہ: "تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ کے لیے ہے، جو رب ہے سارے جہانوں کا۔"

آپ ﷺ نے مزید فرمایا "اللہ تعالیٰ دین کا محافظ ہے، تم داروغہ نہیں ہو، دین کے ٹھیکیدار نہیں ہو۔ پاکستان جاؤ نفاذ شریعت کے لیے جدو جہد جاری رکھو، مخالفت ہو تو مقابلے میں رہنا۔ اسے فنا کر دو یا خود فنا ہو جاؤ۔

ایک مرتبہ جب ملک میں فتنہ قادیانیت فروغ پا رہا تھا تو میں نے اپنے ایک دوست چوہدری فتح محمد بٹالوی کے ذریعے حضور ﷺ کے نام چٹھی لکھی کہ مشکلات ہیں۔ رکاوٹیں ہیں۔ آپ توجہ فرمائیں تا کہ رکاوٹیں دور ہو جائیں۔ چوہدری فتح محمد صاحب نے مدینہ پاک میں مقیم بزرگ شیخ غلام رسول (بلّیوں والے) سے بات کی۔ انہوں نے فرمایا "میں نیازی کو جانتا ہوں۔ وہ طُرّے والا نیازی۔ میں نے اسے پچھلے سال (مدینہ منورہ میں) دیکھا تھا۔ رات حضور ﷺ سے عرض کروں گا۔ صبح پوچھ لینا۔ چوہدری صاحب نے دوسرے روز پوچھا تو بابا جی نے فرمایا کہ اس کو لکھ دو رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔" اور واقعی اس کے بعد ہماری مشکلات دور ہو گئیں۔" یعنی قادیانی غیر مسلم قرار دے دیئے گئے۔

(۱۰)(الف) طبیب اعظم محمد ﷺ مدینہ منورہ سے خواب میں بھی دادرسی فرماتے ہیں۔ (دادرسی بذریعہ خواب)

حضرت امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری، عالمِ جوانی میں اُمراء اور سلاطین کی شان میں قصیدے لکھتے تھے۔ بعد میں سلاطین کی شان میں لکھنا ترک کر دیا اور فخرِ موجودات ﷺ کی مدح سرائی میں مشغول ہو گئے۔ ایک مرتبہ اچانک آپ کو فالج ہو گیا۔ علاج معالجہ سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ ایک روز انہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کی ٹھان لی۔ انہوں نے نہایت ہی بے بسی کے عالم میں نعتیہ قصیدہ "بُردہ شریف" کے ذریعے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عقیدت مندی کے پھول نچھاور کیے اور کچھ عرصہ تک یہی قصیدہ "بردہ شریف" پڑھتے رہے، حتیٰ کہ ایک روز پڑھنے کے بعد روتے روتے سو گئے۔ خواب میں طبیبِ اعظم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے امام بوصیری کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ جب امام بوصیری بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے۔

(۱۰)(ب) سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا "جناح! برعظیم کے مسلمانوں کو تمہاری فوری ضرورت ہے۔

(راہ نمائی بذریعہ خواب)

جناب ع۔م۔چوہدری اپنی کتاب "بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں قائداعظم" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب نے اپنی کتاب "قائداعظم کا مسلک" میں حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک ایمان افروز واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ اس واقعہ کا تعلق اس دور سے ہے جب قائداعظم نے سیاست سے دل برداشتہ ہو کر مکمل طور پر انگلستان میں سکونت پذیر ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسی دوران بہت سے مسلمان اکابرین نے انہیں منانے کے لیے خطوط لکھے اور ملاقاتیں کیں، مگر قائد واپس آنے پر راضی نہ ہوئے۔ پھر ان کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا، جس کی وجہ سے وہ فوری طور پر ہندوستان واپس آنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس واقعے کے بارے میں وہ اپنے ایک قریبی دوست کو بتاتے ہیں:

"میں لندن میں اپنے فلیٹ میں سویا ہوا تھا۔ رات کا پچھلا پہر ہو گا۔ میرے بستر کو کسی نے ہلایا، میں نے آنکھیں کھولیں، اِدھر اُدھر دیکھا، کسی کو نہ پا کر میں پھر سو گیا، میرا بستر پھر ہلا۔ میں نے اُٹھ کر کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھا سوچا شاید زلزلہ آیا ہو۔ کمرے سے باہر نکل کر دوسرے فلیٹوں کا جائزہ لیا۔ تمام لوگ سو رہے تھے۔ میں کمرے میں آ کر بستر پر سو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد تیسری بار میرا بستر پھر کسی نے جھنجھوڑا، میں ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ پورا کمرہ معطر تھا۔ میں نے فوری طور پر محسوس کیا کہ:

ایک غیر معمولی شخصیت میرے کمرے میں موجود ہے۔
An extra ordinary personality is in my room

میں نے کہا" آپ کون ہیں؟"
who are you.

میں تمہارا پیغمبر محمد (ﷺ) ہوں۔
I am your Prophet Muhammad (Peace be upon him)

میں جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا، دونوں ہاتھ باندھ لیے اور سر جھکا لیا۔ فوراً میرے منہ سے نکلا" آپ پر سلام ہو میرے آقا۔ Peace be upon you my Lod ایک بار پھر وہ خوبصورت آواز گونجی" جناح! برعظیم کے مسلمانوں کو تمہاری فوری ضرورت ہے اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تحریکِ آزادی کا فریضہ انجام دو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم بالکل فکر نہ کرو، ان شاء اللہ تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے"۔

Mr. Jinnah, You are urgently required by the Muslims of the Sub-Continent and I order you to lead the freedom movement. I am with you. Do not wory at all. You will succeed, in your mission. Inshah Allah.

میں ہمہ تن گوش تھا، صرف اتنا کہہ پایا" آقا آپ کا حکم سر آنکھوں پر"۔ Ok. my Lord.

میں مسرت و خوشی اور حیرت کے گہرے سمندر میں غرق تھا کہ کہاں آپ ﷺ کی ذات اقدس اور کہاں میں اور یہ شرف ہم کلامی۔ یہ عظیم واقعہ میری ہندوستان واپسی کا باعث بنا۔" اور یہ تمام گفتگو انگریزی میں ہوئی۔

(١٠)(ج) سرورِ کونین ﷺ نے قائداعظم کو فرمایا" یہ پاکستان کی فائل ہے" (راہ نمائی بذریعہ خواب)

صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی نے فرمایا کہ میرے دادا محترم بابو جی (حضرت محی الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کو دوسرے کئی علماء اور مشائخ کی طرح قائداعظم کی ظاہری غیر شرعی شخصیت اور اسلام کے نام پر خطے کا حصول قدرے کھٹکتا تھا۔ اسی دوران آپ اجمیر شریف تشریف لے گئے تو وہاں ایک مخلص شخص نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت! میں نے رات سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

آپ ﷺ کے سامنے میز پر فائل پڑی ہے۔ چند لمحے بعد ایک سوٹ پوش شخص حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کو وہ فائل دے کر فرمایا" یہ پاکستان کی فائل ہے۔"

وہ شخص جب اپنا خواب سنا چکا تو تھوڑی دیر بعد اس دن کا اخبار آ گیا۔ اخبار کے صفحہ اول پر ایک شخص کی تصویر دیکھ کر اس خواب دیکھنے والے شخص نے حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے۔ جسے رات میں نے خواب میں حضرت رسالت مآب ﷺ کی بارگاہِ اقدس سے پاکستان کی فائل لیتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ جناب محمد علی جناح تھے۔ اس دن سے حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ مسلم لیگ کے حامی بن گئے۔

(بارگاہِ رسالت مآب: از ع۔م۔ چوہدری، ماخوذ از ماہنامہ" سائنڈل سویرا" اسلام آباد، اکتوبر ١٩٩٧)

(١٠)(د) حضور انور ﷺ نے فرمایا" اس ملک کی کمان میں نے سلطان محمود غزنوی کو دے دی

(راہ نمائی بذریعہ خواب)

قیامِ پاکستان کے وقت عبدالحفیظ شیرازی پُونا (بھارت) میں فوجی افسر تھے۔ پاکستان بنتے ہی دوسرے بے شمار مہاجرین کی طرح ان پر بھی قیامت ٹوٹی اور مصائب سے دوچار ہوئے۔ اس کی وجہ سے پاکستان کے سخت مخالف ہو گئے اور فیصلہ کیا کہ پاکستان کو ختم کرنے کے لیے ان سے جو کچھ بھی ہو سکا وہ کر گزروں گا۔ جب پاکستان پہنچ گئے تو انہوں نے ایک رات یہ خواب دیکھا" ملٹری کا ماحول ہے، مجھ سے کسی نے کہا کہ حضور انور ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کیا!" یارسول اللہ ﷺ پاکستان بننے کی وجہ سے ہم برباد ہو گئے۔"

" یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا" عبدالحفیظ! یہ ملک میری دعا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنا ہے۔ اس کی بنیادیں نہایت مضبوط ہیں اور اس ملک کی کمان میں نے سلطان محمود غزنوی کو دے دی ہے۔ یہ ملک قیامت تک قائم رہے گا۔ اور اس کو مٹانے والے کتے کی موت مریں گے، یہ ان کا مقدر ہو چکا ہے اور تمہیں جو تکلیف ہوئی۔ اور تم جن مصائب سے دوچار ہوئے ہو، اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔"

(بارگاہِ رسالت مآب، :ع۔م۔ چوہدری)

(١٠)(س) شافع اُمم ﷺ نے فرمایا" میں تمہارے بغیر جنت میں قدم نہیں رکھوں گا۔

(آگاہی بذریعہ خواب)

جناب ع۔م۔ چوہدری" بارگاہِ رسالت مآب ﷺ" میں جناب عاشق حسین بٹالوی کی" چند یادیں چند تاثرات" سے نقل کرتے ہیں۔

٦ مئی ١٧٩٩ء کو ٹیپو سلطان نے جامِ شہادت نوش کیا اور اسی روز انگریزی فوج کا سرنگا پٹم کے شاہی محلات، دولت خانہ خاص اور خزانہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس لوٹ مار میں سلطان کا کُتب خانہ بھی انگریزوں کے ہاتھ آیا۔ اس وقت جو کُتب خانہ ٹیپو سلطان کے نام انڈیا آفس لائبریری لندن میں ہے اس کُتب خانہ میں سلطان کا خواب نامہ بھی ہے۔ یہ رجسٹر جس میں سلطان کے خواب تحریر تھے، خُفیہ تھا۔ جسے سلطان اپنی خاص الماری میں تالا لگا کر رکھتے تھے۔ خادم خاص حبیب اللہ کو اس کا علم تھا۔ اسی خادم کی نشان دہی پر کرنل پیٹرک نے کتابوں کی الماری سے یہ رجسٹر برآمد کیا۔ یہ خواب ٹیپو نے اس وقت دیکھا جب ١٧٨٦ء میں بیک وقت انہیں مرہٹوں اور

نظام دکن سے مقابلہ درپیش تھا۔ روزِ محشر کا نقشہ نظر کے سامنے ہے۔ چاروں طرف نفسا نفسی ہے۔ اسی افراتفری کے عالم میں ایک خوبصورت بزرگ آگے بڑھ کر سلطان کا ہاتھ تھام لیتے ہیں اور کہتے ہیں، جانتے ہو میں کون ہوں؟ سلطان نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس بزرگ نے فرمایا "میں علی کرم اللہ وجہہ ہوں۔ حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمہارے بغیر جنت میں قدم نہیں رکھوں گا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا اور تمہیں اپنے ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔"

خواب بیان کر کے سلطان نے لکھا کہ جب میں جاگا تو خوشی سے میرا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ شافعِ روزِ جزا ہیں۔

(۱۱) فرمانِ رسولِ کریم ﷺ: جو شخص میرے وسیلہ سے اللہ پاک سے مدد طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے محروم نہیں فرماتا۔ (عالم بیداری میں مدد)

قاضی شرف الدین البازری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ شیخ ابو عبداللہ بن موسیٰ بن النعمان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں ۶۳۷ھ میں حجاج کے قافلہ کے ساتھ تھا۔ کسی ضرورت سے سواری سے نیچے اُترا کہ وہیں نیند آ گئی۔ کچھ دیر کے بعد آنکھ کھلی تو قافلہ دور جا چکا تھا۔ تنہائی، خوف اور پیاس کی شدت سے رونے چلّانے لگا۔ زندگی سے مایوس ہو گیا۔ موت سامنے نظر آنے لگی۔ اسی عالم میں صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اپنے پیارے حبیب کے وسیلہ سے مجھ پر رحم فرما اور غیب سے میرے لیے مدد بھیج۔ ان الفاظ کا منہ سے نکلنا تھا کہ رب العزت نے مدد بھیج دی۔ مجھے ایک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میرا خوف دور ہو گیا اور پیاس جاتی رہی۔ وہ شخص مجھے لے کر ابھی تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ قافلہ والوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر ایک دم میری سواری قافلہ کے سامنے آ گئی۔ اس کے بعد وہ شخص مجھے میری سواری پر سوار کر کے، یہ کہتا ہوا رخصت ہو گیا کہ "جو شخص میرے وسیلے سے اللہ پاک سے مدد طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے محروم نہیں فرماتا۔ اب میں سمجھا کہ یہ سید الانبیاء حبیب کبریا ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ واپس تشریف لے جا رہے تھے اور آپ ﷺ کے انوار سے اندھیری رات میں سارا میدان چمک رہا تھا۔ مجھے سخت رنج اس بات کا تھا کہ میں آپ ﷺ کی قدم بوسی نہ کر سکا۔

(بارگاہِ رسالت مآب: از ع۔م۔ چوہدری)

(۱۲) میدانِ حشر میں شفاعت کا سہرا محمد عربی ﷺ کے سر پر باندھا جائے گا:

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو آپ کی حیاتِ طیبہ میں اُمتیوں کے لیے دعا فرمانے

کا اختیار عطا فرمایا (النساء۔۶۴) یہ اختیار ہمیشہ کے لیے ہے اس میں زمانے اور مقام کی قید نہیں ہے۔ اس لیے رحمتِ عالم ﷺ اُمتیوں کی دعاؤں کے ذریعے قیامت تک مدد فرماتے رہیں گے۔

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بعد صحابہ کرام اور دوسرے مسلمان روضۂ رسول ﷺ پر حاضری دیتے اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں اسی طرح مسائل پیش کرتے جیسے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں دعاؤں کے لیے عرض گزار ہوتے تھے۔ اور رحمتِ عالم اپنی قبر پاک سے ان کی التجائیں سن کر ان کی دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں بتا دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ آپ ﷺ کے اُمتی دنیا کے کسی بھی خطے سے آپ کو پکارے آپ ﷺ داد رسی فرماتے ہیں۔ دور اور نزدیک کی کوئی قید نہیں ہے۔ یہ ایک امتیازی مقام ہے جو حضور اکرم ﷺ کے سوا کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

(۱۲۔۱) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اِذن سے قیامت کے دن بھی شفاعت کا سہرا ہمارے پیارے نبی ﷺ کے سر پر باندھا جائے گا۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا۔ (بنی اسرائیل۔۷۹)

ترجمہ: قریب ہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ کو ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب آپ ﷺ کی حمد کریں۔

(کنز الایمان)

تفسیر اس طرح ہے کہ "اور مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اس میں اولین و آخرین حضور ﷺ کی حمد کریں گے اور اسی پر جمہور ہے۔"

(۱۲۔۲) ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۱) بے شک ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔

(۲) آدم صفی اللہ ہیں۔

(۳) اور میں فخر نہیں کرتا مگر میں حبیب اللہ ہوں۔

(۴) میں فخر نہیں کرتا۔ قیامت کے دن لواءِ حمد (حضور ﷺ کا پرچم) میں اٹھائے ہوئے ہوں گا اور آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام اس پرچم کی چھاؤں میں ہوں گے۔

(۵) میں فخر نہیں کرتا، لیکن شفاعت کرنے والا میں پہلا ہوں گا۔ جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

(۶) میں فخر نہیں کرتا، لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں سب سے پہلے جنت کے دروازے کھٹکھٹاؤں گا اور اللہ تعالیٰ ان کو کھول کر مجھے اس میں داخل فرمائے گا۔ اور میرے ساتھ فقراء و مومنین ہوں گے۔

(۷) میں فخریہ نہیں کہتا کہ میں اوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا ہوں گا۔

(خزینہ نعت)

(۱۲۔۳) حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ آیت تلاوت فرمائی:

"میرے پروردگار! ان بُتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے یعنی ان کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہ ہوئے۔ پس جو لوگ میری پیروی کریں وہی میرے ہیں۔ پس ان کے لیے تو میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ ان کو بخش دے۔" (ابراہیم۔۳۶)

(۱۲۔۴) اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا بھی تلاوت فرمائی:

"اے اللہ اگر میری اُمت کے ان لوگوں کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔ (یعنی اے اللہ آپ کو عذاب دینے کا پورا حق حاصل ہے۔ (المائدہ۔۱۱۸، مسلم)

(۱۲۔۵) یہ دونوں آیات تلاوت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے اپنی اُمت کو یاد کیا اور دعا فرمائی: "اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت اور آپ اس دعا میں روئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی جبرائیلِ امین کو آپ کے پاس بھیجا کہ آپ کے رونے کی وجہ معلوم کریں۔ ہمارے آقا ﷺ نے اپنے رونے کی وجہ اُمت کے لیے بخشش کی دعا بتائی۔ یہی بات جبرائیلِ امین نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیلِ امین سے کہلوایا کہ محمد ﷺ سے کہہ دو کہ آپ کی اُمت کے بارے میں ہم آپ کو راضی اور خوش کردیں گے۔ اور آپ کو رنجیدہ اور غمگین نہیں کریں گے۔ (مسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ اپنی اُمت کو اپنی اولاد کی طرح چاہتے ہیں اور اپنی اُمت کے جنت میں داخلے کے لیے اتنے فکرمند ہیں۔ واقعی محمد رسول اللہ افضل و بہترین نبی ہیں اور ہمارے آقا ﷺ نبی رحمت کا مرتبہ بلند و بالا ہے۔

(۱۲۔۶) ایک اور موقع پر ارشاد ہوا:

"بے شک میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان

کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کی کہ اے میرے رب تو جو چاہے کر کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ مجھ سے مشورہ طلب کیا میں نے پھر وہی عرض کی۔ پھر ربِ تعالیٰ نے فرمایا" اے احمد! بے شک میں ہرگز تجھے تیری اُمت کے معاملے میں رُسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) اُمتی سب سے پہلے میری ہمراہی میں جنت میں داخل ہوں گے، جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔ یہ حدیث اگرچہ کافی طویل ہے لیکن بقدرِ ضرورت آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ آگے چل کر رب کریم روزِ قیامت حضرت رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے مجمع اولین و آخرین میں فرمائے گا۔

كلهم يطلبون رضائي وانا اطلب رضاك يا محمد .

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں آپ کی رضا چاہتا ہوں اے محمد ﷺ۔ میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک آپ پر قربان کردیا۔

حوالہ جات

الحدیث ابن عساکر و ابونعیم و مسند امام احمد جلد ۵ مطبوعہ مصر، کنز العمال جلد ۶، حدیث ۱۷۳۵۔ خصائص کبریٰ جلد دوئم و ابوبکر الشافی فی الغیلانیات۔ (الامن والعلیٰ۔ راہِ نجات جلد دوئم)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

(۱۲۔۷) رواہ الترمذی والدارمی۔ مشکوٰۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں، ولیوں کی عزت، گنہگاروں کی بخشش، سیاہ کاروں کو معافی میرے ذریعے سے ملے گی۔" الكرامت والمفاتيح يومئذ بيدى اور اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں ہر خزانے میں کروڑوں رحمتیں ہیں ان سب خزانوں کی کنجیاں حضور انور ﷺ کے ساتھ ہوں گی۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۸، صفحہ ۲۹، راہِ نجات جلد دوئم)

(۱۲۔۸) بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۸ اور ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ اور دیگر کتب احادیث میں ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے" قیامت کے دن جب لوگ پریشان اور غمگین ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرانے کی خاطر حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کریں گے اور طالبِ شفاعت ہوں گے۔ آپ جواب میں فرمائیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ. میرا یہ مقام نہیں کہ تمہارے لیے شفاعت کروں اور فرمائیں گے

کر نوح علیہ السلام کے پاس جا کران کی خدمت میں عرض کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی جواب میں فرمائیں گے اَنْسْتُ ھُنَا کُمْ اور فرمائیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ لوگوں کو یہاں سے بھی یہی جواب ملے گا لَسْتُ ھُنَا کُمْ. اور انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کا ارشاد فرمائیں گے۔ وہاں سے وہی جواب پا کر آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور طلب شفاعت ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب فرمائیں گے۔ لَسْتُ ھُنَا کُمْ ''میرا یہ مقام و منصب نہیں'' تم لوگ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت طلب کرو۔

حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں ''پھر لوگ میری خدمت میں حاضر ہوں گے تو میں فرماؤں گا۔ '' اَنَا لَھَا'' ہاں میرا منصب ہے۔ میں تمہاری شفاعت کرتا ہوں پھر باذن تعالیٰ میں بارگاہ الٰہی میں لوگوں کی شفاعت کروں گا اور لوگوں کو پریشانی اور مصیبت سے نجات دلاؤں گا اور دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

(راہِ نجات جلد دوئم)

(۱۲-۹) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں وہ پہلا ہوں جس کے لیے زمین شق (پھٹ) ہوگی، مجھے جنتی حُلّہ پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور اس مقام پر میرے بغیر مخلوقات میں سے کوئی نہ پہنچ گا۔'' (راہِ نجات جلد دوئم)

(۱۲-۱۰) مولانا محمد اسماعیل شفیق گھونکی والے اپنی تالیف ''اللہ کے نبی ﷺ قرآن کی نظر میں'' کے صفحہ ۱۳۳ پر مشکوٰۃ باب الشفاعت والحوض کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ حدیث کی اکثر کتابوں خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم میں متعدد طریقوں سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کی ایک مجلس میں فرمایا کہ قیامت کے ہول ناک میدان میں لوگوں کو ایک شفیع کی تلاش ہوگی۔ بالآخر وہ میرے پاس آئیں گے۔ میں عرش کے پاس آؤں گا اور اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا۔ اجازت ملنے کے بعد سجدہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے دل میں وہ الفاظ القا فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کو القا نہ ہوئے۔ بہت لمبا سجدہ کروں گا۔ پھر حکم ہوگا ارفع راسک یا محمد ﷺ ''اے پیارے محمد سر اُٹھائیے۔ مانگیے عطا کرتا ہوں۔ دامن پھیلائیے بھرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں عرض کروں گا۔ ''یا اللہ اُمتی، اُمتی، اُمتی۔'' حکم ہوگا'' جائیے جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اس کو نجات دیتا ہوں۔'' حضور ﷺ نے فرمایا میں خوشی خوشی واپس جاؤں گا۔'' پھر سجدہ میں جاؤں گا۔ حمد و ثناء کروں گا۔ پھر آواز آئے گی۔ میں پھر اُمتی، اُمتی پکاروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا'' جائیے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اسے بخشتا ہوں۔'' حضور نے فرمایا'' میں پھر خوش ہوں گا۔''

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم ایمان ہے اس کو بھی دوزخ سے نکالوں گا۔ پھر آپ ﷺ خوش ہوں گے۔ پھر چوتھی بار سجدہ میں جاؤں گا۔ حمد و ثناء کروں گا۔ پھر آواز آئے گی۔ ''یا احمد سر اٹھائیے، کہیں سنا جائے گا۔ مانگیے دیا جائے گا۔ شفاعت کریں قبول ہوگی۔'' میں عرض کروں گا'' یا اللہ جس نے آپ کی یکتائی کی گواہی دی ہے (کلمہ طیبہ پڑھا ہے) ان کی شفاعت کی اجازت ہو۔'' آواز آئے گی۔ ''اس کا اختیار آپ کو نہیں۔ لیکن مجھے اپنی عزت و کبریائی کی قسم میں جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے مجھے ایک کہا اور اپنے لیے دوسرا معبود نہیں بنایا یعنی جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھا۔

شاید اسی دن کے لیے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے فرمایا تھا۔'' سب اچھے لوگ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور جتنے بھی بُرے ہیں وہ میرے ہیں۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی عظمت اور رفعت مقام کے اظہار کے لیے آپ ﷺ کو شفاعت کا اختیار عطا فرمائیں گے۔

کہا خدا نے کہ بخشش کی بات محشر میں
میرا حبیب ﷺ کرے کوئی دوسرا نہ کرے

(۱۲-۱۱) حرفِ آخر:

(الف) میدانِ حشر کی مصیبتوں سے نجات کے لیے شفاعت ہوگی۔
(ب) جن کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہوگا، اُن کی شفاعت ہوگی۔
(ج) ان کی شفاعت ہوگی جو جہنم میں ڈالے جا چکے ہوں گے۔
(د) جو لوگ گناہوں کی وجہ سے جنت میں جانے سے رُکے ہوئے ہوں گے ان کی جنت میں داخلہ کی شفاعت ہوگی۔
(ذ) جنتوں میں درجات کے بلند کرنے کی شفاعت ہوگی۔
(س) جو لوگ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے ان کی شفاعت ہوگی۔
(ش) جن لوگوں نے حضورِ اکرم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی ان کی شفاعت ہوگی۔
(ل) جنت کے دروازے کھلوانے کی شفاعت ہوگی۔
(م) جن لوگوں نے زندگی میں اذان کا جواب دیا ان کی شفاعت ہوگی۔

(و) ان کافروں کے عذاب میں کمی کی شفاعت ہوگی جنہوں نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت کی۔

(ی) خواص اولیاء کرام کی شفاعت ہوگی۔

(۱۲۔۱۲) عام مومنین اور اہلِ مدینہ کی شفاعت کا فرق:

عام مومنین کے لیے تو شفاعت گنہگاروں کے لیے ہوگی اور اہلِ مدینہ کی بلاؤں اور آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے ہوگی۔ جیسے غزوات میں آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے خصوصاً غزوہ اُحد میں اور یہ بھی کہ حضورِ اقدس ﷺ اہلِ مدینہ پر گواہ بنیں گے اور باقیوں کے لیے شفیع بنیں گے۔ گواہی درجات بڑھانے اور اکرام و اعزاز کے لیے ہوگی اور شفاعت گناہ گاروں کے لیے مخصوص ہوگی۔ بعضوں کے لیے دونوں ہوں گی۔ مثلاً عرش الٰہی کے سایہ میں ہونا یا نور کے منبروں پر ہونا وغیرہ۔ (ماخوذ از عملیات و تعویزات از صوفی محمد ندیم محمدی، قادری، چشتی، نقشبندی)

المختصر نبی رحمت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مسلم اُمّہ کے لیے دعا کا اختیار عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ اختیار اپنی حیاتِ طیبہ میں استعمال فرمایا۔ آپ ﷺ اپنی قبرِ مبارک میں زندہ ہیں اور اُمتیوں کی دور و نزدیک سے فریاد سن کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دادرسی کرتے ہیں۔ یہ عمل آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ قیامت میں آپ اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔



دسواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے اسمِ مبارک کی فضیلتیں و برکتیں اور آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی

محسنِ انسانیت جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنی بہو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے فخرِ کائنات کا نام رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتوں کا نزول ہو، انہوں نے فرمایا'' میں اس بچے کے انوار و برکات دیکھ کر محسوس کرتی ہوں کہ میرے دل پر میرا اختیار نہیں ہے۔ مائیں اپنے ہونے والے لاڈلوں کے بے شمار نام سوچتی ہیں۔ آکاش (آسمان، بلندی) ذہن پر صرف نام ''محمد'' ہی آتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اِسْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَآءِ.

(۱) اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے، ہمارے سردار محمد ﷺ کے نامِ مبارک پر درمیان تمام ناموں کے۔

مُلّا علی قاری نے کیا خوب فرمایا'' الاسماء تنزل من السماء '' نام تو آسمانوں سے اُترتے ہیں۔
(شرح مقدمہ مشکوٰۃ)

(۲) تواریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم مسیحا کا یہی نام نامی اسمِ گرامی ''محمد'' آپ کے دادا جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رکھا۔ محمد کے لغوی معنی ''بہت تعریف کیا گیا یا نہایت سراہا گیا'' کے ہیں۔ آپ کے اسمِ مبارک محمد ﷺ کی فضیلتیں، بڑائی، بزرگی، برتری اور کمالات بے شمار ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اِسْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَآءِ.

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کے نامِ مبارک پر درمیان تمام ناموں کے۔

(۳) علمائے لغت و محققین نے اسمِ محمد کے مختلف معنی لکھے ہیں۔ لفظ محمد کے معنی مجموعہ خوبی ہے۔ محمد کا ترجمہ بھی کیا گیا'' جس کی تعریف کبھی ختم نہ ہو''۔ ''تعریف کے بعد تعریف، توصیف کے بعد توصیف ہوتی رہے۔ جس کی تعریف و توصیف بے اختیار کی گئی ہو اور جس کا جُزو جُزو قابلِ تعریف ہو۔''

چوتھی صدی ہجری کے محدث حافظ بکیر بغدادی علیہ الرحمۃ نے محمد اور احمد کے فضائل پر ایک مستقل کتاب

لکھی ہے۔ عربی لغت کی اس کتاب کا نام ''قاموس'' ہے۔ ''قاموس'' میں ہے کہ محمد وہ ہیں جن کی تعریف بار بار ہوتی رہے اور کبھی ختم نہیں ہوتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی صُوْرَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الصُّوَرِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کی صورت مبارک پر درمیان تمام صورتوں کے۔

(۴) قاضی عیاض اور حافظ سید الناس عیون الاثر فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے عرب و عجم کے دلوں پر اور زبانوں پر ایسی مُہر لگا دی کہ کسی کو حضور اکرم ﷺ سے قبل محمد اور احمد کے نام رکھنے کا خیال تک نہ آیا، ماسوائے پانچ یا چھ محمد ناموں کے جنہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ اسی بنا پر تو اہلِ قریش نے تعجب سے سوال کیا تھا کہ ''اے سردارِ مکہ عبدالمطلب! یہ منفرد نام آپ نے کیوں منتخب کیا''۔ (الشفاء جلد اول/فتح الباری)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کی روحِ مبارک پر درمیان تمام روحوں کے۔

اسمِ محمد ﷺ کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام کائنات سے زیادہ تعریف و مدحت کے لائق اور مستحق ہیں، اور سب سے زیادہ اور سب سے اچھی ستائش و عقیدت اور تعریف کے حق دار اور بلا مبالغہ صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَلْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کے پاک دل پر درمیان تمام دلوں کے۔

(۵) امام مالک نے فرمایا کہ ''اہلِ مکہ کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ جس گھر میں محمد ﷺ نام والا ہوتا ہے، وہ گھرانہ پھلتا پھولتا ہے، اور ان کو اور ان کے پڑوسیوں کو زیادہ رزق دیا جاتا ہے۔ (الشفاء ص ۱۰۵)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جب تک (دنیا میں) نماز باقی ہے۔

(۶) چنانچہ بعض خاندانوں میں تو مسلسل ''محمد'' ہی نام رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ تیونس کے ایک عالم باعمل ایمن ابو البرکات محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن، محمد بن محمد بن، محمد (چودہ پشتوں تک محمد ہی نام رکھا) نے مدینہ طیبہ میں کافی زمانہ گزارا، جب وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو سیدِ دو عالم ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ ''تو نے کس طرح ہماری جدائی گوارا کر لی۔ چنانچہ واپس لوٹے اور وہیں ۷۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔ (رحمتِ عالم ص ۲۵۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الْبَرَکَاتُ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جب تک (دنیا میں) برکتیں باقی ہیں۔

(۷) سمرقند کے شہر ''ماکردین'' میں ایک قبرستان ہے، جس کا نام ''تربۃ المحمدین'' ہے (یعنی محمد نام والوں کی قبریں) اس قبرستان میں صرف انہی مرحومین کو دفن کیا جاتا ہے جن کے نام میں محمد ﷺ کا کلمہ ہو۔ چھٹی صدی ہجری تک اس قبرستان میں چار سو سے زائد صاحب تصنیف و اُفتاء اور اہلِ علم مدفون ہوئے۔ جب ۵۹۳ھ میں شیخ الاسلام بُرہان الدین مرغینانی (صاحبِ ہدایہ) کا انتقال ہوا تو ان کو بھی اس قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ ملی، کیوں کہ ان کے نام میں محمد کا مبارک کلمہ نہیں تھا۔ (الجواہر جلد اول صفحہ ۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کے جسم پاک پر درمیان تمام جسموں کے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کی قبرِ پاک پر درمیان تمام قبروں کے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی تُرْبَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی التُّرَابِ

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کی قبر کی مٹی پر درمیان تمام قبروں کی مٹی کے۔

(۸) حدیث شریف میں ہے کہ جس کا نام محمد ہے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (مقدمہ الہدایہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اِسْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَآءِ.

ترجمہ: اے اللہ رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کے نامِ مبارک پر درمیان تمام ناموں کے۔

(۹) قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا:

قیامت کے دن ایک اعلان ہوگا ''جس کے نام میں محمد کا کلمہ ہے وہ جنت میں چلا جائے۔

(الشفاء جلد اول صفحہ ۱۰۵)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے اپنی بہترین مخلوق (تخلیق) ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر سب پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل نازل ہو۔

(۱۰) تحفظ عصمت اسمِ محمد ﷺ:

علامہ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قریشِ مکہ میں سے کافر لوگ سید دو عالم ﷺ کا اسمِ گرامی محمد اپنی زبان سے نہ لیتے تھے، کیونکہ اس میں تعریف و مدح کا ظہور ہے بلکہ جب کوئی بات سید دو عالم ﷺ کے متعلق کہنا چاہتے تو یوں کہتے " فعل اللہ بمذمم کذا " تو سید دو عالم ﷺ نے اس اسمِ مبارک کے تحفظ کی ایک صورت یہ بیان فرمائی کہ میں تو محمد (ﷺ) ہوں اور وہ مذمم کی بات (برا بھلا کہنا) کرتے ہیں۔ (فتح الباری۔ جلد دوئم)

﴿ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اِسْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَآءِ. ﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کے نام مبارک پر درمیان تمام ناموں کے۔

(۱۱) حضور انور ﷺ کے اسمِ گرامی میں وہ محبوبیت اور کشش ہے جو دوسرے کسی نام میں نہیں۔ آج دنیا میں جس نام کو عزت، عظمت، محبت اور کثرت سے لیا جاتا ہے وہ صرف اور صرف اسمِ محمد ﷺ ہے۔

حتیٰ کہ قبر میں بھی جب سچے مسلمان سے حضور سید دو عالم کے متعلق پوچھا جائے گا تو وہ تین بار محمد، محمد، محمد، کہے گا، حالانکہ ایک بار کہنا ہی کافی ہو سکتا ہے۔ اس اسمِ مبارک کے تین بار کہنے کی وجہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ نورالحق نے یہ بیان فرمائی ہے۔

"یہ مسلمان اس مبارک نام کو تین بار کہے گا یا تو تاکید کے لیے اور یا اس لیے کہ اسے اپنے محبوب ﷺ کا نام لینے میں ایمانی لذت حاصل ہوگی۔" (تیسیر القاری جلد اول صفحہ ۵۲)

﴿ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمَّتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاُمَمِ. ﴾

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کی اُمت پر درمیان تمام اُمتوں کے۔

(۱۲) نبی برحق کے اسمِ مبارک محمد ﷺ کی خوبی اور وصف یہ ہے کہ آپ ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھا گیا بلند کیا گیا، قبولِ شفاعت کیا گیا اور لوح و قلم میں کھدا ہوا ہے۔

اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط

(۱۳) اللہ تعالیٰ نے اسمِ محمد ﷺ اور ذکرِ رسول کو بلندی عطا فرمائی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

(الم نشرح۔۴)

تفسیر اس حکمِ الٰہی کی اس طرح ہے کہ " آخرت دنیا سے بہتر ہے کیونکہ وہاں آپ کے لیے مقامِ محمود (بنی اسرائیل ۷۹) وحوضِ مورود و خیر موعود (وہ شے جس کا اقرار یا وعدہ کیا گیا ہو) اور تمام انبیاء و رُسل پر تقدم (آگے بڑھنا، کسی سے زمانے، سلسلے یا اہمیت میں) اور آپ ﷺ کی اُمت کا تمام اُمتوں پر گواہ ہونا اور آپ ﷺ کی شفاعت سے مومنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہا عزتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آتیں اور مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ کے لیے بہتر و برتر ہیں گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجات بلند فرمائے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ساعت بساعت آپ ﷺ کے مراتب ترقیوں پر رہیں گے۔ (کنز الایمان)

(۱۳۔الف) اس آیت مبارک کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کا ذکر بلند فرما رہے ہیں۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے حکم پر بلند کیا جا رہا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کا ذکر روزانہ کتنے درجے بلند کیا جاتا ہے اور قیامت تک کتنے درجے بلند کیا جاتا رہے گا بلکہ قیامت قائم ہونے کے بعد بھی میدانِ حشر میں مقامِ محمود پر آپ ﷺ کا ذکر بلند ہوتا رہے گا۔ اس لیے آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی و معراج کو کسی پیمانے سے ناپنے کا انسانوں کے پاس کوئی آلہ نہیں ہے۔

(۱۳۔ب) آپ ﷺ کی رفعت، عظمت اور تقدس پر مُہر تصدیق ثبت کر کے قرآن نے تمام بلندیوں کو آپ ﷺ کے درجات اور مقامات سے نیچے کر دیا۔ افضل البشر ﷺ اس آیتِ کریمہ کی تشریح میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"میرے پاس جبرئیلِ امین علیہ السلام آئے اور یہ کہا کہ آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کا ذکر کس طرح بلند کیا؟" حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ارشاد فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا میرے ساتھ آپ ﷺ کا بھی ذکر ہوگا۔" (فتح الباری جلد ۸)

اسلامی عقائد اور شریعت مطہرہ میں توحید باری تعالیٰ کے ساتھ اگر رسالت محمدی ﷺ کی شہادت نہ دی جائے تو ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ ایمان لانے کیلئے، ایمان پر قائم رہنے کے لیے لازم ہے کہ مقامِ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و بلندیوں کو تسلیم کیا جائے۔ پھر یہ خطوط بھی خود ہی شریعتِ مطہرہ نے استوار کر دیے۔ کلمہ طیبہ ہو، کلمہ شہادت ہو، اذان ہو یا دوسری لسانی عبادات ہوں آپ ﷺ کا ذکر عالی ساتھ ساتھ ہی مذکور ہے۔

صرف حضور اکرم ﷺ ہی کے اسمِ مبارک کو یہ مقام و مرتبہ حاصل ہے اور عرش تا فرش اس اسمِ شریف سے اُجالا ہے۔ فرش پر نام محمد ﷺ کے ذکر کے کیا کہنے۔ عرش کا بھی سن لیجئے۔ قصور بہشت پر، درختانِ بہشت کے پتوں پر، عرش معلیٰ کے پایوں پر اور فرشتوں کی چشم و ابرو پر آپ ﷺ کا اسمِ مبارک لکھا ہوا ہے۔

جدید کمپیوٹر کی تحقیق کے مطابق ہر انسان کے جسم میں سانس کی نالی میں خالقِ کائنات کے نام کے ساتھ سردارِ دوجہاں ﷺ کا نام نامی اسمِ گرامی یوں کندہ ہے: لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ.

(ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی جلد ۱۰، شمارہ ۱۶، تحقیق: ڈاکٹر اشراف الدین جدہ، تحفظِ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا صفحہ ۱۱۷ـ۱۱۸)

(۱۴) تلاوتِ قرآن، درود شریف کے ورد، اذان اور نماز کی ادائیگی میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ کا ذکر بلند ہوتا رہتا ہے۔

(۱۵) تلاوتِ قرآن میں مسلمان تیس (۳۰) پاروں کی تلاوت کرتے ہیں۔ ان پاروں میں ایسی سورتیں بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو آپ ﷺ کے عہدوں یعنی اے رسول، یا نبی کہہ کر پکارا ہے۔ اور ایسی سورتیں بھی تلاوت کی جاتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے (بغیر آپ کا نام لیے) بہت لاڈ و پیار سے اپنے نبی ﷺ کو اے مدثر، اے مزمل، یٰسین، طٰہٰ اور اسی طرح دوسرے القاب سے مخاطب فرما کر آپ ﷺ کا ذکر بلند فرمایا ہے۔ خانہ کعبہ اور مسجدِ نبوی میں حج کے موقع پر روزانہ قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔ لاکھوں حاجی ۳۵ روزہ قیام میں تلاوتِ قرآن کے ذریعے سے اور بڑے بڑے اسلامی مراکز، مساجد اور ذکر کی محفلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کا ذکر بلند کرتے رہتے ہیں اور یہ ذکر رہتی دنیا تک یوں ہی جاری و ساری رہے گا۔ قرآن کی تلاوت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ کتنی مرتبہ نبی برحق کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکرِ مقدس کے ساتھ نبی آخر الزماں ﷺ کا ذکر ہزاروں سالوں سے جاری ہے اور جاری رہے گا۔

(۱۶) سورۂ احزاب میں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ (فرشتے) درود بھیجتے ہیں غیب کی خبریں بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"۔

لاکھوں مسلمان (نماز کے علاوہ) روزانہ لاتعداد مرتبہ نبی آخر الزماں ﷺ پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس عمل کے ساتھ ملائکہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ ﷺ پر ہر آن ہر لمحہ درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تعداد نہیں بتائی روزانہ کتنے فرشتے اللہ کے محبوب ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اس وقت دنیا کی آبادی سات ارب ہے۔ ہر انسان پر روزانہ دو فرشتے اعمال لکھنے کے لیے مقرر فرمائے جاتے ہیں۔ اگر یہ سب فرشتے اپنے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ، اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ پر درود شریف بھی بھیجتے ہیں تو روزانہ چودہ ارب درود و سلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی کا ذکر بلند کیا جاتا ہے۔ مدینہ شریف میں روزانہ ستر ہزار ملائکہ آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر فرائض انجام دیتے ہیں۔ اگر یہ ملائکہ

صرف ایک مرتبہ درود و سلام ورد کریں تو ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے پیارے محبوب کا ذکر بلند ہوتا ہے، لیکن ان ملائکہ کا کام صرف آپ کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام ورد کرنا ہے۔ اس لیے صحیح تعداد معلوم نہیں کہ کتنی مرتبہ یہ ورد ہوتا ہے۔

(۱۷) خدائے واحد پر ایمان لانے کے لیے لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ بلکہ یہ اقرار کرتے رہنا چاہیے۔ کلمہ طیبہ کے بطور وظیفہ ورد کے بہت زیادہ فیوض و برکات ہیں۔ کلمہ توحید محمد رسول اللہ کہنے سے مکمل ہوتا ہے محمد اللہ کے رسول ہیں کی ادائیگی سے آپ کے رسولِ خدا ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول یا نبی، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ عہدے ہیں اور سب سے بڑے عہدے ہیں، ان عہدوں کی نسبت سے آپ ﷺ کے اعلیٰ مراتب کا اظہار ہوتا ہے، جیسے دنیاوی عہدے مراتب کا ذریعہ ہیں۔ بے شمار مسلمان روزانہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ نبی برحق کا ذکر بلند کرتے رہتے ہیں۔

(۱۸) ہر نماز سے پہلے اذان ضروری ہے۔ نماز قائم کرنے سے پہلے اذان دی جاتی ہے۔ ہر مسجد میں روزانہ پانچ مرتبہ اذان دی جاتی ہے، ہر اذان میں دو مرتبہ رسول اللہ کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ بلند ہوتا ہے۔ "اشھد ان محمد رسول اللّٰہ" پانچ نمازوں میں دس مرتبہ اللہ کے رسول کا ذکر بلند ہوتا ہے۔ ہر نماز قائم کرنے سے پہلے اقامت یا تکبیر کہی جاتی ہے۔ پانچوں نمازوں میں پانچ مرتبہ اقامت کہی جاتی ہے۔ ہر تکبیر میں دو مرتبہ اشھد ان محمد رسول اللّٰہ کہا جاتا ہے۔ اس طرح کسی ایک مسجد میں پانچ نمازوں میں ۲۰ مرتبہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر بلند ہوتا ہے اگر پاکستان میں پانچ لاکھ مساجد ہوں تو ۵،۰۰،۰۰۰ × ۲۰ = ۱،۰۰،۰۰،۰۰۰، روزانہ ایک کروڑ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اس کے حبیب کا ذکر بلند ہوتا ہے۔ یہ سب تخمینے ہیں صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

(۱۸۔الف) اسی طرح نماز میں بھی اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے۔ تفصیلات کچھ اس طرح ہیں۔ عام طور سے ہم دو رکعت والی نماز، تین رکعت والی نماز یا چار رکعت والی نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۸۔ب) اگر آپ دو رکعت والی نماز پڑھ رہے ہیں تو آخری رکعت میں تشہد یا التحیات ایک مرتبہ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اے نبی آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اور ایک مرتبہ "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" یعنی نبی محترم کا نام نامی اسمِ گرامی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ دو مرتبہ بلند کیا جاتا ہے اور چار مرتبہ آپ ﷺ کے اسمِ بابرکت کا ذکر درودِ ابراہیمی میں بلند ہوتا ہے یعنی محمد ﷺ نام چار مرتبہ آتا ہے۔ اس طرح دو رکعت والی نماز میں کل چھ مرتبہ حضور ﷺ کا ذکرِ مبارک ہوتا ہے۔

(ج) اسی طرح تین رکعت والی نماز میں دو مرتبہ التحیات پڑھی جاتی ہے لہٰذا حضور اکرم ﷺ کا ذکرِ مبارک ۴ مرتبہ آتا ہے اور پھر چار مرتبہ (ایک مرتبہ کے ورد سے) درودِ ابراہیمی میں کل چار مرتبہ اسمِ محمد ورد ہوتا ہے اس طرح کل آٹھ مرتبہ آپ ﷺ کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی طرح چار رکعت والی نماز میں بھی کل آٹھ مرتبہ اسمِ محمد مع آپ کے عہدہ نبوت کے ورد کیا جاتا ہے۔

(د) ہر نماز کی کیفیت کچھ اس طرح ہے۔

نماز	تفصیل	کل
(۱) نمازِ فجر:	۲ سنت میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ فرض میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	کل ۱۲ مرتبہ
(۲) نمازِ ظہر:	۴ سنت میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۴ فرض میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ سنت میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ نفل میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	کل ۲۸ مرتبہ
(۳) نمازِ عصر:	۴ سنت میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۴ فرض میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	کل ۱۶ مرتبہ
(۴) نمازِ مغرب:	۳ فرض میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ سنت میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ نفل میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	کل ۲۰ مرتبہ
(۵) نمازِ عشاء:	۴ سنت میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۴ فرض میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ سنت میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ نفل میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۳ وتر میں ۸ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	
	۲ نفل میں ۶ مرتبہ ذکرِ رسول ﷺ ہوتا ہے۔	کل ۴۲ مرتبہ

اس طرح ہر نماز کی تعداد کچھ اس طرح ہے۔

(ع) نمازِ فجر میں ۱۲ مرتبہ ذکرِ محمد ﷺ بلند ہوتا ہے۔

نمازِ ظہر میں ۲۸ مرتبہ ذکرِ محمد ﷺ بلند ہوتا ہے۔

نمازِ عصر میں ۱۶ مرتبہ ذکرِ محمد ﷺ بلند ہوتا ہے۔

نمازِ مغرب میں ۲۰ مرتبہ ذکرِ محمد ﷺ بلند ہوتا ہے۔

نمازِ عشاء میں ۴۲ مرتبہ ذکرِ محمد ﷺ بلند ہوتا ہے۔

کل ۱۱۸ مرتبہ ذکرِ محمد ﷺ بلند ہوتا ہے۔

(غ) ۱۱۸ مرتبہ ذکرِ محمد کی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ بلندی سے یہ مراد ہے کہ ہر مسلمان نمازی جو پانچ وقت نماز کا اہتمام کرتا ہے وہ ۱۱۸ مرتبہ روزانہ ذکرِ محمد ﷺ کرتا ہے۔ اس میں تہجد کی نماز، اشراق کی نماز اور چاشت کی نماز شامل نہیں۔ اس وقت دنیا کی آبادی سات ارب کے لگ بھگ ہے۔ اس آبادی میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، مسلمان تقریباً ایک ارب پچاس کروڑ کے قریب ہیں۔ ان میں سے ۲۰ فیصد کے قریب نمازی ہیں یعنی ۱،۵۰،۰۰،۰۰،۰۰۰x۲۰=۳۰،۰۰،۰۰،۰۰۰ (تیس کروڑ) مسلمان روزانہ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریزی کرتے ہیں۔ آئیے حساب لگائیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ نماز میں محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر کتنی مرتبہ ہوتا ہے۔
۳۰،۰۰،۰۰،۰۰۰x۱۱۸=۳۵،۴۰،۰۰،۰۰،۰۰۰ (پینتیس ارب چالیس کروڑ) دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ روزانہ تیس کروڑ نمازی پانچوں وقت نماز ادا کر کے محمد عربی ﷺ کا پینتیس ارب چالیس کروڑ مرتبہ ذکر بلند کرتے ہیں۔

(ف) تلاوتِ قرآن، درود و سلام کے ورد، اذان اور نماز کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کے مبارک ذکر کے ساتھ اس کے پیارے حبیب کا اربوں کھربوں کے حساب سے روزانہ ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہ ہمارے پیارے نبی مکرم ﷺ کے سب سے اولیٰ و اعلیٰ نبی ہونے کی ٹھوس دلیل ہے، کیونکہ دنیا کی کوئی طاقت یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ ان کے کسی لیڈر یا نبی کا اس کثرت سے ذکر ہوتا ہے یا ہوتا تھا۔ یہ خالقِ کائنات کی ذات بابرکات کی اپنے محبوب ﷺ سے محبت کا بہترین ثبوت ہے کہ محمد ﷺ سب سے افضل و بہترین نبی اور رسول ہیں۔

خدا کا ذکر کرے ذکرِ مصطفیٰ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے



گیارہواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا قربِ خاص عطا فرمایا:

(ا) حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ عرض کیا "اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا دیجیے" جواب ملا "موسیٰ تم ہمارا دیدار نہیں کر سکتے۔" جب رب تعالیٰ نے دیدار کے بجائے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی صرف تجلّی دکھائی تو بے ہوش ہو گئے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں کسی بھی نبی یا رسول کے بارے میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ اللہ عزوجل نے اپنا دیدار کرایا ہو۔

(ا۔ب) یہ اعزاز و رتبہ صرف ہمارے پیارے نبی محمد رسول ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا، حالانکہ رسولِ کریم ﷺ نے شرفِ باریابی کے لیے باقاعدہ درخواست نہ کی۔ اس واقعہ کو معراج کا نام دیا گیا۔ صحیح روایات کے مطابق ماہ رجب کی ستائیسویں شب کو حضور اکرم ﷺ مکہ معظمہ سے بیت المقدس بذریعہ بُراق تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت جبرائیل امین کی معیت میں آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے اپنے رب سے محوِ گفتگو ہوئے۔ معراج کے لغوی معنی اوپر چڑھنے یا درجہ اعلیٰ یا مرتبہ بلند ہونا یا وہ درجہ جس سے زیادہ تصور میں نہ آ سکے۔ خاص الخاص معنی رسولِ عربی محمد ﷺ کا آسمان پر جانا اور تجلّیاتِ الٰہی کا نظارہ کرنے کے ہیں۔ قرآن ناطق ہے:

(ا۔ج) سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام (مکہ معظمہ) سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔

(۲) اس آیتِ مبارک میں ربِ کریم نے تین باتیں ارشاد فرمائیں:

(۲۔۱) لفظ سبحان: یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ عجیب و غریب اور خرقِ عادت (عام حالات سے ہٹ کر) نشانیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ یہ دلیل ہے اس امر کی کہ رسولِ عربی ﷺ کو جسم عنصری کے ساتھ حالت بیداری مین معراج کرائی گئی، ورنہ خواب کوئی ایسی چیز نہیں جس پر سُبحان کا اطلاق ہو۔

(۲۔۲) لفظ عبد کا اطلاق کیا گیا ہے اور زندہ انسان کے لیے عبد کا اطلاق جسم اور روح دونوں کے مجموعے پر آتا ہے، اگر حضور اکرم ﷺ کو جسم عنصری کے ساتھ معراج نہ کرائی گئی ہوتی تو اسریٰ بعبدہٖ کے بجائے اسریٰ بروح عبدہٖ بولا جاتا۔ (الشفاء قاضی عیاض)

(۲۔۳) مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) سے مسجدِ اقصیٰ تک کے سفر کو اللہ تعالیٰ نے لفظ اسریٰ (سیر) سے تعبیر فرمایا اور اسریٰ رات کی اس سیر کو کہتے ہیں جو جسم اور روح کے ساتھ ہو۔

(۲۔۴) معراج النبی ﷺ کا ذکر قرآنِ کریم میں سورہ بنی اسرائیل کے علاوہ سورہ "النجم" اور سورہ "تکویر" میں بھی ملتا ہے۔ معراج کے تین حصے ہیں۔

(الف) مسجدِ حرام (مکہ معظمہ) سے مسجدِ اقصیٰ تک

(ب) مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک

(ج) سدرۃ المنتہیٰ سے بارگاہ رب العالمین تک

(۳) علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے شرح المواہب جلد اول ص ۳۵۵ پر لکھا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی معراج شریف کی حدیثیں پینتالیس (۴۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، ان ہی احادیث کی روشنی میں معراج النبی ﷺ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۴) رسول مقبول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"میں لیٹا ہوا تھا کہ تین فرشتے آئے اور مجھے بیدار کر کے میرا پیٹ چاک کیا اور میرا دل سونے کے تھال میں رکھ کر زمزم کے پانی سے خوب دھو کر ایمان و حکمت سے پُر کر کے سی دیا۔ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا ایک جانور جس کو بُراق کہتے ہیں میری سواری کے لیے پیش کیا گیا۔ جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے، وہاں تک اس کا ایک قدم ہوتا ہے۔ پھر مجھے بیت المقدس لے جایا گیا۔ بُراق اس جگہ باندھا گیا جہاں دوسرے انبیاء کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور تمام انبیاء اور رسولوں کو خداوند تعالیٰ نے وہاں میرے لیے جمع فرما دیا تھا۔ حضرت جبرائیل کے ارشاد کے مطابق میں نے دو رکعت نماز پڑھانے کے لیے تمام انبیاء کی امامت کی"۔

(۴۔الف) پھر وہاں سے بُراق کے ذریعے پہلے آسمان تک گئے۔ حضرت جبرائیل نے دروازہ کھولنے کو کہا۔

دربان نے پوچھا کون ہے؟ کہا "جبرائیل"۔ دربان نے کہا "ساتھ کون ہے" فرمایا "حضرت محمد ﷺ ہیں"۔ پوچھا گیا کیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ان کو بلایا گیا ہے۔" حضرت جبرائیل نے کہا "ہاں" پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے علیک سلیک اور ملاقات ہوئی۔ انہوں نے صالح نبی اور نیک بیٹے کے ساتھ تعبیر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آؤ بھگت کی۔

(۴۔ب) وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازے سے سابق طریق سے اجازت طلب کرنے کے بعد پہنچے۔ وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے نبی صالح اور الاخ الصالح سے خطاب کرتے ہوئے مرحبا کہا۔

(۴۔ت) پھر تیسرے آسمان کے دروازہ سے طریق مذکور سے اجازت چاہی گئی، وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو سلام کیا اور ان کی حسین ترین صورت دیکھنے میں آئی۔ انہوں نے بھی صالح بھائی اور صالح نبی کہہ کر استقبال کیا۔

(۴۔ج) پھر چوتھے آسمان پر اسی طرح اجازت سے گئے۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے۔ جبرائیل کے کہنے پر ان کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی دوسرے انبیاء کی طرح مبارک دی۔

(۴۔د) پھر وہاں سے پہلے کی طرح پانچویں آسمان پر اذن طلب کرنے کے بعد پہنچے۔ وہاں حضرت ہارون علیہ السلام کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی مرحبا سے یاد کیا۔

(۴۔س) پھر چھٹے آسمان پر گئے۔ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جب ہم ان سے رخصت ہونے لگے تو ان کی رونے کی آواز آئی۔ رونے کی وجہ پوچھی گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "یہ نوجوان نبی میرے بعد دنیا میں آیا اور اس کی اُمت میری اُمت سے کہیں زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوگی۔"

(۴۔ی) پھر ہم ساتویں آسمان پر گئے۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انہیں سلام عرض کیا۔ انہوں نے ابن صالح اور نبی صالح کے الفاظ سے یاد کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

(۵) پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر سدرۃ المنتہیٰ مجھے لے جایا گیا۔ وہاں بیری کے پتے جو دیکھے تو ہاتھی کے کان کی مانند تھے اور اس کا پھل قبیلہ ہجر کے مٹکوں کی طرح تھا۔ وہ مقام احکامِ خداوندی کے لیے ہیڈ کوارٹرز کی مانند ہے۔ وہاں سے احکام نازل ہوتے اور اوپر آتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام وہاں سے اُترتے اور چڑھتے ہیں۔ وہاں سونے کے پروانوں نے اس کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ وہاں سے چار نہریں پھوٹتی ہیں۔

دو باطنی جو جنت میں جاتی ہیں اور دو ظاہری نیل اور فرات۔ وہاں سے مجھے بیت المعمور لے جایا گیا، جہاں ہر روز ستر (۷۰) ہزار فرشتے عبادت کے لیے آتے ہیں۔ پھر ان کو دوبارہ وہاں آنے کا موقع نہیں ملتا۔ مجھے وہاں تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک دودھ کا، دوسرا شراب کا اور تیسرا شہد کا۔ میں نے دودھ کے پیالے کو قبول کرلیا۔ مجھے ارشاد ہوا کہ آپ نے حسنِ انتخاب میں کمال کردیا۔ دودھ سے دین فطرت مراد ہے۔ اگر آپ خمر وغیرہ لے لیتے تو آپ کی اُمت بہک جاتی۔ (تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا)

(۶) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو وحی کی جو اس نے وحی کی۔ سدرۃ المنتہیٰ کو یہ نام کیوں دیا گیا اس کی وجہ امام نووی نے یہ بتائی ہے کہ ملائکہ کا علم اس "سدرہ" تک انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور اس کے آگے ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ کوئی نہ جا سکا، اس لیے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے۔

(الف) آسمان کے ساتوں طبقوں کو چڑھتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ سے کہیں اعلیٰ مقام تک آپ تشریف لے گئے۔

(ب) آسمان کے سب بسنے والے فرشتے اور برگزیدہ انبیاء آپ ﷺ کی پیروی میں رہے۔

(ت) جبرائیلِ امین علیہ السلام آپ کے رفیقِ سفر رہے اور پھر یہ دونوں حضرات نور کے سمندر سے گزر کر بلند رفعتوں تک پہنچے۔

(ٹ) حضرت جبرائیل نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ اور آگے بڑھیں اپنی منزل کی جانب میں تو اپنی بلند آسمانوں کی آخری منزل تک پہنچ چکا۔

(ج) آپ ﷺ تنہا عالمِ انوار شق کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں اور جس رُخ پر جا رہے ہیں حجابات اُٹھتے جاتے ہیں۔

(د) آپ ﷺ کی تعظیم میں فرشتے آپ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں جہاں آپ جاتے ہیں، فرشتے آپ کے ساتھ جاتے ہیں۔

(س) بارگاہِ ذوالجلال میں آپ ﷺ حاضر ہوتے ہیں آپ کا رب آپ کو آواز دیتا ہے "اے افضل الخلق مجھ سے قریب ہو جا اور آپ قربِ خاص میں پہنچ گئے۔

(ش) پھر آپ ﷺ اس قدر قریب ہوئے کہ قاب قوسین دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔ اس مقام پر پہنچ کر آنکھ نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی۔

(ی) اس قُربِ خاص میں حبیب کریم ﷺ پر ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے بعد حضرت

اُٹھا دیے۔ مسجدِ اقصیٰ کو آپ ﷺ کے پیشِ نظر کر دیا۔ آپ اسے دیکھتے جاتے اور ایک ایک جگہ اور در و دیوار کی کیفیت بیان کرتے جاتے۔ نتیجہ کے طور پر کفارِ مکہ کو یہ بات ماننی پڑی کہ آپ نے مسجدِ اقصیٰ کے بارے میں تمام سوالات کے صحیح جواب دیے ہیں۔

(ج۔ج) اس کے علاوہ نبی ﷺ نے کچھ ایسی علامتیں بھی بتائیں جو آپ ﷺ کی صداقت کی شاہدِ عدل ہیں۔ مثلاً ایک ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ آپ کا گزر بنوفلاں کے قبیلہ پر سے ہوا اس وقت وہ لوگ سفر پر روانہ ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے اہلِ قریش کو قافلہ کا مقام بتایا، جب آپ ﷺ ابھی بیت المقدس ''شام'' کے راستے میں تھے پھر واپسی پر مقام ''ضجنان'' کے قریب اس قافلہ کو پایا اس وقت وہ لوگ سو رہے تھے۔ ان کے پاس پانی کا ایک برتن تھا، اس کو انہوں نے کسی چیز سے ڈھک رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے ڈھکن ہٹا کر اس سے پانی پیا پھر اسے ڈھک دیا۔ مخبر صادق ﷺ نے مزید خبر دی کہ فلاں دن یہ قافلہ طلوع آفتاب کے وقت واپس پہنچ جائے گا اس قافلہ کے آگے ایک خاکستر رنگ کا اونٹ ہوگا۔

پھر جب یہ دن آیا اہلِ قبیلہ اس قافلہ کے استقبال کے لیے باہر نکلے، ان میں سے ایک شخص نے کہا: ''اللہ کی قسم یہ سورج طلوع کر رہا ہے اور دوسرے نے کہا یہ قافلہ بھی آپہنچا۔ انہوں نے پھر قافلہ کے لوگوں سے ان چیزوں کے بارے میں سوالات کیے جن کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی تھی۔ تو قافلہ والوں نے بعینہٖ وہی واقعات دہرائے جو آپ ﷺ نے بیان فرمائے تھے۔ (الاسراء والمعراج)

(۸) رسول اللہ ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی یہ کوئی خواب نہ تھا:

قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ سے معراج جسمانی کا ثبوت اس باب کے شروع میں ہی پیش کر دیا گیا ہے۔ اب معراج جسمانی کے متعلق جمہور اہلِ اسلام کا عقیدہ سن لیجیے:

(الف) حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ ''اکثر علماء کرام اور جمہور سلف و خلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حالتِ بیداری میں جسمِ عنصری کے ساتھ معراج کرائی گئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۱۳)

(ب) علامہ بغوی کے مطابق ''اکثر کا مذہب یہی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو حالتِ بیداری میں اپنے جسم اطہر کے ساتھ معراج کرائی گئی، اس پر بے شمار صحیح حدیثیں موجود ہیں۔'' (معالم ۵، ص ۱۰۷)

(ت) علامہ عینی اور حافظ ابنِ حجر رحمہما اللہ لکھتے ہیں کہ ''اسراء'' اور ''معراج'' ایک ہی رات میں بیداری کی حالت میں جسمِ اطہر کے ساتھ واقع ہوئی، جبکہ رسول اللہ ﷺ کو نبوت و رسالت مل چکی تھی۔ یہی جمہور

محدثین، فقہاء اور متکلمین کا مذہب ہے اور اس عقیدہ کی دلیل میں کئی صحیح اور ظاہر المعنیٰ احادیث موجود ہیں۔ (عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۷۹۔ فتح الباری جلد ۷، ص ۱۱۷)

(ج) امام نووی لکھتے ہیں کہ ''حق بات تو یہ ہے کہ جس پر جمہور سلف اور متاخرین فقہاء، محدثین اور متکلمین متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو حالتِ بیداری میں جسمِ مبارک کے ساتھ معراج کرائی گئی اور یہ واقعہ نبوت کے بعد کا ہے کیونکہ اس پر اجماع (اتفاق) ہے کہ نمازیں معراج کی رات فرض کی گئیں اور نماز کی فرضیت نبوت کے بعد ہوئی۔'' (نووی، شرح صحیح مسلم جلد ۱ ص ۹۱)

(د) معراج جسمانی کے اثبات پر چند اور دلائل:

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں حطیم میں تھا کہ معراج جسمانی کا واقعہ سن کر مشرکین ہر طرف سے اُمڈ آئے اور انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ نشانیاں اور علامتیں پوچھیں، مجھے وہ نشانیاں معلوم نہ تھیں۔ مجھے اس وقت اتنی پریشانی لاحق ہوئی کہ زندگی بھر کبھی ایسی پریشانی لاحق نہ ہوئی تھی۔ اتنے میں حق تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے بیت المقدس کا نقشہ میرے سامنے کر دیا۔ مخالف مجھ سے جو سوال کرتے میں دیکھ کر بتلاتا جاتا۔'' (صحیح بخاری جلد ۱، ص ۵۴۸، صحیح مسلم جلد ۱، ص ۹۶)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مشرکین کو یہ بتایا گیا تھا کہ آپ کو حالتِ بیداری میں معراج کرائی گئی اور اس پر تعجب کرتے ہوئے انہوں نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ اگر یہ معاملہ خواب یا کشف کا ہوتا تو مشرکین کو امتحان لینے کی ضرورت پیش نہ آتی بلکہ جو کچھ سنا تھا اس پر صاد کرتے۔

(س) حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے واقعہ معراج جب اہلِ مکہ کو سنایا تو مطعم نے کہا کہ ''اب تک آپ کا معاملہ ٹھیک تھا۔ سوائے اس بات کے، جواب کہہ رہے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہو (العیاذ باللہ) ہم تو اکثر بڑی تیزی سے بھی اونٹوں کو چلائیں تو کہیں دو ماہ میں بیت المقدس جا کر واپس آسکتے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ میں ایک ہی رات میں جا کر واپس آ گیا۔ لات و عزیٰ کی قسم ہے کہ میں تو ہرگز نہ مانوں گا۔''

(تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص ۱۳۹، فتح الباری ج ۷، ۱۵۱)

اس روایت سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ مطعم وغیرہ کو یہی سمجھایا گیا تھا کہ آپ کو حالتِ بیداری میں اللہ تعالیٰ نے معراج کرائی ہے۔ اور یہ چیز اس کی سمجھ میں نہ آسکتی تھی۔ اس لیے اس نے آپ ﷺ کو معاذ اللہ جھوٹا بھی کہا اور قسم کھا کر بزورِ الفاظ میں مخالفت بھی کی۔

(ی) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ سے ایک قافلہ بغرض تجارت شام کو گیا تھا اور وہ واپس آ رہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے براق پر سوار ہو کر جاتے وقت ان کو سلام کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی آواز پہچان لی اور سن لی اور جب قافلہ والے واپس مکہ آئے تو انہوں نے اس بات کی گواہی بھی دی۔ نیز نبی مکرم ﷺ نے معراج سے واپس ہو کر اس قافلہ کی ایک ایک علامت بھی لوگوں کو بتائی تھی اور جب قافلہ واپس آیا تو انہوں نے اس کی بھی تائید کی۔ اس حدیث میں یہ ناقابلِ فراموش مضمون بھی ہے۔

فاتانی ابو بکر فقال یا رسول اللہ این کنت اللیلۃ قد التمستک فی مکانک (شفا، ص ۸۷، تفسیر ابن کثیر ۵، ص ۱۲۶ اور دیگر)۔ "کہ صبح کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ حضرت آپ ﷺ کو رات آپ کے گھر پر تلاش بھی کیا۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے معراج کا مفصل واقعہ بیان فرمایا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں: **ھذا اسناد صحیح** کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔ اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قافلہ والوں کو پہچان کر آپ ﷺ کا سلام کہنا اور ان کا آپ ﷺ کی آواز کو پہچاننا اور پھر مکہ مکرمہ واپس آ کر قافلہ کی علامتیں بتانا اور ان قافلہ والوں کا اہلِ مکہ سے اس کی شہادت دینا۔ نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رات کے وقت آپ ﷺ کو مکان پر تلاش کرنا اور آپ ﷺ کا وہاں موجود نہ ہونا۔ ان میں سے ہر بات یہ گواہی دے رہی ہے، یہ واقعہ خواب اور کشف کا ہرگز نہ تھا بلکہ جسمِ عنصری کے ساتھ حالت بیداری میں وقوع پذیر ہوا تھا۔

(۹) خرقِ عادت اور معجزات کی تصدیق غیر مسلم محققین کے قلم سے:

خرقِ عادت یعنی قانونِ قدرت کے خلاف کسی انوکھی بات کو کہتے ہیں اور کنایۃً نبی کے معجزہ کو خلاف عادت کہا جاتا ہے لیکن معجزہ واقعہ معراج کے بارے میں پروفیسر بکسلے لکھتا ہے۔

"تشفی بخش شہادت کے بعد مجھ کو یہ ماننا پڑے گا کہ پچھلے خیالات غلط تھے اور اس معجزہ کو ممکنات فطرت کی ایک نئی اور خلاف توقع مثال سمجھوں گا۔" (مکالات بکسلے ۵)

پروفیسر ڈاپیر اپنی تصنیف میں رقم طراز ہے:

"اس امر کی ہمارے پاس خاصی شہادت موجود ہے، جس کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ طبعی حوادث اس طرح وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ ان کے تمام معمولی علل و اسباب غائب

ہوتے ہیں مگر اجسام حرکت کرتے ہیں۔ درآں حالانکہ نہ تو کوئی شخص ان کو چھو رہا ہے اور نہ برقی و مقناطیسی عوامل سے پتا چلتا ہے۔ اس کی بھی شہادت موجود ہے۔ ایک نفس خیال کا دوسرے نفس میں بلا کسی وساطت کے پہنچ سکتا ہے۔ اور جس قسم کے واقعات کو معجزہ سمجھا جاتا ہے ان کا وقوع اب غیر اغلب نہیں رہا"۔ ("مادہ، ایتھر، حرکت"، پروفیسر ڈاپیر)

مشہور حکیم کارپنٹر لکھتا ہے:

"قائل مذہب سائنس دان کو یہ ماننے میں کوئی عقلی دشواری پیش نہیں آ سکتی کہ خالق فطرت اگر چاہے تو کبھی کبھی قانونِ فطرت کے خلاف کر سکتا ہے۔"

(سیرت النبی جلد ۳، ص ۱۲۸، تحفظ ناموسِ رسالت اور گستاخ رسول کی سزا)

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے:

(۱) لغت میں ایک لفظ معجز ہے، جس کے معنی "عاجز کرنے والا اور طاقت بشری سے باہر کے" ہیں۔ اسی سے معجزہ بنا ہے۔ اس کے معنی بھی وہ کام جو انسانی عقل و فکر اور طاقت سے باہر ہو یا وہ خلاف قانونِ قدرت بات جو نبی یا رسول سے ظاہر ہو، اگر اسی قسم کی انہونی یا غیر ممکن کام یا فعل اللہ کا کوئی دوست یا ولی انجام دے تو اسے کرامت کا نام دیا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے جن کو جان کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے، لیکن تمام معجزوں میں واقعہ معراج سب سے بڑا معجزہ ہے۔ شبِ معراج میں صاحبِ معراج نبی اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا قربِ خاص عطا فرما کر آپ ﷺ کو شرف، بزرگی، بلندی، برتری اور ترجیح کا وہ عظیم مرتبہ عطا فرمایا جس کا کوئی مقابلہ نہیں اور نہ ہی تاریخ انسانی میں کوئی ایسی مثال ملتی ہے جس سے معلوم ہو کہ کسی نبی یا رسول کو یہ مرتبہ عطا کیا گیا ہو۔ یہ اعزاز بھی صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے کہ سب سے زیادہ معجزے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو عطا فرمائے گئے کہ اگر ان کی تفصیل تیار کی جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ کے عظیم الشان معجزات کا ذکر کرنے سے پہلے یہ جان لینا بھی بہتر ہوگا کہ انبیاء کرام کو کس حد تک معجزے انجام دینے کا اختیار ہے۔

(۲) ارشاداتِ خداوندی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیاء اظہار خوارق و ادراکِ غیب میں با اختیار ہیں۔

(الف) صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مفسرین ومحدثین اور تمام علمائے حق کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اظہارِ خوارق وادراکِ غیب کے اختیارات عطا فرمائے ہیں اور اظہارِ معجزات میں ان کا حکم اور ارادہ بھی شامل ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ (ص-٣٦-پ٢٣)

ترجمہ: تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی (فرماں بردارانہ طریقے سے) جہاں وہ چاہتا۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام جہاں چاہتے تھے (جگہ سے متعلق) ہوا ان کے حکم سے چلتی تھی (اختیار) یعنی ان کے تخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی تھی۔

اس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی یا انبیاء کا اظہارِ معجزہ میں ارادہ اور قدرت تصرّف اور اختیار اور حکم شامل ہوتا ہے۔

(ب) اظہارِ معجزہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ارادہ واختیار شامل ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِىْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۔ (یوسف-٩٣)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پہ ڈالو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۔ (یوسف-٩٦)

ترجمہ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتہ یعقوب کے منہ پر ڈالا۔ اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (دیکھنے لگیں) یعنی آنکھوں میں بینائی لوٹ آئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نابینا سے بینا ہو گئے۔

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے معجزات کا بیان اس طرح فرمایا:

اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّىْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (پ٣-آل عمران-٤٩)

ترجمہ: ''میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں (جو میرے دعوئ نبوت کے صدق کی دلیل ہے) تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں، مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو (جس کا برص عام اور لاعلاج ہو گیا ہو) اور میں مُردے جلاتا ہوں (زندہ کرتا ہوں) اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو، بے شک اس میں تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو''۔

(د) جانداروں کو پیدا کرنا، مادرزاد اندھوں کو بینا کرنا یعنی آنکھیں عطا کرنا، برصِ لاعلاج کو شفاء دینا، مُردوں کو زندہ کرنا اور لوگوں کو ان کے کھانے اور گھروں میں جمع کی گئی چیزوں کا بتانا یعنی غیب کی خبریں دینا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان تمام صفات کو اپنے لیے بیان فرماتے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ اگر نبی سے صفاتِ خداوندی کا ظہور ہو تو وہ معجزہ کہلاتا ہے، جس نبی سے کوئی معجزہ صادر ہو اس میں نبی یا انبیاء کا اپنا ارادہ اور اختیار بھی شامل ہوتا ہے۔

(٣) یہ بات قرآنِ کریم سے ثابت کی جا چکی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہارِ معجزہ میں بعطائے الٰہی مختار ہیں۔ اظہارِ معجزہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حکم اور ارادہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اسی تناظر میں معجزاتِ محمد عربی ﷺ کا احادیث کی روشنی میں ذکر کیا جاتا ہے:

(٣-الف) سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ''اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔'' اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ جو چاہیں اللہ تعالیٰ وہی کر دے۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

(٣-ب) حضورِ اکرم ﷺ کے بلانے پر درخت زمین چیرتا ہوا آیا اور تین بار گواہی دی۔ (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ ''ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا۔ جب قریب ہوا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' وہ بولا ''جو آپ کہتے ہیں اس پر گواہی کون دیتا ہے۔''؟ فرمایا ''یہ درخت خاردار (یعنی ببول کیکر) اسے رسول اللہ ﷺ نے بلایا وہ جنگل کے کنارے پر تھا۔ وہ زمین چیرتا ہوا آیا حتیٰ

کہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس سے حضور اکرم ﷺ نے تین بار گواہی لی اور اس نے تین بار گواہی دی۔ یہ گواہی وہ بدوی اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔ اس کا آنا اور واپس جانا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ بدوی نے حضور ﷺ سے ایک معجزہ مانگا تھا لیکن آپ ﷺ نے اسے دو معجزات دکھائے۔ درخت کا آنا اور جانا اور گواہی دینا۔

(۳۔ت) حضور ﷺ کے حکم پر کھجور کا خوشہ درخت سے اُترا، گواہی دی اور پھر درخت پر جا لگا:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ ﷺ نبی ہیں (یعنی مجھے کوئی معجزہ دکھائیں جس سے میں آپ کی نبوت پہچان لوں)۔ فرمایا اگر میں اس خوشہ کو اس درخت سے بلاؤں تو وہ گواہی دے گا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اُترنے لگا۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گر گیا۔ پھر فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ گیا۔ اس خوشہ (گچھا) کی کھجوریں ایک ایک کر کے آپ ﷺ کے دامن میں گریں پھر اسی طرح اوپر اُٹھ گئیں اور اپنے خوشہ سے لگ گئیں۔ ان کا آنا جانا ہی گویا ان کی گواہی تھا۔ یہ دیہاتی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

(۳۔ج) اظہارِ معجزہ میں رسول اللہ ﷺ کو اختیارِ کامل حاصل ہے:

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ہانڈی پکائی۔ آپ بازو پسند فرماتے۔ کھانے میں، میں نے آپ ﷺ کو بازو دیا۔ پھر فرمایا "مجھے اور بازو دو" میں نے دیا"۔ پھر فرمایا "مجھے اور بازو دو"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کے کتنے بازو ہوتے ہیں؟ (یعنی دو ہی بازو ہوتے ہیں اور وہ میں نے آپ کو پیش کر دیے) تو آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں تجھے کہتا رہتا تو دیتا رہتا۔"

یعنی ہانڈی میں میرے کہنے تک بکری کے بازو پیدا ہوتے رہتے اور نکلتے رہتے کبھی ختم نہ ہوتے۔
(شمائل ترمذی۔ بیہقی۔ ابو یعلی)

(۳۔د) حضور ﷺ کو دفع بلا و الم و عطائے شفاء و صحت کا اختیار حاصل ہے:

حوالہ جات کے لیے دیکھیے رواہ البخاری، مشکوٰۃ۔ حضرت بڑاء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابو رافع (دشمن رسول یہودی کو قتل کرنے کے لیے) ایک جماعت بھیجی تو اس پر حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں اس کے گھر میں گھس گئے وہ سو رہا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے ہی اس کے بالا خانے پر چڑھ گئے اور اس یہودی کو قتل کر دیا۔ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں

نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ میں سے گزر گئی۔ میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر میں دروازے کھولتا ہوا آخری سیڑھی تک پہنچ گیا اور میں سمجھا کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا ہوں حالانکہ ابھی ایک سیڑھی باقی تھی۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا۔ میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ چونکہ میرا پاؤں غلط پڑا میں سمجھا کہ زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں۔ میں بے ڈھب گرا اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اس زمانے میں اس کا کوئی علاج نہ تھا۔ میں نے پگڑی سے پٹی باندھ لی۔ میں اپنے ساتھیوں میں پہنچا وہ مجھے اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا۔ آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی یعنی گویا میری پنڈلی کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔

(۳۔ذ) حضور اکرم ﷺ کے اختیارِ اعجاز کا شاندار مظاہرہ:

صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے کہ جنگِ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے چہرۂ انور پر بھوک کے آثار دیکھے تو کہا میں اپنی بیوی کے پاس گیا میں نے کہا "کیا تمہارے پاس کچھ ہے"؟ میں نے نبی ﷺ کی سخت بھوک دیکھی ہے۔ تو اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع (چار کلو) جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کی پٹھیا (بہت چھوٹی سی بکری) تھی۔ میں نے اسے ذبح کیا۔ میری بیوی نے جَو پیسے حتیٰ کہ ہم نے گوشت ہانڈی میں ڈالا۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا۔ میں نے آپ ﷺ سے چپکے سے سرگوشی سے عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میں اور میری بیوی نے ایک صاع جَو پیسے ہیں یعنی ہمارے گھر میں کھانا تھوڑا سا ہے، اس لیے میں حضور کے کان میں یہ دعوت عرض کر رہا ہوں۔ حضور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ چھوٹی سی جماعت تشریف لائیں۔ (عربی میں نفر دس سے کم جماعت پر بولا جاتا ہے۔) نبی ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتیٰ کہ میں آجاؤں پھر حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو ان کے سامنے آٹا پیش کیا۔ حضورِ انور ﷺ نے آٹے میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی (یعنی آٹے میں برکت ہو گئی) پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں بھی لعاب دہن ڈالا اور برکت ہو گئی۔ پھر فرمایا ایک اور روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے، اور اپنی ہانڈی سے شوربہ نکالو (یہ خطاب حضرت جابر کی بیوی رضی اللہ عنہا سے ہے) "چولہے" سے ہانڈی نہ اتارو۔ مجاہدین ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتیٰ کہ کھانا بچ گیا اور وہ لوٹ گئے اور ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا جیسا کہ تھا پکایا جا رہا تھا۔

کچھ روایات میں چودہ سو افراد کا ذکر ہے۔ وہاں مراد یہ ہے کہ ایک ہزار خندق کھودنے والے مجاہدین تھے اور چار سو وہ حضرات تھے جو مدینہ منورہ کے گھروں بازاروں سے آ گئے تھے۔ بچے اور خواتین بھی اس دعوت میں شامل کر لی گئیں۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اس برکت والے کھانے سے مشرف ہوئے۔

مدینہ منورہ کے بازار میں ایک سبزی فروش اپنی سبزی پر پانی چھڑک رہا تھا اور کہہ رہا تھا " یا برکة النبی تعالیٰ و نزل ثمّ لا ترتحل. "اے نبی کی برکت آ جا، یہاں سما جا، پھر یہاں سے نہ جا۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے پہلے سب کو کھانا کھلایا بعد میں گھر والوں کے ساتھ مل کر خود کھایا اور حضور ﷺ واپس لوٹے تو حضرت جابر کا گھر روٹیوں اور بوٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس واقع میں حضور ﷺ کے لعابِ دہن کے بہت سے معجزات ہیں:

(۱) گوشت کی بوٹیوں میں برکت و کثرت۔

(۲) شوربے کے پانی میں برکت و کثرت۔

(۳) آٹے میں برکت و کثرت۔

(۴) جن لکڑیوں سے یہ چیزیں پکائی گئیں ان میں برکت و کثرت۔

(۵) روٹی پکانے والی کے ہاتھوں میں برکت و کثرت۔

ورنہ اتنی بڑی جماعت کی دعوت کے لیے کئی من گوشت، آٹا اور مرچیں نمک مصالحہ بڑی مقدار میں چاہیے۔ اتنی روٹیاں پکانے کیلئے، بہت پکانے والے اور تنور چاہئیں۔ جیسا کہ شادی بیاہ کی دعوتوں میں بڑے پیمانے پر انتظام کیا جاتا ہے۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ از مفتی احمد یار خاں نعیمی)

''تحفظ ناموس رسالت اور گستاخِ رسول کی سزا'' کے مولف ایچ ساجد اعوان نے اسی قصے کو ذرا مختلف انداز میں لکھا ہے اور اتنا زائد ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو۔ پھر آپ ﷺ نے ہڈیوں کو پیالے کے وسط میں جمع کیا اور ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کلام پڑھا جسے میں نے نہیں سنا۔ ناگاہ وہ بکری کان جھاڑتی ہوئی اُٹھی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنی بکری لے جا''۔ پس میں اپنی بیوی کے پاس آیا وہ بولی'' یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا'' اللہ کی قسم یہ ہماری بکری ہے، جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے بکری کو زندہ کر دیا۔ یہ سن کر میری بیوی نے کہا'' اشهد ان محمدا عبده

و رسوله ٥'' میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ (محمد ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

(خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۶۷)

(۳۔س) حضور اکرم ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے:

بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۶ پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے انہیں دکھا دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا'' رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا پہاڑ کے نیچے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ ۲۱)

حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ بالیقین جانتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرتِ تصرّف عطا کر رکھی ہے کہ آپ ﷺ انگلی کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر سکتے ہیں۔ اسی لیے نبی محترم نے چاند کو انگلی سے اشارہ فرمایا اور چاند فوراً دو ٹکڑے ہو گیا۔ اگر آپ ﷺ خود میں یہ قدرت تصرّف نہ پاتے تو کفارِ مکہ کے سوال کے جواب میں معجزہ دکھانے سے انکار فرما دیتے اور صاف فرما دیتے کہ میں یہ نہیں کر سکتا۔

(۳۔ش) حضورِ اکرم ﷺ نے انگشتانِ مبارک سے پانی کے چشمے جاری فرما دیے:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے'' فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ڈول (کنویں سے پانی بھرنے کا برتن) تھا۔ جس سے حضورِ اکرم ﷺ نے وضو کیا، پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے۔ بولے ہمارے پاس پانی نہیں، جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سوا اس پانی کے جو آپ ﷺ کے ڈول میں ہے، پھر نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں ڈال دیا تو پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے پیا اور وضو کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم لوگ کتنے تھے؟ فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو پانی کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو (۱۵۰۰) تھے۔''

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن پندرہ سو تھے، مگر پانی کے جوش اور کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے اور وضو و غسل کے لیے کافی تھا۔ واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو تمام حاجات کے حاجت اور ہر مشکل کے مشکل کشاء سمجھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ

نے اپنے ارادہ اور اختیار کو اُجاگر کرنے کی خاطر صحابہ کرام کو یہ فرما کر مایوس نہ کیا کہ اگر تمہارے پاس پانی نہیں تو براہِ راست اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ میرے پاس کیوں آئے ہو؟ میں تمہیں پانی کہاں سے لاکر دوں۔ اور اپنے اختیارِ اعجاز کا اظہار فرمایا اور اپنے ہاتھ مبارک کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرما کر سب کو سیراب فرمادیا۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

(۳۔ص) حضور اکرم ﷺ نے مجاہد صحابی رضی اللہ عنہ کے گہرے زخم کو شفایاب فرمایا:

صحیح بخاری کی روایت ہے۔ حضرت یزید ابنِ ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سلمہ ابنِ اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا "اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے؟" (یعنی یہ زخم کب اور کہاں لگا) انہوں نے فرمایا "یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا سلمہ شہید ہوگئے پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تین بار دم فرمایا، حضور ﷺ کے دم فرماتے ہی زخم ٹھیک ہوگیا، تو مجھے اس وقت تک تکلیف نہیں ہوئی، یعنی پھر مجھے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

(۳۔ض) رسول اللہ ﷺ کے اختیار اور قدرت تصرّف کی شان کا اعجاز:

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ کے دوران آنکھ میں تیر لگا۔ آنکھ کا ڈھیلا پھوٹ گیا اور ان کے رُخسار پر لٹک گیا۔ لوگوں نے اس لٹکے ہوئے ڈھیلے کو کاٹ دینا چاہا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لیے بغیر کاٹو۔ جب رسولِ محتشم ﷺ سے اجازت چاہی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا مت کاٹو۔ پھر حضور ﷺ نے اپنی ہتھیلی اس لٹکے ہوئے ڈھیلے پر رکھ کر (خانہ چشم میں) دبادی تو وہ ڈھیلا پہلے کی طرح ٹھیک ہوگیا۔ اور ان کی یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن ہوگئی۔ اس حدیث کو امام بغوی اور امام ابو یعلیٰ نے روایت فرمایا اور دار قطنی اور ابنِ شاہین نے بھی روایت کیا۔ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور حافظ الحدیث ہیثمی نے "مجمع الزوائد" جلد ۸ صفحہ ۲۹۷ میں اور امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا۔

(۳۔ط) حضور اکرم ﷺ نے کٹے ہوئے بازو کو بدن سے جوڑ دیا:

غزوۂ بدر میں جنگ کے دوران عکرمہ بن ابو جہل نے حضرت معاذ بن عمرو بن الجموح کے کندھے پر تلوار کا وار کیا۔ جس سے ان کا بازو کٹ گیا اور کھال سے لٹک گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اسی حال میں لڑتا رہا۔ کٹا ہوا بازو میری پشت پر لٹک رہا تھا۔ لڑنے میں مخل ہوا تو میں نے اس پر پاؤں رکھ کر کھینچا اور جسم سے الگ کردیا۔

مواہب الدنیہ میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بازو کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جیسا کہ حضرت قاضی عیاض نے محدّث ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کٹے ہوئے بازو کو اس کے مقام پر رکھ کر اس پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ بازو پہلے کی طرح جُڑ گیا اور صحیح و درست ہوگیا۔ یہ واقعہ امام محدّث زرقانی نے بیان کیا۔ ابنِ اسحاق کی اُسناد اور طریقہ حاکم سے۔

(۳۔ظ) جنگِ بدر میں حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ غیر مسلح خالی ہاتھ ہوکر رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ تازیانہ کھجور کی لکڑی کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا اسے دے کر فرمایا "اس سے وار کر، حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ وہ ایک اعلیٰ قسم کی فولادی تلوار ہے، وہ تلوار عمر بھر ان کے پاس رہی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۳۱)

حجة الله على العالمين کے صفحہ ۴۳۱ پر ہے۔ جنگ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ اپنے ہاتھ سے ان کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ انہوں نے وہ ٹہنی پکڑی تو وہ ایک عمدہ تلوار تھی۔

(۳۔ع) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے فرمایا "میری ہتھیلی میں رسولی تھی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ رسولی ہے جو بڑھ گئی ہے۔ یہ مجھے تکلیف دیتی ہے کیوں کہ یہ تلوار کا دستہ پکڑنے میں حائل ہوتی ہے، اور سواری کی باگ ڈور پکڑنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔" تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میرے قریب آ" میں حضور ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے میری ہتھیلی کھول کر اس پر دم فرمایا پھر اپنا ہاتھ رسولی پر رکھ کر اپنی ہتھیلی سے اسے مسلتے رہے یہاں تک کہ رسولی ختم ہوگئی اور میں نے پھر اس رسولی کا کوئی نشان تک نہ دیکھا۔ (رواہ الطبرانی وذکرہ الحافظ الہیثمی فی مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۹۸)

(۳۔غ): بچہ کی پیدائش کے دن حضور ﷺ نے اس سے پوچھا میں کون ہوں؟ وہ بولا آپ رسول اللہ ﷺ ہیں۔!

حضرت فہد بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا، وہ اسی دن پیدا ہوا تھا، حضور ﷺ نے اس سے فرمایا "میں کون ہوں؟" اس نے کہا "رسول اللہ ﷺ" پھر بڑا ہونے تک اس بچہ نے کبھی کلام نہ کیا اور حضرت معرض بن معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، "میں نے نبی ﷺ سے عجیب بات دیکھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ انہوں نے بھی اسی طرح ذکر کیا جیسے اوپر لکھا ہوا ہے۔ اور وہ حدیثِ مبارکہ الیمامہ کی ہے جو حدیث شاصونہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نام

ہے اس کے راوی کا اور اس روایت میں ہے۔ "پس نبی کریم ﷺ نے اس بچے کو فرمایا۔ تو نے سچ کہا، اللہ تیرے منہ میں برکت دے۔ اس کے بعد اس بچے نے بڑے ہونے تک کلام نہ کیا وہ بچہ "مبارک الیمامہ کے نام سے موسوم ہوا اور یہ واقعہ مکہ میں حج وداع میں ہوا۔ (الشفاء بعریف حقوق المصطفےٰ ﷺ، مولفہ قاضی عیاض، جلد ا صفحہ ۲۱۱)

(۳۔ف) حضور ﷺ کے بلانے پر مدفون لڑکی قبر سے باہر نکلی اور حضور ﷺ سے ہم کلام ہوئی:

الشفاء قاضی عیاض جلد ا صفحہ ۲۱۱ کے حوالے سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کو یہ واقعہ سنایا کہ اس نے اپنی بیٹی کو فلاں وادی میں گڑے میں دیا (دفن کر دیا) تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ اس وادی میں تشریف لے گئے اور اس لڑکی کا نام لے کر اسے آواز دی۔ کہ اے فلاں لڑکی باذن اللہ میرے بلانے کو قبول کر تو وہ لڑکی لبیک و سعدیک کہتی ہوئی قبر سے باہر نکل آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لڑکی سے فرمایا تیرے ماں باپ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ اگر تو پسند کرتی ہے، اپنے ماں باپ کے پاس رہنے کو تو میں تجھے ان کے پاس لوٹا دوں؟ وہ بولی "مجھ کو ان کے پاس رہنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا۔

(راہِ ایمان جلد سوئم از مولانا محمد رمضان علی قادری)

(۳۔ق) حضور ﷺ کے توسل سے مُردہ زندہ ہوگیا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "انصار میں ایک نوجوان نے وفات پائی۔ اس کی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ ہم نے اس نوجوان کو کفنا دیا، ابھی دفنایا نہیں تھا، اور اس کی ماں کو پُرسا دیا۔ ماں نے کہا "میرا بیٹا مرگیا؟" ہم نے کہا "ہاں"۔

یہ سن کر اُس کی اندھی ماں نے یوں دعا مانگی۔ "یا اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیری اور تیرے نبی ﷺ کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مشکل میں میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کی مجھے تکلیف نہ دے"۔ ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اس نوجوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا۔

(مواہب الدنیہ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے)

(۳۔م) طبیب اعظم ﷺ کے سینے پر ہاتھ پھیرنے سے دیوانے کا جنون جاتا رہا۔ ابن ابی شیبہ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ "نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت اپنے پاگل لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے زور سے قے کی۔ اس کے پیٹ سے کُتے کے کالے پلّے

کی طرح کی ایک چیز نکلی۔ اس کے بعد ہی وہ لڑکا اچھا ہوگیا اور اس کا جنوں جاتا رہا۔

(مسند احمد۔ بیہقی۔ تحفظ ناموسِ رسالت اور گستاخ رسول کی سزا)

(۴) اب تک جتنے بھی معجزوں کی تفصیل آپ نے پڑھی، ان سب کا تعلق نبی برحق ﷺ کی حیات طیبہ سے ہے۔ ایسے معجزات بھی ہیں، جو رسولِ مقبول ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بعد رونما ہوئے۔ یہ معجزات یا تو عالم خواب میں واقع ہوئے یا حالتِ بیداری میں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ وصال ظاہری کے بعد زندہ ہیں، اور یہ زندگی حیاتِ جاوداں ہے۔ اس لیے سید الانبیاء ﷺ عطائے الٰہی سے ایسے معجزے مسلم اُمّہ کی بھلائی اور رہ نمائی کے لیے قیامت تک ظاہر فرماتے رہیں گے۔ چند معجزے درج ذیل ہیں۔

(۴۔الف) ایک روز حضرت مجدّد الف ثانی، امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے گئے۔ اس مقبرہ میں آپ کی قرابت دار ایک عورت بھی مدفون تھی۔ اس کی قبر کے مقابل دیر تک کھڑے رہے۔ اس کو مغضوب (جس پر غضب یا عتاب ہو) تو متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ دفع عذاب کی کوئی صورت نہیں۔ پھر اپنے آباء واجداد کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ کچھ نہ کر سکے۔ حضرت خواجگان کی طرف متوجہ ہوئے وہ تشریف لائے مگر دفع عذاب نہ ہوا۔ آخر میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف بہ صد نیاز متوجہ ہوئے۔ آپ ﷺ تختِ نبوت پر سوار تشریف لائے۔ تختِ محمدی ﷺ کا ظاہر ہونا تھا کہ قبر رحمت کے پھولوں سے بھر گئی۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دعا دی کہ اللہ تجھے راحت پہنچائے کہ میرے ایک اُمّتی نے عذاب سے نجات پائی۔

(نور العارفین صفحہ ۲۳۸ تا ۲۳۹۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی، حصہ اول)

(۴۔ب) ایک شخص نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ اچانک ایک شخص آیا، جسے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص ہمیں بُرا بھلا کہتا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اسے ڈانٹا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان کو تو نہیں میں تو اس (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کو بُرا بھلا کہتا ہوں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو ہلاک ہوگیا، کیا وہ میرا صحابی نہیں؟ آپ ﷺ نے تین بار یہ بات فرمائی۔ پھر ایک نیزہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ اس کے سینے میں اُتار دو۔ انہوں نے اسے نیزہ مارا۔ صبح بیدار ہو کر جب میں اس کے گھر کی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ رات کو اس کے سینے میں درد ہوا اور وہ مرگیا۔ اس کا نام راشد کندی تھا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۸، سیرت النبی بعد از وصال النبی، حصہ پنجم)

(۴۔ج) کوئی ثناء یا دعا درود کے بغیر مکمل نہیں ہوتی:

حضرت مولانا محمد بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص تشہد (التحیات) میں درود شریف پڑھنا بھول گیا۔ رات کو خواب میں سید العرب وعجم جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم تشہد میں درود پڑھنا کیوں بھول گئے۔ اس نے کہا کہ میں التحیات میں ثناء باری تعالیٰ میں مشغول رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ کوئی ثناء یا دعا اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک درود نہ پڑھا جائے خواہ کوئی شخص ساری کائنات کی نیکیاں اکٹھی کر لے ان میں اگر درود شامل نہیں تو وہ کارآمد نہیں ہوتیں۔

(آبِ کوثر۔ درود وسلام اور خیر الانام۔ ع۔م۔ چوہدری)

ذکرِ نبی میں دن جو گزرے، وہ دن سب سے بہتر ہے
یادِ نبی میں رات جو گزرے، اس سے بہتر رات نہیں

(۵) اور اب چند معجزے بحالتِ بیداری:

مولانا اشرف علی تھانوی نے ''الابقا'' میں بیان کیا ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول کانپوری (یوپی، بھارت) ''رسول نما'' کے لقب سے مشہور تھے کیونکہ آپ کی یہ کرامت تھی کہ ہر شخص کو بیداری (جاگتے ہوئے) میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی زیارت کرادیا کرتے تھے۔ (مواعظ اشرفیہ)

(۵۔الف) دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی بزرگ حاجی سید محمد عابد نے مولانا اشرف علی تھانوی سے فرمایا کہ ایک بات کہتا ہوں، جسے میری زندگی میں ظاہر نہ کرنا۔ میں نے حالتِ بیداری میں حرمِ مکہ مکرمہ میں بعض انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی ہے۔ (مشائخ دیوبند)

(۵۔ب) مولانا حبیب اللہ بیجاپوری (بیجاپور، بھارت) کئی مرتبہ مدینہ منورہ گئے اور حضور انور ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک طویل قصیدہ بھی کہا جس میں ایک شعر اس مفہوم کا ہے: میں نے حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت بحالتِ بیداری کی اور آپ ﷺ نے مجھے اپنے قریب بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا۔

(نزہۃ الخواطر)

(۵۔ج) شیخ سماء الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب میں تفسیر لکھ رہا تھا تو بسم اللہ کے ب سے والناس کے س تک نبی مکرم ﷺ کا حلیہ اقدس طرفۃ العین کے لیے بھی میری ظاہری نگاہ سے دور نہیں ہوا۔ (اذکار ابرار۔ از فضل احمد)

(۵۔د) ۲۷ویں رمضان المبارک کو ہم نے مسجدِ نبوی ﷺ کی دوسری منزل پر نمازِ ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد نعت خواں بشیر نقش بندی نے مجھے گلے لگا کر زار و قطار رونا شروع کر دیا اور بتایا کہ مجھ پر کرم خاص ہو گیا ہے جیتے جاگتے حضور سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ ایسے بھی ہیں جو تمام عمر یہ آرزو لیے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ (سید انور قدوائی کے مضمون ''رحمتوں کے سایہ میں'')

(۵۔س) حضرت شیخ موسیٰ زدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بحالتِ بیداری حضرت رسول اللہ ﷺ کی بہت زیارت ہوتی تھی اور ان کے اکثر کام آنحضرت ﷺ کی اجازت سے ہوتے تھے۔ (الطبقاتِ الکبریٰ از علامہ عبدالوہاب شعرانی)

(۵۔ش) ''سکینۃ الاولیاء'' میں حضرت میاں میر قدس سرہٗ کے وصال کے تذکرہ میں ہے کہ جب آپ کا وقتِ رخصت آیا تو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ حضرت میاں میر اپنے آقا ﷺ کے استقبال کے لیے چارپائی سے نیچے اتر آئے اور فرمایا" الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ".

(۵۔ص) جناب بشیر احمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ عین اس وقت بیداری میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی جب قائد اعظم کی تدفین کراچی میں ہو رہی تھی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ خود تشریف لائے ہوئے ہیں اور اپنے مبارک ہاتھوں سے قائد اعظم کو لحد میں اُتار رہے ہیں اور فرما رہے ہیں'' یہ میرا پیارا ہے۔'' (رسالہ نظرِ کرم)

(۵۔ض) محمد نجھے خان (۱۸۷۱ء۔۱۹۸۰ء) کا لاہور کے ایک زرگر خاندان سے تعلق تھا۔ ڈیزل جنریٹروں اور بجلی کے کاموں کو سرانجام دے کر روزی کماتے تھے۔ نو برس کی عمر میں پہلی بار آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ سچی لگن نے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مدینہ طیبہ کا باسی بنا دیا۔ وہیں وفات پائی اور جنت البقیع میں قیامت تک کے لیے محوِ استراحت ہیں۔ فرماتے تھے کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھتا ہوں۔ مدینہ طیبہ میں حاضر ہونے والے ہر اس شخص پر برس پڑتے جو کلین شیو (ڈاڑھی منڈا) ہوتا۔ فرماتے ''کس منہ سے اس مقدس شہر میں آئے ہو؟ حضور اقدس ﷺ کی سنت پر عمل پیرا نہیں ہوا اور آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری دینا چاہتے ہو، شرم کرو۔'' (بارہ عاشقانِ رسول ﷺ)

(۵۔ع) ایک بزرگ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دیدار جاگتے میں کیا کرتے تھے اور شہر فاس میں بیٹھے ہوئے مدینہ منورہ کی خوشبو سونگھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حج بیت اللہ کے لیے گئے اور زیارتِ روضہ رسول (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) کے لیے پہنچے تو ان کی حالت خراب ہو گئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں چاہتا کہ آپ کے

پاس پہنچ کر شہر فاس واپس جاؤں۔ اس پر حضورِ اقدس ﷺ کی قبر مبارک سے آواز آئی ''اگر میں قبر کے اندر بند ہوں تب تو جو آئے یہیں رہ پڑے اور اگر میں اُمت کے ساتھ ہوں جہاں کہیں وہ ہو، تو تمہیں اپنے وطن واپس چلے جانا چاہیے۔'' (ابریز کا اردو ترجمہ خزینہ معارف، حصہ دوئم) (زیارتِ نبی بحالتِ بیداری)

(۵۔غ) اس سے معلوم ہوا کہ سید البشر ﷺ اپنے اُمتیوں کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں۔ اس کی مثال آج کے سائنسی دور میں بڑی آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔ ٹیلی ویژن سے وجودِ حقیقی اور وجودِ مثالی کا فرق بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ حقیقی وجود (بدن) ایک جگہ ہے اور اس کا مثالی وجود لاتعداد جگہ ٹیلی ویژن سیٹ پر نظر آرہا ہے۔ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری نے فیض الباری جلد اول میں فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا دوسرے مقامات پر نظر آنا بالکل درست ہے۔ آپ ﷺ کبھی وجودِ مثالی کے ساتھ اور کبھی وجودِ حقیقی کے ساتھ عالمِ بیداری (یعنی جاگتے ہوئے) میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

حضرت مجددالف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''کوئی باری تعالیٰ کا مقرّب بن کر دائرہ امکان سے قدم باہر رکھتا ہے تو وہ ماضی اور مستقبل کو برابر پاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے شبِ معراج کو حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دیکھا اور طوفانِ نوح کو بھی اسی طرح بپا دیکھا۔ آپ ﷺ نے جسمِ اطہر اور اپنی مبارک آنکھوں سے یہ سب کچھ ملاحظہ فرمایا تھا۔ یعنی آپ ﷺ کی یہ حالت جسمانی تھی اور روحانی بھی۔ (مبدا المعاد)



بارہواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حیاتِ جاویداں عطا فرمائی

(۱) کل نفسٌ ذائقة الموت کے معنی دنیا کی ہر شے فانی ہے۔ ہر شخص نے اپنے وقتِ مقررہ پر اس دنیا سے چلے جانا ہے۔ جب روح تن سے جدا ہو جائے تو جسم کے تمام کام رک جاتے ہیں۔ عرفِ عام میں اسے موت کا نام دیا جاتا ہے۔ موت فنا کا نام نہیں بلکہ مرنے والا دوسری زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ اس منتقل ہونے کو برزخ میں جانا کہتے ہیں۔ برزخ کے معنی پردہ یا آڑ ہے۔ عام انسان قیامت تک پردہ یا آڑ میں رہے گا۔ (سورۃ المومنون آیت ۱۰۰) اس کی آخرت کی زندگی کا آغاز اس وقت ہوگا جب تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

(۲) مرحومین دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے حساب (اکاؤنٹ) میں برائیاں زیادہ اور نیکیاں کم یا صرف برائیاں ہی برائیاں ہوتی ہیں۔ نکیرین کے سوال و جواب کے بعد ان پر عذاب کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ ان کی لاش کو طرح طرح کے کیڑے مکوڑے کھانا شروع کر دیتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ ایسے لوگوں کی لاش ہڈیوں کے ڈھانچے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(۲۔الف) دوسرے قسم کے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ، اللہ کے دوست، ولی اور مقرّب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب انہیں نیک اعمال، تقویٰ اور پرہیزگاری سے حاصل ہوتا ہے۔ انہیں یا تو قبر میں ہر قسم کی سہولتیں حاصل ہوتی ہیں، اگر سہولتیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کے اجسام تا قیامت قبر کے اندرونی اور بیرونی تغیر و تبدل سے محفوظ رہتے ہیں۔ آپ نے کئی ایسے واقعات دیکھے ہوں گے کہ جب کسی بھی وجہ سے کسی مقرّب بندے کی قبر کھودی گئی تو صاحبِ قبر کو ایسے لیٹے ہوئے پایا جیسے ابھی ابھی دفن کیے گئے ہیں۔ اس قسم کے واقعات کبھی کبھی سامنے آتے رہتے ہیں۔

(۲۔ب) ایک ایسا ہی واقعہ حضرت محمد بن سلیمان جزولی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ آپ حضور اکرم ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ نبی محترم ﷺ کی محبت میں آپ نے درود شریف کی عمدہ کتاب ''دلائل الخیرات'' لکھی۔ آپ کے مریدین کی تعداد بیس (۲۰) ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ آپ کا انتقال ۸۷۰ھ میں بمقام ''سوس'' واقع ملک بربر میں ہوا۔ پھر ستر (۷۰) سال بعد ایسا ہوا کہ مراکش کے بادشاہ نے آپ کی نعش مقام سوس سے منتقل کرا کے

قبرستان ''الفردوس'' واقع مراکش میں عالی شان قُبّہ (گنبد) والی قبر میں دفنایا۔ جب نعش قبر سے نکالی گئی تو بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی۔ جس پر زمین کا اثر بالکل نہیں ہوا بلکہ سر اور داڑھی کے بال اسی روز کے بنے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ بعض حاضرین نے انگلی سے چہرہ مبارک کو دبایا تو خون اپنے مقام سے سرک گیا اور جب انگلی کو ہٹایا تو اپنے مقام پر آگیا۔

(۲۔ج) شارح دلائل الخیرات نے اعجوبہ کے عنوان سے ایک سچا قصہ بیان فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں سیدنا عبد اللہ والدِ محترم سرورِ عالم ﷺ کا جسمِ مبارک صدیاں گزرنے کے باوجود محفوظ و مامون پایا گیا۔

کراچی ۲۲ جنوری ۱۹۷۸ء (نمائندہ جنگ) یہاں موصول ہونے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آں حضرت ﷺ کے والد عبد اللہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کا جسمِ مبارک، جس کو تقریباً چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، بالکل صحیح سالم حالت میں برآمد ہوا، علاوہ ازیں صحابیِ رسولِ مقبول ﷺ دیگر چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسمِ مبارک بھی اپنی اصلی حالت میں پائے گئے اور صحابیِ رسولِ مقبول ﷺ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسمِ مبارک بھی اپنی اصلی حالت میں پایا گیا جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام سے دفنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ اجسام کے چہرے نہایت ہی تر و تازہ اور اپنی اصلی حالت میں تھے۔ اس واقعہ سے پتا چلا اللہ تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے قاعدوں کلیوں سے ہٹ کر جو چاہے کر سکتا ہے۔

(۳) یہ تو ہوئی اللہ کے مقبول و مبرور بندوں کی بات کہ ان کے اجسام قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ اب آتے ہیں ان شہیدوں کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں مر گئے یا مارے گئے۔ ان کو مردہ کہنے سے منع فرمایا گیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ شہیدوں کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں اور شہید ہیں کیونکہ شہید زندہ ہوتا ہے۔ سورہ آلِ عمران کی آیت ۱۶۹ اس بات کی گواہ ہے۔ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ان کو ہرگز مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، ان کو رب کے پاس سے رزق دیا جاتا ہے''۔ قبروں میں شہیدوں کی یہ زندگی حقیقی ہے یا مجازی اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی زندگی حقیقی ہے۔ اس کی وضاحت بھی قرآنِ کریم سے ہوتی ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۴ میں ہے۔

''اور اللہ کی راہ میں شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے، شہیدوں کی اس زندگی کو سمجھنے یہ کیا ہے؟ بعض کے نزدیک یہ ہے کہ قبروں میں ان کی روح واپس بھیج دی جاتی ہے اور وہ وہاں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

پاتے ہیں اور بعض کے نزدیک انہیں جنت کی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔ حدیث سے ایک اور ہی بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ ان شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ اور سینوں میں داخل کر دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتی پیتی رہتی ہیں۔ (فتح القدیر، بحوالہ صحیح مسلم)

(۴) غور کا مقام یہ ہے کہ شہدا کو یہ فضیلت اور اعزاز کس وجہ سے حاصل ہوا، یہ اس لیے کہ انہوں نے انبیاء و رُسل کی تعلیمات پر یقین کرتے ہوئے ان کے تحفظ اور دین کی سلامتی کے لیے جان قربان کی اور ان کی تعلیمات سے پیچھے نہ ہٹے تو جب شہدا کو قرآنِ مجید نے مردہ کہنے سے منع کر دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام جن کے مراتب شہید سے کہیں بلند و بالا ہیں، ان کی حیات بعد از وصال بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔

(۵) حیات بعد از وصال کیا ہے؟ اس کے لیے کسی فلسفے کے مطالعے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں قرآنِ کریم سے راہ نمائی حاصل کرنا چاہیے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاتِ طیبہ کے بعد موت یعنی وصال کے دو اہم واقعات قرآنِ کریم میں ملتے ہیں۔

(۵۔الف) قرآنِ مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ جب آپ پر موت طاری کی گئی تو ان کا جسم لاٹھی کے سہارے ایک سال تک کھڑا رہا اور مٹی کی دست بُرد سے محفوظ رہا۔ عام انسانی لاش یا نعش کو کیڑے مکوڑے یا چیونٹے اور چیونٹیاں چمٹ جاتے ہیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جسم ڈھانچے میں تبدیل ہو جاتا ہے جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی کو گھُن (ایک قسم کے کیڑے) نے کھا لیا لیکن ان کے جسمِ مبارک کو کسی چیز نے نقصان نہیں پہنچایا یہ حیات النبی کی بعد از (موت) وصال کی ایک واضح دلیل ہے۔

(۵۔ب) اسی طرح قرآنِ کریم میں حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ آیا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۵۹ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آرام کی غرض سے سو گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سو سال تک سوتے رہے۔ ان کے جسم کو کسی قسم کے حشرات اور کیڑوں مکوڑوں نے نقصان نہیں پہنچایا، جبکہ ان کے گدھے (جس پر آپ سواری کرتے تھے) کا گوشت پوست گل سڑ چکا تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ آپ کا وہ کھانا جو سفر کے لیے ساتھ لائے تھے وہ ویسے کا ویسا ہی تازہ حالت میں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ پر سو سال تک نیند طاری رکھی اور جب آپ کو سو سال تک مردہ (نیند) کی حالت میں رکھنے کے بعد زندہ کیا تو آپ نے کہا کہ میں ایک دن یا اس سے بھی کم عرصہ سویا ہوں۔ بتایا گیا کہ نہیں سو سال تک سوتے رہے۔ یہ دونوں مناظر قبر کے باہر کے ہیں۔ قبر کے اندر بھی ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ کسی ایک عمل کے لیے دو

الگ الگ حالتیں یا اصول نہیں ہو سکتے۔

(۵۔ج) حضورِ اقدس ﷺ نے معراج کے موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا۔ جیسا کہ مسلم شریف کی صحیح حدیث میں ہے۔ یہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ درست ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

(فضائل درود، شیخ الحدیث مولانا زکریا)

شارح بخاری علّامہ نور الحق دہلوی نے فرمایا، یہ بات مخفی نہ رہے کہ آنحضرت ﷺ کا انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اور ان کے ساتھ کلام کرنا، بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی ذات اور جسموں کے ساتھ دیکھا ہے اور یہ عقیدہ تمام علماء کرام کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام موت کا مزہ چکھ لینے کے بعد اسی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔

(تیسر القاری۔ شرح بخاری)

(۵۔د) دراصل انبیاء کرام علیہم السلام کی موت نیند کی طرح ہوتی ہے اور بعد از موت یا وصال، روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے جیسا کہ حیاتِ طبعی میں نیند میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے اجسام قبر میں اسی طرح محفوظ و سلامت رہتے ہیں، جیسے آپ نے مختلف انبیاء کے حالات و واقعات پڑھے۔ مٹی انہیں نہیں کھاتی، ان کی روح کا تعلق جسم سے رہتا ہے اور وہ زندہ ہوتے ہیں۔

(۶) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کہ مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود و سلام فوراً مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ کے انتقال کے بعد بھی۔'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' میرے انتقال کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔'' (سنن ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح)

(۶۔الف) ایک اور جگہ فرمایا ''اُمت کے اعمال ہر روز حضور ﷺ کے رُوبرو پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اعمالِ خیر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور نالائقوں کے لیے استغفار فرماتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی: سورہ نحل آیت ۸۹)

(۶۔ب) سرکارِ مدینہ اہلِ محبت کا درود و سلام خود سنتے ہیں:

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ ''دلائل الخیرات'' میں فرماتے ہیں کہ حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ جو آپ ﷺ پر غائبانہ درود شریف پڑھتے ہیں یا وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور وہ

لوگ جو آپ ﷺ پر درود شریف پڑھیں گے تو ان کا آپ کے ہاں کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہلِ محبت کا درود شریف میں خود سنتا ہوں اور ان کے علاوہ کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔''

(دلائل الخیرات۔ فیضانِ سنت۔ باب فیضان درود و سلام)

اس دلیل میں بھی حضورِ اکرم ﷺ کے قبرِ مبارک میں زندہ ہونے کا واضح اشارہ پایا جاتا ہے۔

(۶۔ج) مدینہ منورہ میں اُموی گورنر مَروان بن الحکم روضہ اقدس ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص قبرِ انور سے چمٹا ہوا پڑا ہے۔ مروان نے اس کی گردن پکڑ کر اٹھایا اور کہا کہ اے شخص تجھے کچھ خبر ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ اس شخص نے سر اٹھا کر جواب دیا کہ ہاں! میں خوب جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اے مروان! میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے دربارِ گوہر بار میں حاضر ہوں۔ اے مروان! جب پرہیزگار لوگ حاکم بنیں تو رونے کی کوئی بات نہیں لیکن جب نا اہل لوگ دین کے والی بنیں تو رونا چاہیے۔ مروان (گورنر مدینہ) یہ بے باک گفتگو سن کر خاموشی سے چلا گیا۔ مُطّلب بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ جنہوں نے گورنر مروان کو جھنجھوڑ کر ڈانٹ دیا تھا، جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔

(وفا الوفا۔ فیضانِ سنت۔ نیکی کی دعوت کے فضائل)

معلوم ہوتا ہے کہ گورنر مدینہ نے حضرت ابو ایوب انصاری صحابی رسول ﷺ کے اس عمل کو شرک یا بدعت جانا لیکن صحابی رسول ﷺ نے یہ فرما کر کہ روضہ انور ﷺ پر حاضری بارگاہِ رسالت میں حاضری ہے، حضورِ انور ﷺ کے اپنی قبرِ مبارک میں زندہ ہونے کی نشان دہی کر دی۔

(۷) ان واقعات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خالقِ کائنات کے پیارے محبوب اور محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ روضہ اقدس میں حیات ہیں اور یہی عقیدہ مذاہب اربعہ اور اکابر علماء اہلِ حدیث اور اس پر انہوں نے مدلل کتابیں تحریر فرمائی ہیں، مثلاً احناف (امام ابو حنیفہ کے پیروکار) میں مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوٰۃ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی کی آبِ حیات، حنابلہ میں سید الاولیاء حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، مالکیہ میں مفسر قرآن علامہ قرطبی، علامہ ابن الحاج، حافظ ابن ابی حمزہ، شوافع (شافعی کی جمع) میں امام غزالی، علامہ سبکی اور علامہ بارزی رحمۃ اللہ علیہم۔

(۷۔الف) اہلِ حدیث میں علامہ ابن علی شوکانی یمنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) اپنی مستند اور مقبول کتاب ''نیل الاوطار'' میں حیات النبی ﷺ کے بارے میں جملہ احادیث بیان کرنے کے بعد فیصلہ فرماتے ہیں:

قرآنِ مجید میں شہدا کے متعلق ہے کہ وہ زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کی زندگی، جسم کے ساتھ ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے لیے اس کا انکار کس طرح کیا جاسکتا ہے؟

(نیل الاوطار: جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)

(۷۔ب) علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ شہید کو نبی سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ و ارفع مرتبہ حاصل ہوسکے۔ نیز شہدا کو جو یہ مرتبہ شہادت حاصل ہوا ہے، یہ مرتبہ عالی (جسمانی حیات) نبی ﷺ کی شریعت و ملت کی حفاظت میں جانبازی و سرفروشی کے صلے میں ملا ہے۔ بس قیامت تک جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا اور شہید ہوگا تو ان تمام شہیدوں کا اجر نبی کریم ﷺ کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور آپ ﷺ کا مقام ان تمام شہداء سے باعتبار حیاتِ اعلیٰ و ارفع ہوگا۔ اس لیے کہ دین کا سنگِ بنیاد رکھنے والے آپ ﷺ ہیں، لہٰذا حضورِ اقدس ﷺ کی تنہا حیات تمام شہدائے عالم کی حیات سے زیادہ قوی اور بلند ہوگی۔ (شفاء السقام صفحہ ۱۴۰)

نیز یہ کہ حضورِ اکرم ﷺ شہید بھی ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ شاذ و نادر ہی کوئی نبی ایسا ہوا ہوگا کہ جہاں نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ کی گئی ہو، پس انبیاء کرام علیہم السلام نبی ہونے کے اعتبار سے بھی زندہ ہیں اور شہید ہونے کے اعتبار سے بھی زندہ ہیں۔ پھر ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بحالتِ شہادت وصال فرمایا اس لیے کہ آپ ﷺ کا وصال اس زہر سے ہوا جو یہود نے خیبر میں آپ کو دیا تھا۔ (صحیح بخاری)

(۷۔ج) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کردیا ہے، پس ان کے لیے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ درود روحِ مبارک اور بدنِ مبارک دونوں پر پیش ہوتا ہے۔

(فضائل درود شریف، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا)

(۷۔د) مولانا خلیل احمد فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ حیات ہیں، لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیے۔ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز میں سلام کیا جائے، آپ ﷺ اسے خود سنتے ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۰۶)

(۷۔س) مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ کی قبرِ مبارک کے لیے بڑا اشرف ہے کیونکہ جسمِ اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ حضورِ انور ﷺ خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔

قریب قریب تمام اہلِ حق اس پر متفق ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

حدیث میں بھی نص (واضح اور صاف کلام) ہے کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو رزق پہنچتا ہے۔ (الحبور صفحہ ۱۴۹)

(۷۔ش) دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لیے بعد وفات بھی حیات برزخی ثابت ہے، جو حیاتِ شہدا کی حیات سے بھی بڑھ کر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیاتِ ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ پس بہت سے احکامِ ناسوت (عالم اجسام۔ دنیا مجازاً شریعت۔ ظاہری عبادت) کے اس پر متفرع (کسی چیز سے اس کی شاخ کی طرح نکلنے والا) بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں۔ حضور ﷺ کی ازواج مُطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے نکاح جائز نہیں کیونکہ زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ احادیث میں صلوٰۃ و سلام کا سماع بھی وارد ہوا ہے۔ (الطہور صفحہ ۴۹)

(۷۔ص) مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ اس لیے ان کی آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (الکواکب الدری: جلد ا صفحہ ۴۴۳)

(۷۔ض) مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں کہ جمہوریت کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے، بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔ آگے لکھتے ہیں "خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثلِ حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور بزرگانِ دیوبند کا ہے۔ (ماہنامہ الصدیق ملتان۔ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ)

(۷۔ ع) برصغیر کے ایک بہت بڑے محدث محمد بن علی نیموی (متوفی ۱۳۲۳ھ) گزرے ہیں آپ نے دو جلدوں میں کتاب "آثار السنن" تحریر فرمائی ہے۔ اس میں ایک باب حضور رحمتِ کائنات ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کے بیان میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اس کو ابنِ خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محدثین نے بھی روایت کیا ہے جس کی اسناد حسن ہے۔

(۸) آخری دور کے عظیم حنفی فقیہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مدینہ منورہ کی زیارت ہر اس مسلمان پر واجب کے قریب ہے، جس کے پاس زادِ راہ کی وسعت ہو۔ آپ نے علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ اور مُلّا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی نقل فرمایا کہ صرف حضرت نبی الامّی ﷺ کی قبرِ مبارک کی زیارت کی نیت کرے، وہاں پہنچ کر مسجدِ نبوی ﷺ کی زیارت از خود ہو جائے گی۔

علامہ کمال ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائے تو اس کے حضور سجدۂ شکر بجالائے اور حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں سلام اور درخواست شفاعت پیش کرے اور جس نے سلام پیش کرنے کو کہا ہو، اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر سلام پیش کرے۔ (فتح القدیر جلد ۲)

(۹) فتاویٰ عالمگیری میں سلام کی ترتیب یوں ہے: پہلے سید دو عالم ﷺ کی خدمت گرامی میں سلام اور درخواست شفاعت پیش کرے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرتے وقت ان دونوں یارانِ نبی ﷺ کو وسیلہ بنا کر شفاعت کی درخواست کرے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد ۱، صفحہ ۲۱۰)

فتاویٰ عالمگیری وہ کتاب ہے جسے اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے زمانے کے پانچ سو جلیل القدر فقہاء کرام کی جماعت سے حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہٗ العزیز کی زیرِ نگرانی مرتب کرایا تھا۔ یہ کتاب پورے عالمِ اسلام میں مقبول اور مستند سمجھی جاتی ہے۔ دیارِ عرب میں اس کا نام ''فتاویٰ ہندیہ'' ہے۔

(۱۰) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ حقیقی حسی و دنیاوی ہے۔ وعدہ الٰہی کے مطابق ان پر محض ایک آن کے لیے موت طاری ہوتی ہے اور فوراً بعد اللہ تعالیٰ ان کو حیاتِ ابدی کے ساتھ زندگی بخش دیتا ہے یعنی ان کی یہ حیات دنیا کی سی ہے۔ اس حیات پر وہی احکامات دنیاوی ہیں، یعنی ان کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو دوسرا نکاح حرام...... نیز ان پر کوئی عدت نہیں...... ان کا ترکہ نہ بانٹا جائے گا...... وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے ہیں...... نمازیں پڑھتے، حج کرتے ہیں اور مٹی ان کو نہیں کھا سکتی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت۔ حصہ سوئم)

(۱۱) عصرِ حاضر میں عالم عرب کے مشہور مفکر الشیخ محمد علوی مالکی، ساکن مکہ مکرمہ اپنی بے مثل کتاب ''الذخائر المحمدیہ'' میں فرماتے ہیں: علمائے اُمت نے بیان کیا ہے کہ تمام اہلِ زمین کے لیے ایک ہی رات میں حضورِ انور ﷺ کا دیدار ممکن ہے، کیونکہ تمام عالم مثلِ آئینہ کے ہے اور آپ ﷺ مثلِ سورج۔ اب یہ آئینے پر منحصر ہے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا، صاف ہے یا گندا، لطیف ہے یا کثیف۔ پس شیشہ جیسا ہوگا، سورج اسی لحاظ سے اس میں چمکے گا۔

(۱۲) حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاید لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اب حضرت رسول اللہ ﷺ تبلیغ دین نہیں فرماتے۔ آپ ﷺ کی کوئی قوت ایسی نہ تھی جسے وقتی یا زمانی سمجھا جائے۔ آپ ﷺ قیامت تک کے لیے پیشوائے انسانیت ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی ہر قوت قیامت تک کارفرما رہے گی۔ آپ ﷺ کا جلال

بھی قیامت تک کارفرما رہے گا، آپ ﷺ کا جمال بھی، آپ ﷺ قیامت تک کے مجاہد ہیں، قیامت تک کے مبلغ ہیں، قیامت تک کے مُصلح ہیں اور قیامت تک کے رحمۃ اللعالمین ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بہت دور تک۔ آپ ﷺ کی شخصیتِ مبارک موجود ہو یا نہ ہو آپ ﷺ کا فیض روحانی آپ ﷺ کے وجود باوجود ہی کی طرح زندگی کے ہر میدان میں کارفرما رہتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری روحانیت اس قدر لطیف نہیں کہ اپنے زندہ رسول ﷺ کے زندگی بخش فیوض کے عمل دخل کو محسوس کر سکیں۔ اگر کوئی اندھا سورج کو محسوس نہیں کرتا تو اس سے سورج کی عدم موجودگی تو ثابت نہیں ہوتی۔ سوال صرف روحانی مناسبت کا ہے۔ جہاں کوئی روح مناسب قابلیت حاصل کر لیتی ہے، اس پر اسی وقت بلا تاخیر حضرت رسول اللہ ﷺ کے فیضِ روحانی کا آفتاب طلوع ہو جاتا ہے اور اسی وقت وہ محسوس کر لیتا ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ بہ نفسِ نفیس جہاد کر رہے ہیں۔ تبلیغ فرما رہے ہیں، بھولے ہوؤں کو راستے بتا رہے ہیں اور گرتے ہوئے گناہ گاروں کو تھام رہے ہیں۔

(صحیفہ اقبال، مرتبہ مسٹر یونس جاوید۔ بزمِ اقبال۔ کلب روڈ۔ لاہور/ زیارتِ نبی بحالتِ بیداری، محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ)



تیرھواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ پہ لاکھوں درود، لاکھوں سلام

(ا) قرآنِ کریم میں نبیِ رحمت ﷺ پر درود وسلام کا حکم، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب ومحبت سے) سلام عرض کیا کرو۔

(ا۔الف) اس آیتِ کریمہ میں سرورِ انبیاء ﷺ کی رفعتِ شان کا بیان ہے جو آپ کو ملاءِ اعلیٰ میں حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی نورانی محفل میں آپ ﷺ کی تعریف وثناء کرتا ہے اور فرشتے بھی آپ ﷺ کی بلندی درجات کے لیے دعا کرتے ہیں۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ تم بھی رسولِ کریم ﷺ پر خوب درود وسلام بھیجو۔ اس سے بڑھ کر بندہ مومن کی اور کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مسلمان بھی شریک ہیں۔

(ا۔ب) اس آیتِ کریمہ کے مفہوم کو بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے اس کے کلمات طیبات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ آیتِ مبارکہ کو لفظ "اِنَّ" کے ساتھ شروع فرمایا جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اس آیت میں رسولِ کریم ﷺ کو لفظ "نبی" کے ساتھ تعبیر کیا "محمد ﷺ" کے لفظ سے نہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کے اسماء کے ساتھ ذکر فرمایا۔ یہ حضورِ اقدس ﷺ کی غایت عظمت اور غایت شرافت کی وجہ سے ہے اور جہاں کہیں نام لیا گیا ہے وہ خصوصی مصلحت کی وجہ سے ہے۔

(ا۔ج) اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں یہ اعزاز صرف ہمارے کریم آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ درحقیقت یہ امتیاز بھی صرف اُمتِ محمدیہ ﷺ کو حاصل ہے کہ انہیں اپنے نبی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا۔

(ا۔د) یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ آیتِ مبارکہ میں لفظ "صلوٰۃ" وارد ہوا ہے۔ یہ ایک مشترک لفظ ہے جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں فعل صلوٰۃ (درود) کے تین فاعل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ

(۲) ملائکہ (فرشتے)

(۳) اہلِ اسلام

(ا۔س) جب صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی نورانی محفل میں اپنے حبیب لبیب ﷺ کی تعریف وثناء کرتا ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ابوالعالیہ سے روایت فرمایا ہے:

صَلٰوۃُ اللّٰهِ: ثَنَاءُهٗ عَلَيْهِ فِعِنْدَ الْمَلَائِكَةِ "اللہ تعالیٰ کا صلوٰۃ بھیجنا یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب ﷺ کی تعریف وثناء کرتا ہے۔"

وَصَلٰوۃُ الْمَلَائِكَةِ اَلدُّعَاءُ:

اور جب اس کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کے معنی "دعا" ہے یعنی فرشتے، بارگاہ خداوندی میں اس کے محبوب مکرم ﷺ کے درجات کی بلندی اور رفعت شان کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔

(ا۔ش) جب اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندے پر ہمیشہ برکتیں نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے اس کی ثناء گستری میں زمزمہ خواں رہتے ہیں اور اس کی رفعت شان کے لیے دعائیں مانگتے رہتے ہیں تو اے اہلِ ایمان تم بھی میرے محبوب کی رفعت شان کے لیے دعا مانگا کرو۔

(ا۔ص) یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ ہمیں اس آیت میں صلوٰۃ بھیجنے کا حکم دیا جارہا ہے لیکن ہم عرض کرتے ہیں۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" یعنی اے اللہ پاک درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر۔ اس میں کیا حکمت ہے۔؟ علامہ ابن منظور "لسان العرب" میں لکھتے ہیں۔

(ا۔ض) "اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے محبوب پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے لیکن ہم (سراپا عیوب ونقائص) پیکرِ طہارت نبی کریم ﷺ کی رفعت شان کو صحیح طرح نہیں جانتے اور نہ اس کا حق ادا کرسکتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنے گناہوں، خطاؤں اور کمزوریوں کی بناپر، اعتراف عجز کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" اے پروردگار آپ ہی اپنے حبیب لبیب ﷺ کی قدر ومنزلت کو بہتر طور پر جانتے ہیں۔ اس لیے آپ ہی ہماری طرف سے اپنے محبوب ﷺ پر درود بھیجیں جو ان کی شان کے لائق ہو"۔ (دولت دارین)

(ا۔ع) اللہ تعالیٰ کی ذات غیر حادث (نہ مٹنے والی۔ سدا قائم رہنے والی) ہے۔ اس لیے اس کا فعل بھی غیر حادث ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت قائم ہوجانے کے بعد جب کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی ذات ہوگی۔ ہر چیز

ختم ہو جائے گی۔ فرشتوں تک کا بھی وجود نہ ہوگا۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم ﷺ پر درود بھیج رہا ہوگا۔
کیوں کہ اس ذاتِ باری نے از روئے قرآن نبی محترم ﷺ پر درود بھیجنا اپنے اوپر فرض یا واجب قرار دے لیا ہے۔ اللہ باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنے کا فعل، عمل اور کام بھی باقی رہے گا۔ اس لیے ہمیں بھی، بعد از قیامت جاری رہنے والے ذکرِ خدا کی اتباع میں، درود و سلام کو، بہت عزیز سمجھنا چاہیے۔

(۱۔غ) نماز کی ادائیگی اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں پر فرض کی ہے لیکن خود رب کریم نماز نہیں پڑھتا۔ اسی طرح روزہ، حج، جہاد اور دیگر عبادات ہیں کہ بندوں پر تو فرض ہیں لیکن خود رب تعالیٰ یہ کام نہیں کرتا۔ درود شریف ہی ایسا وظیفہ ہے، جس کا نہ صرف ہمیں حکم فرمایا بلکہ خود بھی اپنے محبوب پر درود پڑھتا ہے۔ تمام ارکانِ دین مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد اور دیگر احکام خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر فرض ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ احکام سرکارِ دو جہاں ﷺ کی سنت بھی ہیں لیکن درود شریف کی عظمت کے کیا کہنے کہ درود شریف ایک طرف تو حکم خدا اور حکم مصطفیٰ ﷺ ہے اور دوسری طرف یہ سنت رب العلیٰ ہے۔

(۱۔ف) قرآن شریف کی اس آیت مقدسہ میں رب کریم نے درود کا مطلق حکم فرمایا ہے یعنی کوئی تخصیص نہ فرمائی کہ فلاں درود پڑھو اور کوئی دوسرا نہ پڑھو یا صرف کسی مخصوص زبان میں پڑھو یا صرف کسی خاص وقت پڑھو یا صرف بیٹھ کر ہی درود شریف پڑھو۔ اس قسم کی کوئی قید یا شرط نہ لگائی۔ چاہے اذان سے پہلے درود شریف پڑھو یا بعد میں، کھڑے ہو کر سلام عرض کرو یا بیٹھ کر، عربی زبان میں پڑھو یا کسی عجمی زبان میں۔ درودِ ابراہیمی پڑھو یا درود تاج، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھو یا درود خضری۔ امام بوصیری کا قصیدہ بُردہ شریف پڑھو یا مولانا شاہ احمد رضا خاں کا مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" سب جائز ہے، بدعت نہیں۔ درود شریف کو بدعت کہنے والے خود مطلق کو مقید کر کے بدعت سیئہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (صلوٰۃ والسلام: ع۔م۔چوہدری)

فضائل درود و سلام

(۲) اس آیتِ کریمہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور رؤف و رحیم نبی پر درود و سلام عرض کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی پاک ﷺ نے بھی اپنی کثیر احادیث میں درود و سلام کی بے پایاں فضائل و برکات بیان فرمائی ہیں۔ بعض احادیث قارئین کے فائدے کے لیے پیش کی جاتی ہیں:

(۲۔۱) بارگاہِ خیر الانام ﷺ میں درود شریف پیش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ

اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(۲۔۲) ایک مرتبہ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں اور ایک مرتبہ سلام بھیجنے والے پر دس مرتبہ سلام کا انعام

حضرت عبداللہ اپنے باپ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور سرورِ کائنات ﷺ تشریف لائے۔ رُخِ انور پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ ہم نے عرض کیا: آج تو چہرہ مبارک خوشی سے تاباں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آ کر کہا کہ اے سراپا حسن و خوبی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا جو اُمتی آپ پر ایک بار درود بھیجے گا۔ میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو اُمتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا میں اس پر دس بار سلامتی بھیجوں گا۔ میں نے جواب دیا کہ میں اپنے مولا کریم کی اس نوازش پر از حد خوش ہوں۔

(۲۔۳) ایک مرتبہ درود پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، دس گناہ معاف فرماتے ہیں اور دس درجات بلند فرماتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا "جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

(۲۔۴) کثرتِ درود قیامت کے روز رسولِ کریم ﷺ کی قربت کا باعث ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔

(۲۔۵) فرشتے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں صلوٰۃ و سلام پہنچاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(۲۔۶) مخلوق کی آوازیں سننے والا فرشتہ:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ،

جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے وہ میری رحلت سے روزِ قیامت تک میری قبر انور پر کھڑا رہے گا اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھے گا تو وہ میری خدمت میں عرض کرے گا: یا محمد ﷺ (اے اللہ کے محبوب) آپ کے فلاں امتی نے جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ ﷺ پر درود پڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر ایک درود شریف کے بدلے دس بار رحمت بھیجتا ہے۔

اللہ پاک کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ زمین کے کسی گوشے سے جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حبیب لبیب ﷺ پر درود وسلام پیش کرتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے درود وسلام کو اس کے اور اس کے باپ کا نام لے کر بارگاہِ خیر الانام ﷺ میں پیش کرتا ہے۔ وہ فرشتہ درود شریف پڑھنے والے کے درود کو سنتا ہے اس کا نام بھی جانتا ہے۔ جب ایک فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے یہ زبردست طاقت عطا فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کو جو قوتیں ارزانی عطا فرمائی ہیں ان کا اندازہ لگانا کس کے بس کی بات ہے۔

(۲۔۷) درود قبولیتِ دعا کا باعث ہے:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا: اے نمازی تو نے جلدی کی۔ جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرو جیسا کہ اس کا حق ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو اور پھر اللہ پاک سے دعا کرو (راوی بیان کرتے ہیں) پھر ایک اور شخص نے نماز پڑھی۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی، نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے نمازی اب دعا کر قبول کی جائے گی۔

(۲۔۸) اللہ سے مانگو عطا کیا جائے گا:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما تھے۔ میں (دعا کیلئے) بیٹھا۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر نبی مکرم ﷺ پر درود بھیجا، پھر اپنے لیے دعا کی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اس طرح) اللہ سے مانگو عطا کیا جائے گا (دوبارہ فرمایا) اللہ سے مانگو عطا کیا جائے گا۔

(۲۔۹) دعا معلق (لٹکی ہوئی) رہتی ہے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان اس وقت

تک معلق رہتی ہے جب تک رسول اللہ ﷺ پر درود نہ بھیجو۔

(۲۔۱۰) جب تک آپ نبی محترم ﷺ پر درود پڑھتے رہتے ہیں، تب تک فرشتے آپ کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ اپنے والد عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تک کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے، اس وقت تک فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ اب جو چاہے کم پڑھے۔ جو چاہے زیادہ پڑھے۔

(۲۔۱۰،الف) درود شریف گناہوں کی مغفرت اور تمام دکھوں، مصیبتوں اور غموں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹے طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جب رات کے دو حصے گزر جاتے تو حضور ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ تھرا دینے والی آ گئی۔ اس کے پیچھے اور آنے والی ہے۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آ پہنچی۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آ پہنچی۔ میرے باپ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمائیے میں کس قدر پڑھا کروں؟ فرمایا جتنا دل چاہے۔ میں نے عرض کیا: وقت کا چوتھائی حصہ؟ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے۔ اور اگر اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ عرض کیا نصف وقت؟ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو افضل ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنا سارا وقت حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ فرمایا: تب یہ درود تیرے رنج والم کو دور کرنے کے لیے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(۲۔۱۱) درود نہ بھیجنے پر وعید:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(۲۔۱۲) ایک اور وعید:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک

آلود ہو جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس کی زندگی میں رمضان آیا اور وہ اپنے گناہ نہ بخشوا سکا اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے۔

(۲۔۱۳) ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے وبال ہوگی، چاہے ان کو عذاب دے اور چاہے بخش دے"۔

(۲۔۱۴) مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت درود وسلام پڑھنا چاہیے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجے پھر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

ترجمہ اے اللہ میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے آپ کے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں۔

(۲۔۱۵) اذان کے بعد درود اور دعا:

حضرت عبداللہ بن عمر عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو وہی جملے دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو کیونکہ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا اور جو کوئی میرے لیے وسیلہ (مقامِ محمود) طلب کرے گا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

(۲۔۱۶) رسولِ کریم ﷺ کے لیے وسیلہ مانگنا شفاعت کا باعث ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان سننے کے بعد کہا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَهٗ.

ترجمہ: یا اللہ! اس کامل دعا کے مالک اور قائم کی گئی نماز کے پروردگار (اپنے حبیب ﷺ اور ہمارے سردار) محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا فرما اور آپ کو مقامِ محمود پر پہنچا جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لیے حلال (واجب) ہوگی۔

(۲۔۱۷) جمعہ کے دن درود کے فضائل:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ اس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے (خواہ کہیں بھی ہو) اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود (کے ورد) سے فارغ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا حضور کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا "میرے وصال کے بعد بھی اس کا درود میری خدمت میں پیش کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا نبی بعد از وصال بھی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔ اس روایت کو علامہ ابن قیم نے اپنی تصنیف "جلاء الافہام" میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۲۔۱۸) جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ اس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو اس روز مجھ پر درود پڑھے مگر مجھے اس کی آواز پہنچتی ہے جہاں کہیں وہ ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک حضور کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا میرے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد مبارکہ کو کھائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

(۲۔۱۹) تحریر میں درود لکھنے کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی تحریر میں

میرے اوپر درود لکھتا ہے جب تک اس تحریر میں میرا نامِ نامی لکھا رہتا ہے فرشتے اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔"

(۲۔۲۰) کیا درود شریف پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

"جمہور علماء کے نزدیک درود شریف کا کم سے کم ایک مرتبہ، عمر بھر میں پڑھنا فرض ہے لیکن دوسری احادیث جن میں درود شریف نہ پڑھنے والے پر بہت سی وعیدیں منقول ہیں جیسے حضورِ اقدس ﷺ کا نامِ پاک آنے پر درود شریف نہ پڑھنے والا بخیل ہے، ظالم ہے، بدبخت ہے، ایسے شخص کے لیے جبرئیلِ امین نے ہلاکت کی دعا فرمائی اور حضور ﷺ نے آمین فرمائی۔ اس لیے علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ جب بھی رحمتِ عالم ﷺ کا نامِ نامی ذکر کیا جائے اس کو سن کر نبی اکرم ﷺ پر ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔ (وہ رکنِ دین جس کو بغیر عذر ادا نہ کرنے والا گنہگار ہوتا ہے)۔

(۲۔۲۱) کیا نبی کریم ﷺ کے نامِ نامی کے ساتھ شروع میں سیدنا کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے؟

"دُرِمختار میں ہے کہ سیدنا کا لفظ بڑھا دینا مستحب (عبادات میں سے وہ فعل جسے آنحضرت ﷺ نے پسند فرما کر خود کیا ہو یا اس کا ثواب بیان فرمایا ہو) ہے اس لیے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقع میں ہو وہ عین ادب ہے اور حضور ﷺ کا تمام نبی نوعِ انسان کا سردار ہونا اور قیامت کے روز سارے جہاں کی سرداری کے منصب پر فائز ہونا، ایسی حقیقتیں ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت ہیں اس لیے حضور ﷺ کو "سیدنا" کہنا مستحب ہے۔ بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. کہ قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ دوسری حدیث میں جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں تحریر کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ کہ قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا سردار ہوں گا میں فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت یہی ہے۔

(۲۔۲۲) بارگاہ خیر الانام میں حاضری دینے والوں کو نبی کریم ﷺ پہچانتے ہیں اور سلام کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جناب سلیمان بن تحیم فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جو لوگ دور دراز سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور حضور کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرتے ہیں، کیا حضور ﷺ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ حضور

نے فرمایا: "میں ان کے سلام کو سمجھتا ہوں اور انہیں جواب بھی دیتا ہوں۔

(۲۔۲۳) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرنے والے کو حضور پہچانتے ہیں۔

شیرویہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مکی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوالفضل القرمسانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی خراسان سے میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوا جبکہ میں مسجدِ نبوی میں سویا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل بن زیرک کو میرا سلام کہنا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ (اس عنایت کی) کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ پر ہر روز سو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ درود شریف پڑھتا ہے۔

(۲۔۲۴) دور و نزدیک سے صلوٰۃ وسلام عرض کرنے میں فرق نہیں ہے:

علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو ابو نعیم سے انہوں نے طبرانی سے بواسطہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، میں اور میرے رب کے فرشتے اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! اہلِ مدینہ میں سے جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اس کے بارے میں حضور کیا کرتے ہیں۔؟ حضور نے فرمایا: کریم کا جو برتاؤ اپنے پڑوسی سے ہوتا ہے۔ (دولت دارین)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

(۲۔۲۵) سرکار ﷺ اہلِ محبت کا درود وسلام خود سنتے ہیں:

حضرت امام ابو عبداللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف "دلائل الخیرات شریف" میں لکھتے ہیں حضور تاجدارِ مدینہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ جو آپ پر غائبانہ درود شریف پڑھتے ہیں (دور سے) یا وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور وہ لوگ جو آپ پر درود شریف پڑھیں گے تو ان کا آپ کے ہاں کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اہلِ محبت کا درود شریف میں خود سنتا ہوں اور ان کے علاوہ کا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔"

(دلائل الخیرات۔ فیضانِ سنت۔ باب فیضان درود وسلام)

(۲۔۲۶) سرکار ﷺ کے مزارِ پُر انوار سے سلام کا جواب ملتا ہے:

حضرت شیخ محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "باقیات صالحات" میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھ پر جو اللہ

عزوجل کے احسانات ہیں۔ من جملہ ایک یہ ہے کہ میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا۔ ایک بار خواب میں سید الکونین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، سرکار ﷺ نے بڑا کرم فرمایا کہ مجھے گود میں اٹھالیا اور اتنا قریب کیا کہ میرا سینہ سرکار ﷺ کے سینہ انور سے، میرا منہ دہن مبارک سے اور میری پیشانی سرکار ﷺ کی نورانی پیشانی کے برابر ہوگئی۔

سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا "مجھ پر درود پاک کی کثرت کیا کرو۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔"

یہ ارشاد سن کر میں اشک بار ہوگیا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا مجھ پر اتنا لطف و کرم ہے۔ میں نے دیکھا کہ میری اس حالت کو دیکھ کر والیٔ بیکساں سردارِ دو جہاں ﷺ کی چشمان کرم سے بھی آنسو جاری ہیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں اٹھا اور مواجہہ شریف کے سامنے حاضر ہوگیا۔ روضہ اقدس کے اندر سے سرکارِ مدینہ ﷺ نے ایسی ایسی بشارتیں دیں کہ میں عوام کے سامنے بیان نہیں کرسکتا۔

میں نہایت خوش ہوکر سلام عرض کر کے واپس ہونے لگا تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے جواب سلام مرحمت فرمایا۔ اور یہ بیداری کے عالم میں میرے ساتھ پیش آیا۔ جس سے مجھے حق الیقین حاصل ہوا کہ سید المحبوبین ﷺ مزارِ پُر انوار میں حیات ہیں اور مسلمانوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

(سعادۃ الدارین۔ فیضانِ سنت۔ باب فیضان درود و سلام)

یہی آرزو جو ہو سُرخرو، ملے دو جہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا، آپ فرمائیں کہ ہم کو قبول ہے

(۲۔۲۷) بار بار دیدار نبی رحمت ﷺ:

صاحب "تنبیہ الانام" حضرت عبدالجلیل مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے درود پاک کے فضائل پر جو کتاب لکھی ہے۔ اس کے مقدمہ میں فرماتے کہ میں نے اس کے بے شمار برکات دیکھے اور بارہا سرکار ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایک بار دیکھا کہ ماہِ مدینہ ﷺ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے ہیں، چہرہ انور کی تابانی سے پورا گھر جگمگا رہا ہے۔ میں نے تین مرتبہ عرض کیا:

"اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!" سرکار! میں آپ کے جوار (قریب) میں ہوں اور آپ ﷺ کی شفاعت کا امیدوار ہوں۔"

نیز میں نے دیکھا کہ میرا ہمسایہ جو کہ فوت ہو چکا تھا مجھ سے کہہ رہا ہے، تو حضور ﷺ کے ان خُدّام میں سے ہے جو سرکارِ مدینہ ﷺ کی مدح سرائی کرنے والے ہیں" میں نے اس سے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس نے

کہا "ہاں اللہ عزوجل کی قسم تیرا ذکر آسمانوں میں ہو رہا تھا"۔ سرکار ﷺ ہماری گفتگو سن کر مسکرا رہے تھے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی اور میں نہایت ہشاش بشاش تھا۔ (آبِ کوثر۔ فیضانِ سنت۔ باب فیضان درود و سلام)

(۳) کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنا درود شریف پڑھنا چاہیے:

(۳۔الف) درود شریف کے ورد پر کوئی پابندی نہیں۔ آپ جتنا زیادہ پڑھ سکتے ہیں پڑھیں یا جتنا چاہتے ہیں پڑھیں کہ اس میں ہم سب ورد کرنے والوں کا فائدہ ہے، لیکن ایک سوال دماغ میں بار بار اُبھرتا ہے کہ کم سے کم درود شریف اور کثرتِ درود شریف کے ورد کے کیا معنی ہیں۔ آئیے اس سلسلے میں بزرگانِ دین، علماء و مشائخ کے اقوال سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کسی بھی بزرگ کے بتائے ہوئے عدد کو معمول بنالیں تو آپ کا شمار کثرت سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے گا۔ اور وہ تمام فیوض و برکات حاصل ہوں گے جن کا احادیثِ مبارکہ میں تذکرہ ہے۔

(۳۔ب) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے ہیں "روزانہ کم از کم ایک ہزار مرتبہ درود شریف ضرور پڑھیں ورنہ پانچ سو (۵۰۰) پر اکتفا کریں۔" بعض بزرگوں نے روزانہ تین سو بار (۳۰۰) اور بعض نے نمازِ فجر و عصر کے بعد دو دو سو بار پڑھنے کے لیے فرمایا ہے اور کچھ سوتے وقت پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ شیخ محترم مزید فرماتے ہیں کہ "روزانہ کم از کم (۱۰۰) سو بار درود و سلام پڑھنا چاہیے"۔ نیز فرماتے ہیں کہ "بعض درود شریف کے ایسے صیغے ہیں مثلاً "صلی اللہ علیہ وسلم" جن کے پڑھنے سے ہزار کا عدد باآسانی اور جلد پورا ہو جاتا ہے۔ اس کو وظیفہ بنالیا جائے اور ویسے بھی جو شخص کثرت سے درود پاک پڑھنے کا عادی ہوتا ہے اس پر وہ ورد آسان ہو جاتا ہے"۔

(۳۔ج) حضرت علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنی کتاب "افضل الصلوٰۃ علی سید السادات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبدالوہاب شعرانی "کشف الغمہ" میں بیان کیا ہے کہ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں "سرکارِ مدینہ ﷺ پر بکثرت درود شریف کی کم از کم تعداد ہر رات سات سو بار اور ہر دن سات سو بار ہے۔"

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ کم از کم کثرت روزانہ ساڑھے تین سو (۳۵۰) بار دن میں اور تین سو پچاس (۳۵۰) بار رات میں پڑھیں۔" مزید فرماتے ہیں کہ امام شعرانی

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (انوار القدسیہ) میں تحریر فرمایا ہے "ہم سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا کہ ہم سب مل کر آپ ﷺ پر ہر رات بکثرت درود پڑھا کریں گے اور اپنے بھائیوں کے آگے اس کا اجر و ثواب بیان کیا کریں گے اور یہ کہ ہم ہر دن اور رات اور صبح و شام ایک ہزار سے دس ہزار تک درود و سلام ورد کیا کریں گے۔"

(۳۔د) حضرت شیخ نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ روزانہ دس ہزار مرتبہ درود و سلام پڑھتے تھے اور شیخ زواوی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چالیس ہزار درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ اس کثرت درود شریف کے ورد کی برکت سے ان بزرگانِ دین کو حضور ﷺ کی زیارت روزانہ نصیب ہوتی اور سرکار ﷺ کی محبت نصیب ہوتی رہتی تھی۔ (فیضان سنت، باب فیضان درود و سلام)

(۳۔س) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا قصہ تو آپ نے پڑھا ہوگا۔ جنہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ "میں دن رات کا کل حصہ درود خوانی میں خرچ (صرف) کردوں گا تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو درود شریف کا ورد تمہاری تمام فکروں اور غموں کو دور کرنے کے لیے کافی ہو جائے گا اور تمہارے تمام گناہوں کے لیے کفارہ ہو جائے گا۔"

یہاں بھی زیادہ سے زیادہ درود شریف کے ورد کی برکت سے دنیا اور آخرت کے تمام کاموں کی کفالت کا وعدہ ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہم جتنا گڑ ڈالیں گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔

(۴) درود و سلام پیش کرنے کا طریقہ:

درود و سلام کے ورد سے پہلے یہ نیت کر لیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں یہ عمل کر رہے ہیں۔ درود و سلام کے ورد سے زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ درود و سلام کا ورد کرتے وقت ہم گنبد خضرا کا تصور کر لیں۔ اگر آپ ان خوش بختوں میں شامل ہیں جن کو آقائے نامدار ﷺ کی زیارت مبارک کا شرف حاصل ہے تو تاجدارِ حرم ﷺ کے چہرۂ اقدس کا تصور کر کے ورد کریں۔ اگر ہو سکے تو مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ کر یا سمت کے مطابق کھڑے ہو کر درود شریف کا نذرانہ بارگاہ اقدس ﷺ میں پیش کریں۔ مدینہ منورہ کی جہت یعنی سمت کا تعین اس طرح کریں کہ آپ قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں۔ اور قبلہ رُخ کو ۹۰ ڈگری کا زاویہ مان کر اس کو دائیں ہاتھ کی طرف دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیں۔ اس طرح آپ کو ۴۵ ڈگری زاویہ مل

جائے گا۔ یہی مدینہ منورہ کی سمت ہے۔ مندرجہ ذیل ڈایاگرام آپ کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

ہم جب بھی کسی بڑے عہدہ دار یا صاحب اقتدار سے ملنے جاتے ہیں تو اپنے لباس اور گفتار پر خاص دھیان دیتے ہیں۔ لباس انتہائی صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اندازِ گفتگو بہت مُہذبانہ ہوتی ہے، سر، عزت مآب، جناب والا کے القاب استعمال کیے جاتے ہیں۔

(۴۔ب) حضور اکرم ﷺ کی ہستی تو دنیا کے تمام بادشاہوں سے کہیں عظیم ہے۔ آپ ﷺ "بعد از خدا بزرگ توئی" ہیں۔ اس طرح سے حضور پُر نور ﷺ کو عزت دینا برحق ہے۔ آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ درود و سلام پیش کرتے وقت سید الانبیاء کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ درود و سلام کا ورد پاک و صاف بدن، پاک و صاف لباس اور پاک و صاف جگہ پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کریں۔ شروع سے آخر تک باوضو رہیں تو سونے پر سہاگہ خوشبو کا استعمال تاجدار مدینہ کو مرغوب ہے کیونکہ آپ ﷺ صاحب معطر پسینہ ہیں لیکن جو لوگ کسی بیماری کی وجہ سے شرعی معذوری کے زمرے میں آتے ہیں اُن کے لیے خوشبویات و عطریات کا استعمال فائدہ مند نہ ہوگا آپ ﷺ کے ادب کا تقاضا ہے کہ دو زانوں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھیں اور نگاہیں نیچی کر لیں۔ یہ تصور کرتے ہوئے کہ شہنشاہ دو جہاں ﷺ ہمیں درود پڑھتے ہوئے دیکھ اور سُن رہے ہیں۔ اگر کسی شدت جسمانی تکلیف کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کے ادب کو بھرپور انداز سے ملحوظ خاطر نہیں رکھ سک رہے تو دل برداشتہ نہ ہوں کہ سرور کونین رحمۃ للعالمین ﷺ بھی تو ہیں۔

(۴۔ج) درود شریف پڑھنے کے اوقات:

صاحب لولاک محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود شریف ورد کرنے کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں۔ رات اور دن کے کسی بھی حصے میں ہم درود شریف کا ورد کر سکتے ہیں، البتہ خاص اوقات اور مقامات پر درود شریف پڑھنا زیادہ افضل ہے جو کہ نیچے درج کیے جاتے ہیں۔

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (انوار القدسیہ) میں تحریر فرمایا ہے ''ہم سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا کہ ہم سب مل کر آپ ﷺ پر ہر رات بکثرت درود پڑھا کریں گے اور اپنے بھائیوں کے آگے اس کا اجر و ثواب بیان کیا کریں گے اور یہ کہ ہم ہر دن اور رات اور صبح و شام ایک ہزار سے دس ہزار تک درود و سلام ورد کیا کریں گے۔''

(۳۔د) حضرت شیخ نورالدین شونی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ روزانہ دس ہزار مرتبہ درود و سلام پڑھتے تھے اور شیخ زواوی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چالیس ہزار درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ اس کثرت درود شریف کے ورد کی برکت سے ان بزرگانِ دین کو حضور ﷺ کی زیارت روزانہ نصیب ہوتی اور سرکار ﷺ کی محبت نصیب ہوتی رہتی تھی۔ (فیضان سنت، باب فیضان درود وسلام)

(۳۔س) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا قصہ تو آپ نے پڑھا ہوگا۔ جنہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ''میں دن رات کا کل حصہ درود خوانی میں خرچ (صرف) کردوں گا تو سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو درود شریف کا ورد تمہاری تمام فکروں اور غموں کو دور کرنے کے لیے کافی ہو جائے گا اور تمہارے تمام گناہوں کے لیے کفارہ ہو جائے گا۔''

یہاں بھی زیادہ سے زیادہ درود شریف کے ورد کی برکت سے دنیا اور آخرت کے تمام کاموں کی کفالت کا وعدہ ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہم جتنا گُوڑ ڈالیں گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔

(۴) درود و سلام پیش کرنے کا طریقہ:

درود و سلام کے ورد سے پہلے یہ نیت کر لیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں یہ عمل کر رہے ہیں۔ درود و سلام کے ورد سے زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ درود و سلام کا ورد کرتے وقت ہم گنبد خضرا کا تصور کر لیں۔ اگر آپ ان خوش بختوں میں شامل ہیں جن کو آقائے نامدار ﷺ کی زیارت مبارک کا شرف حاصل ہے تو تاجدارِ حرم ﷺ کے چہرۂ اقدس کا تصور کر کے ورد کریں۔ اگر ہو سکے تو مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ کر یا سمت کے مطابق کھڑے ہو کر درود شریف کا نذرانہ بارگاہ اقدس ﷺ میں پیش کریں۔ مدینہ منورہ کی جہت یعنی سمت کا تعین اس طرح کریں کہ آپ قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں۔ اور قبلہ رُخ کو ۹۰ ڈگری کا زاویہ مان کر اس کو دائیں ہاتھ کی طرف دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیں۔ اس طرح آپ کو ۴۵ ڈگری زاویہ مل

جائے گا۔ یہی مدینہ منورہ کی سمت ہے۔ مندرجہ ذیل ڈایاگرام آپ کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

ہم جب بھی کسی بڑے عہدہ دار یا صاحب اقتدار سے ملنے جاتے ہیں تو اپنے لباس اور گفتار پر خاص دھیان دیتے ہیں۔ لباس انتہائی صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اندازِ گفتگو بہت مُہذبانہ ہوتی ہے، سر، عزت مآب، جناب والا کے القاب استعمال کیے جاتے ہیں۔

(۴۔ب) حضور اکرم ﷺ کی ہستی تو دنیا کے تمام بادشاہوں سے کہیں عظیم ہے۔ آپ ﷺ ''بعد از خدا بزرگ توئی'' ہیں۔ اس طرح سے حضور پُرنور ﷺ کو عزت دینا برحق ہے۔ آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ درود و سلام پیش کرتے وقت سید الانبیاء کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ درود و سلام کا ورد پاک و صاف بدن، پاک و صاف لباس اور پاک و صاف جگہ پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر کریں۔ شروع سے آخر تک باوضو رہیں تو سونے پر سہاگہ خوشبو کا استعمال تاجدار مدینہ کو مرغوب ہے کیونکہ آپ ﷺ صاحب معطر پسینہ ہیں لیکن جو لوگ کسی بیماری کی وجہ سے شرعی معذوری کے زمرے میں آتے ہیں اُن کے لیے خوشبویات و عطریات کا استعمال فائدہ مند نہ ہوگا آپ ﷺ کے ادب کا تقاضا ہے کہ دو زانوں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھیں اور نگاہیں نیچی کر لیں۔ یہ تصور کرتے ہوئے کہ شہنشاہ دو جہاں ﷺ ہمیں درود پڑھتے ہوئے دیکھ اور سُن رہے ہیں۔ اگر کسی شدت جسمانی تکلیف کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کے ادب کو بھرپور انداز سے ملحوظ خاطر نہیں رکھ سک رہے تو دل برداشتہ نہ ہوں کہ سرور کونین رحمۃ للعالمین ﷺ بھی تو ہیں۔

(۴۔ج) درود شریف پڑھنے کے اوقات:

صاحب لولاک محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود شریف ورد کرنے کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں۔ رات اور دن کے کسی بھی حصے میں ہم درود شریف کا ورد کر سکتے ہیں، البتہ خاص اوقات اور مقامات پر درود شریف پڑھنا زیادہ افضل ہے جو کہ نیچے درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) نماز کے آخری قعدہ میں التحیات کے بعد درود شروع پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح نماز عیدین کے خطبوں میں درود پاک پڑھنا ضروری ہے۔ نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد، جمعہ کے پہلے اور دوسرے خطبے میں حضور اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا چاہیے۔

(۲) پانچوں وقت کی نماز کے بعد، دعا سے پہلے اور دعا کے بعد۔

(۳) جمعرات کو بعد از نماز عشاء یا بعد تہجد بھی درود پاک کے ورد کی کثرت کرنی چاہیے کیونکہ جو شخص جمعرات کے دن آپ ﷺ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ (جذب القلوب)

(۴) جمعہ کے دن قبل از جمعہ یا بعد از نماز جمعہ کثرت سے درود شریف ورد کریں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی شان ہے کہ جو مجھ پر ایک ہزار مرتبہ جمعہ کے دن درود پڑھے وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھے بغیر نہیں مرے گا۔ (القول البدیع)

(۵) مساجد میں داخل ہوتے وقت اور مساجد سے نکلتے وقت بھی درود پاک پڑھنا چاہیے۔ حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود شریف پڑھتے اور مسجد سے باہر آتے وقت بھی درود شریف کا ورد فرماتے۔ (القول البدیع)

(۶) حضور اکرم ﷺ کا نام لیتے وقت درود شریف پڑھنا چاہئے۔ جب اذان میں مؤذن "اشهد انّ محمدا رسول الله" کہے تو جواب میں صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔

(۷) مدینہ شریف اور مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت درود شریف پڑھنا باعث خیر و برکت ہے اسی طرح زیارت روضہ رسول ﷺ کے وقت بھی درود و سلام پڑھے۔

(۸) نماز کے بعد دعا شروع کرنے سے پہلے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کریں پھر رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھیں۔ پھر رب کریم سے حاجات بیان کریں۔ اس کے بعد آخر میں جناب رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجیں۔ اس طرح دعا کی مقبولیت کی قوی اُمید رکھنی چاہیے۔

(۹) کسی مجلس سے اُٹھتے وقت درود شریف کا ورد بہت مفید ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قوم جمع ہو اور اس حالت میں اُٹھ کر چلی جائے کہ انہوں نے اللہ عزوجل کا ذکر کیا اور نہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو وہ یوں اُٹھے جیسے وہ بدبودار مردار کھا کر اُٹھے ہوں۔ (القول البدیع)

(۱۰) نکاح کے وقت، رات کو سوتے وقت، سو کر اُٹھتے وقت، نیند نہ آنے کی صورت میں، گھر میں داخل ہوتے

وقت، درود شریف پڑھنا باعث خیر و برکت، باعث حفاظت، باعث درازی عمر، واسطے سکون قلبی ہے۔

(۱۱) شب قدر میں درود پاک کا پڑھنا باعث نجات ہے۔ میت کو قبر میں اُتارتے وقت درود پاک کا پڑھنا باعث راحت ہوگا۔ رمضان المبارک میں ہر روز درود پاک پڑھنا اجر و ثواب کا حامل ہے۔ اسی طرح شب برات میں آدھی رات کے بعد استغفار کے بعد درود پاک کی کثرت بہت فائدہ مند ہے۔

(۱۲) تہجد کی نماز کے وقت درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ روایت ہے کہ اللہ عزوجل دو آدمیوں سے بہت خوش ہوتا ہے ایک وہ جو شکست خوردہ فوج میں، جبکہ اُس کے ساتھی پسپا ہو گئے ہوں اور وہ اکیلا گھوڑے پر سوار دشمنوں پر حملہ کر دے۔ اگر مارا گیا تو شہید ورنہ غازی دوسرا وہ جو رات کے اندھیرے میں اس طرح کھڑا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اُس کو شخص نہ دیکھ رہا ہو وہ چپکے سے اُٹھے کامل طریقہ سے وضو کر کے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجے اور قرآن مجید کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے انسان سے بہت خوش ہوتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو میرے بندے کی طرف (نماز میں) کھڑا ہے، جس کو میرے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ رہا۔ (القول البدیع)

(۵) درود شریف کے ورد سے حاصل فوائد:

درود شریف کے ورد سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(الف) درود شریف گناہوں کو مٹاتا ہے۔

(ب) درود شریف کا ورد کرنے والے کے درجات بلند کیے جاتے ہیں ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اُس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں اور دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں یہ صلہ صرف ایک مرتبہ ورد سے حاصل ہوتا ہے جتنا زیادہ ورد کرتے جائیں اُتنا ہی زیادہ فائدہ۔

(پ) جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے والے کی (۱۰۰) سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ تیس (۳۰) دنیا میں اور (۷۰) ستر آخرت میں۔

(ت) درود شریف پڑھنے سے محتاجی دور ہوتی ہے، بخل مٹ جاتا ہے اور بدبختی دور ہوتی ہے۔

(ٹ) درود شریف پڑھنے والے کو ثواب الٰہی نصیب ہوتا ہے اُس کی قبر نور سے منور ہو جاتی ہے۔ دشمنوں پر فتح، منافق جلتے رہتے ہیں اور مومن اُس سے محبت کرتے ہیں۔

(ث) درود شریف کا ورد اعمال کو پاکیزہ کرتا ہے۔

(ج) درود شریف پڑھنے والا غضبِ الٰہی سے محفوظ رہتا ہے۔ (مخصوص درود)

(چ) درود پاک پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خوشنودی نصیب ہوتی ہے۔

(ح) قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والا عرشِ الٰہی کے سائے تلے ہوگا۔

(خ) درود پاک پڑھنے والا طاعون کی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا۔

(د) ایسے شخص کو مرتے وقت ایمان کی سلامتی نصیب ہوگی۔

(ڈ) درود پاک کا ورد کرنے والا قیامت کے دن شافع روزِ محشر حضور اکرم ﷺ کے قرب میں ہوگا۔

(ذ) درود پاک کا ورد کرنے والا موت کی سختی (سکرات) سے محفوظ رہے گا۔

(ر) قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ اُس سے مصافحہ فرمائیں گے۔

(ژ) ایسے شخص کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق نصیب ہوگی۔

(ز) درود پاک کے عامل کے مال واسباب میں برکت ہوگی۔

(س) درود پاک کے ورد سے رزق کی کمی اور تنگ دستی دور ہوتی ہے۔

(ش) درود پاک پڑھنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے فرشتے رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔

(ص) میدانِ حشر میں درود پاک کا ورد کرنے والے کو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کا دیدار ہوگا اور ایسا شخص میدانِ حشر میں محسن انسانیت ﷺ کی نگاہ میں ممتاز رہے گا۔

(ض) درود شریف پڑھنے والا پل صراط سے بجلی کی رفتار سے تیزی سے گزر جائے گا اور پل صراط پر اُسے نور کی روشنی میسر ہوگی۔

(ط) قیامت کے دن جبکہ (ہر شخص کو) سخت پیاس لگی ہوگی۔ درود پاک پڑھنے والا حوضِ کوثر سے پانی پیئے گا۔

(ظ) درود پاک پڑھنے والوں سے فرشتے محبت کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

(ع) درود شریف کے قاری کو جنت میں بلند درجات عطا کیے جائیں گے اور زیادہ تعداد میں حوریں عنایت فرمائی جائیں گی۔

(غ) میدانِ حشر میں درودِ پاک کا وظیفہ کرنے والوں کی زبان سے نور کی کرنیں نکلیں گی۔

(ف) ہر روز ایک ہزار بار درود شریف کا وظیفہ کرنے والے کو مرنے سے پہلے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جائے گا۔

(ک) درود پاک کا ورد کرنے والوں کے گناہ، تین دن تک، ملائکہ نہیں لکھتے کہ شاید یہ شخص توبہ کرے۔

(ق) درودِ پاک کے ورد سے دل کا زنگ، میل کچیل دُھل جاتا ہے اور دل پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

(گ) درودِ پاک پڑھنے والے اُمتی سے صاحبِ جُود وکرم ﷺ محبت فرماتے ہیں۔

(ل) ہر روز پچاس (۵۰) مرتبہ درود شریف کا ورد کرنے والوں سے روزِ قیامت ملائکہ مصافحہ کریں گے۔

(م) درود شریف پڑھنے والوں کو قیامت کے دن شفیع المذنبین ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

(کشف القلوب۔ پروفیسر حاجی ارشاد علی)

(۶) اب آپ کی خدمت میں چند ایسے درود شریف پیش کیے جاتے ہیں جن کے دنیاوی اور اُخروی فوائد بے شمار ہیں۔ آپ اپنی پسند کے مطابق کسی بھی درود شریف کا ورد روزانہ کا معمول بنالیں، ان شاء اللہ ان گنت فیوض وبرکات ظاہر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پڑھنے والوں کی دونوں جہاں کی زندگی آسان اور پُر مسرت ہوتی چلی جائے گی۔

(۶۔۱) زیارتِ رسول مقبول ﷺ کے لیے ورد کیجیے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ
وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ ط

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمت نازل فرما، محمد کریم ﷺ کی روح پر درمیان تمام روحوں کے، ان کے جسم پر درمیان تمام جسموں کے اور آپ ﷺ کی قبر انور پر درمیان تمام قبروں کے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (مندرجہ بالا) درودِ پاک پڑھے گا اس کو خواب میں میری زیارت ہوگی اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے قیامت کے دن بھی دیکھے گا اور جو مجھے قیامت کے دن دیکھے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں گا وہ (میرے) حوضِ کوثر کا جام پیئے گا۔ اور اس کے جسم کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر حرام کردے گا۔ (کشف الغمہ۔ القول البدیع۔ فیضانِ سنت۔ باب دیدارِ مصطفیٰ)

آپ غور کریں۔ درود شریف کے ورد کی تعداد کا پتا نہیں چلتا۔ حضرت ع۔م۔ چودھری اپنی تالیف ''زیارتِ رسول ﷺ'' کے صفحات ۱۱۳ اور اس سے آگے بزرگانِ دین کے تعدادِ ورد کے بارے میں اقوال سپردِ قلم کیے ہیں۔ آپ کی دلچسپی کے لیے چند اقوال زریں درج ذیل ہیں۔

(۶۔۲) حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس درود پاک کو روزانہ یک صد (ایک سو بار)

بار بلا ناغہ پڑھا کرے تو اس کو حرز یمانی اور چہل اسماء عظام خواص و فضائل حاصل ہوں گے۔ اگر شب جمعہ میں ایک ہزار بار پڑھے تو خواب میں جمال جہاں آرا سید دو عالم ﷺ سے مشرف ہوگا۔

(ب) ''شفاء القلوب بالصلوٰۃ علی المحبوب ﷺ'' میں لکھا ہے کہ وقتِ تہجد دو رکعت نماز نفل بہ نیت ایصالِ ثواب سرورِ کائنات ﷺ پڑھے اس کے بعد ستر (۷۰) بار یہ درودِ پاک پڑھے اور حق تعالیٰ سے زیارت طلب کرے بہ طفیل محمد ﷺ محروم نہیں رہے گا۔

(ج) حضرت سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''دُرِّ منظم'' سے نقل کیا ہے اور حضرت کلیم الٰہی قدس سرہٗ نے بھی اپنے وظیفہ کے رسالہ میں لکھا ہے کہ یہ درود شریف کثرت سے پڑھنے والے کو حضور نبی کریم ﷺ خواب میں اپنا دیدار مرحمت فرماتے ہیں۔

(۶۔۳) ''نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب'' میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رات کو سوتے وقت اس درود شریف کو چند بار پڑھ لینے سے نبی اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوگی۔ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے۔ وہ درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ رَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ

اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ ۝

(۶۔۴) ''خزینہ عملیات'' میں حافظ صوفی محمد عزیز الرحمٰن پانی پتی لکھتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت یہ کلمات پڑھے وہ مجھ کو خواب میں دیکھے گا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اِقْرَءْ

رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنِّي السَّلَامَ ۝

یہ عمل بدھ کی شب سے شروع کرے، کپڑے، جگہ اور بستر پاک ہو تو بہت جلد کامیابی ہوگی۔

(۶۔۵) میری زیارت کے لیے سوتے وقت اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کیا کرے۔

حضرت شریف طیفور رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) سید علی المشہود کو کہہ دیں کہ وہ میری زیارت کے لیے سوتے وقت اس آیتِ مبارک کی تلاوت کیا کرے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ

جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝

(بارگاہ رسالت مآب: ع۔م۔ چوہدری)

(۶۔۶) ایم۔ ایس۔ ناز کی کتاب ''سفیر حرم'' میں ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی خواہش ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے۔ درحقیقت اس تڑپ کے بغیر ایمان بھی مکمل نہیں ہوتا، حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ خود سرکارِ دو عالم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضورِ پاک ﷺ کے دیدار کے لیے رات کو روزانہ ایک ہزار مرتبہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ.

پڑھ کر سونا چاہیے۔ ایسا وظیفہ پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی ضرور زیارت کراتا ہے۔

(شفاء القلوب۔ سعادۃ الدارین۔ وہب النسیم)

زیارت ہونے کے بعد مندرجہ ذیل درود شریف بطور شکرانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ یا ۳۱۳ بار یا کم از کم ۱۲۱ بار ورد کرنا بھی لکھا ہے۔ (دلائل الخیرات)

(۶۔۷) ''فقری مجموعہ وظائف'' میں علامہ فقری فضائل سورہ مزمل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی زیارت باسعادت کے لیے سورہ مزمل روزانہ تہجد کے وقت پڑھیں یا سوتے وقت پڑھیں۔ ان شاء اللہ ضرور زیارت ہوگی۔ (مجموعہ اعمال رضا۔ اوراد اعظم حصہ اول)

شب جمعہ اکتالیس بار سورہ مزمل پڑھے اور سو جائے تو بھی دیدارِ مصطفٰے سے مشرف ہوگا۔

(مجموعہ اعمال رضا)

(۶۔۸) حضرت تجمل حسین جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''نظام الدین'' میں لکھتے ہیں کہ یہ درود پاک ربیع الاول کے مہینہ کی تمام تاریخوں میں ایک ہزار ایک سو پچیس (۱۱۲۵) مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھے تو پڑھنے والے کو ضرور زیارتِ رسول ﷺ ہوگی۔ وہ درود یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

(زیارتِ رسول ﷺ، جلد اوّل، ع۔م۔ چوہدری)

(۶۔۹) اگر قیامت کے دن، حسرت و ندامت کے دن رسول اللہ کی زیارت سے بہرہ ور ہونا چاہو تو تین سورتیں

کثرت سے پڑھو۔ (۱) اذا الشمس کورت (۲) اذا السماء انفطرت اور (۳) اذا السماء انشقت. (سعادت الدارین جلد۲)

(۶-۱۰) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ حَسَنَاتِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْo

یہ وظیفہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لیے مفید ہے۔ اور یہ الشیخ محمد باخبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے لیا ہے اور شیخ حسن محمد شداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت مجرب ہے۔

(زیارت رسول حصہ دوئم: ع۔م۔چوہدری)

(۶-۱۱) حضرت غلام نقش بندی لکھتے ہیں کہ ماہِ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ کے شروع ایام میں شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار صاحب سابق صدر مدرس آنند (بھارت) نے درود شریف کی ایک گفتگو کے دوران فرمایا کہ اس درود شریف کی کثرت کیا کرو اور میں خود بھی کرتا ہوں۔ اس سے مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے جبار اسے بکثرت پڑھو'' سبحان اللہ۔ وہ درود پاک یہ ہے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْo

(صلوا علیہ وآلہ: ع۔م۔چوہدری)

(۷) روحانیت میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لیے

درودِ نوریہ

(الف) حضرت شیخ احمد الطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عبادت کی غرض سے تین دن کے لیے تنہائی اختیار کی۔ اس دوران انہیں سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں درود شریف ہے۔ جو سفید نور کی روشنائی سے لکھا ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی خلوت (تنہائی) میں ہو تو دن اور رات میں بارہ ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو اس پر اسرار اور رموز کھلنا شروع ہو جائیں گے۔ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

درود پاک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدِ النُّوْرِ وَاٰلِهٖ.

(خزانہ درود وسلام: اشفاق احمد حافظ۔ صلوا علیہ وآلہ: ع۔م۔چوہدری)

(ب) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَةً مَّقْبُوْلَةً تُؤَدِّیْ بِهَا عَنَّاحَقَّهُ الْعَظِیْمَ.

نقل ہے کہ مؤلف ممدوح حضرت سلیمان الجزولی مع اپنے مُریدوں کے ایک روز شہر فاس کے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ آخر وقت نماز ظہر کا تھا۔ وضو کے لیے پانی تلاش کیا۔ کسی کونہ پایا کہ اس سے پانی حاصل ہو۔ با ہزار جستجو ایک کنواں دیکھا لیکن پانی نکالنے کے لیے رسّی اور ڈول نہ تھا۔ شیخ موصوف نہایت حیران اور پریشان گرد اس کنویں کے پھرتے تھے۔ اچانک ایک لڑکی نے جس کی عمر آٹھ نو برس کے لگ بھگ تھی، اپنے مکان کے دروازے سے یہ حال دیکھا اور پکارا اے شیخ! اس قدر حیران کیوں پھرتے ہو۔؟

شیخ نے فرمایا میں محمد بن سلیمان جزولی ہوں اور اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے ظاہر کی۔ اس لڑکی نے شیخ سے اس کا حال پوچھا تو شیخ نے فرمایا ظہر کا وقت تنگ ہو رہا ہے اور پانی میسر نہیں کہ وضو کروں۔ لڑکی نے کہا آپ کا یہ نام اور اتنی شہرت؟ اچھا صبر کیجیے، وہ لڑکی کنویں کے پاس آئی اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔

یکا یک پانی جوش میں آیا اور کنویں کے کناروں سے بہنے لگا۔ شیخ نے جلدی جلدی وضو کیا اور نمازِ ظہر ادا کر کے اس کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر لڑکی نے پوچھا کون ہے؟ شیخ نے فرمایا:

اے میری پیاری بیٹی قسم ہے تم کو اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی اور عظمت کی جس نے تجھے پیدا کیا اور قسم ہے تجھ کو محمد ﷺ اپنے نبی اور رسول کی جن کی شفاعت کی تم امیدوار ہو کہ تو مجھے بتا تو اس رُتبے پر کیسے پہنچی۔ لڑکی نے بتایا کہ وہ اس رُتبے پر فلاں درود شریف کے پڑھنے سے پہنچی۔ وہ درود شریف اوپر لکھ دیا گیا ہے۔ لڑکی کی اس کرامت کو دیکھ کر حضرت سلیمان جزولی نے درود شریف کی مشہور کتاب ''دلائل الخیرات'' مرتب کی۔

(دلائل الخیرات مطبوعہ بیت القرآن کراچی۔ صفحہ ۱۲۱ اور ۲۴۲)

(ج) درود قصیدہ بُردہ شریف

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

ترجمہ: اے میرے مولا تو اپنے حبیب پر ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام بھیج جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

یہ حضرت امام بوصیری کے قصیدہ بُردہ شریف کے دیباچہ کا شعر ہے جو درود بوصیری کے نام سے مشہور ہے۔ دراصل یہ شعر قصیدہ بُردہ شریف کا نچوڑ ہے اور بے پناہ دینی اور دنیاوی فوائد کا حامل ہے۔ جو شخص یہ درود روزانہ سو مرتبہ پڑھے گا اس کا دل عشقِ رسول ﷺ سے موجزن ہو جائے گا اور اگر رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت کو مدِ نظر رکھے گا تو زیارت سے نوازا جائے گا۔ نمازِ فجر کے بعد روزانہ گیارہ مرتبہ پڑھنے سے عزت وشہرت میں اضافہ ہوگا۔ روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ پڑھنے سے درجہ ولایت حاصل ہوگا۔ (خزینہ درود شریف: علامہ عالم فقری)

(و) درود ہزارہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ ٥

ترجمہ: اے اللہ درود بھیج محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر ہر ایک ذرہ کے عوض دس کروڑ بار اور برکت دے اور سلام بھیج۔

درودِ ہزارہ طالبان روحانیت کا محبوب ورد ہے کیونکہ اس کے ورد سے سالکین کو روحانی منازل طے کرنے میں بہت آسانی ہو جاتی ہے اور رسول کریم ﷺ کی خاص شفقت عنایات اور توجہ حاصل ہوتی ہے لہٰذا جو شخص حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ رمضان المبارک میں یہ درود روزانہ تہجد کے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ ان شاء اللہ بہت جلد زیارت سے سرفراز ہوگا۔ اس ورد کے اور بھی بہت سارے فیوض و برکات ہیں۔

(س) درودِ قطب:

حضرت سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے بے پناہ عشق تھا اور اس عشق میں آپ جو درودِ پاک پڑھا کرتے تھے۔ وہ درود بدوی کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت سید احمد بدوی کا یہ درود نورِ الٰہی کے حصول کا سبب ہے کیونکہ اسے پڑھنے سے بہت سے اسرار کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ درود خواب اور بیداری میں نبی کریم ﷺ سے رابطہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اسے پڑھنے سے زیارت نبی ﷺ حاصل ہونے کے بعد حضوری کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد حتیٰ کہ درجہ قطبیت حاصل ہو جاتا ہے۔ چالیس دن تک روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھنے سے بے پناہ انوارِ الٰہیہ کا حصول ہوگا۔

درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ وَتِرْيَاقِ الْاَغْيَارِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ
الْمُخْتَارِ وَآلِهِ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِ الْاَخْيَارِ عَدَدَ نِعَمِ اللّٰهِ وَاَفْضَالِهٖ ٥

ترجمہ: یاالٰہی درود بھیج نور الانوار اور اسراروں کے راز کھولنے والے پر اور اغیار کے تریاق سیدنا محمد ﷺ مختار پر اور ان کی آل اطہار اور ان کے بہترین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رحمت نازل فرما۔ نعمت اللہ کی بے پناہ اور فضل عطا ہو۔

(خزینہ درود شریف۔ علامہ عالم فقری)

(۸) جادو، ٹونہ اور جنات سے حفاظت کے لیے:

(۸۔الف) حضور نبی کریم ﷺ کے دربارِ عالی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکایت کی کہ ان کے رہائشی مقام پر رات کے وقت قوم جن کا ایک فرد ساری رات مختلف طور پر پریشان کرتا رہا اور خوف زدہ ہو کر میں آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مذکورہ درود شریف اور آیاتِ قرآنی لکھوا کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائیں اور ہدایت کی کہ رات کو تکیہ کے نیچے رکھ کر سوئے۔ حسبِ تعمیل انہوں نے ایسا ہی کیا اور جنات نے رونا شروع کر دیا اور دُہائی دینے لگے کہ ہم کو چھوڑ دو۔ ہم اب تنگ نہیں کریں گے۔ ہم یہاں سے بھاگ جائیں گے تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ پُرنور ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا تو سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ جابر وہ تعویذ اپنے تکیے کے نیچے سے نکال لو ورنہ قوم جن ہلاک ہو جائے گی۔ اس طرح جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنوں سے نجات مل گئی اور وہ دوبارہ وہاں واپس نہیں آئے۔ جنات سے حفاظت کا درود درج ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
وَالْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط
يَاطٰهٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: یا اللہ درود نازل فرما، ہمارے آقا و مالک، نبی کریم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو بھیجے گئے ہیں، جنوں، انسانوں اور تمام سرخ و سیاہ مخلوق کی طرف رسول بنا کر۔ اے محبوب! اللہ آپ کے لیے کافی ہوگا بے شک وہی سننے اور جاننے والا ہے۔ یاطٰہٰ درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر اور سلام۔

(محمد طفیل بھٹی مدنی محمدی۔ دولت دارین۔ حنفی محمود حلوائی جلد ہ)

(۸۔ب) جنوں سے فائدے کے لیے:

حضرت مولانا شاہ فضل رحماں گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ درود شریف پڑھا کرو۔ اس کے پڑھنے سے جنوں (جنات) سے فائدہ ہوگا۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى مُؤْمِنِ الْجِنِّ.

(۸۔ج) کالے علم اور جادو کے ذریعے کوئی تنگ کرے تو:

اگر کوئی شخص کسی دشمن کی دشمنی سے تنگ آ گیا ہو اور طرح طرح کی اذیتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو تو

اسے چاہیئے کہ اس درود پاک کو روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ بعد نمازِ عشاء پڑھنا شروع کردے اور ہمیشہ پڑھتا رہے۔ ان شاء اللہ دشمنوں سے امان میں رہے گا۔

اگر کسی دشمن نے آپ کے روزی کے ذرائع، جادو اور کالے علم کی بنا پر وقتی طور پر روک دیے ہوں تو یہ درود ۴۰ دن تک بعد فجر سو مرتبہ روزانہ پڑھیں۔ ان شاء اللہ دشمن کے کیے ہوئے تعویذ، دھاگے اور کالے علم اور جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

اگر آپ کا کوئی دشمن ہر وقت زبان درازی کرتا ہو تو سات جمعرات تک ہر جمعرات سات (۷) مرتبہ پانی پر دم کر کے دشمن کے مکان کی طرف منہ کر کے پاکیزہ جگہ پر چھینٹے ماریں۔ اللہ کے حکم سے دشمن زبان درازی چھوڑ دے گا۔ بہت ہی مجبوری کی صورت میں یہ عمل کریں۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارِکْ
وَسَلِّمْ. اَللّٰھُمَّ اقْھِرْ بِھَا عَلٰی اَعْدَائِنَاوَ اَلْزِمْھُمْ وَعَجِّلْ اِلَیْھِمْ
مَا قَصَدُوْنِیْ بِہٖ فِیْ اَمْوَالِھِمْ وَ عِزَّتِھِمْ وَاَمَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ.

(نافع الدارین فی الصلوۃ، سید الکونین ﷺ۔ ع۔م۔ چوہدری)

(۸۔و) دشمن سے نجات کے لیے:

یہ درود شریف دشمن کی تباہی کے لیے نہایت مجرب ہے۔ اس کو سورۃ التوبہ کی آخر آیت لقد جاء کم .... رؤف الرحیم کے بعد ایک سو بار پڑھنا چاہیے مگر یاد رہے کہ بلاوجہ یا معمولی تنازعات کی وجہ سے یہ عمل کرنے سے الٹا نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے احتیاط اور اجازت (مرشد سے یا کسی مخلص عامل سے) لازم ہے۔ درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ لَا یَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ
شَیْئٌ وَارْحَمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَۃِ شَیْئٌ وَ بَارِکْ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَۃِ شَیْئٌ وَسَلِّمْ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ شَیْئٌ.

(۸۔س) فتح مندی اور دشمن کے وار سے محفوظ رہنے کے لیے:

یہ درود پاک مقہوری اعداء و حصولِ مقصد، اظہار غلبہ و عظمت اور فتح مندی و دشمن کے وار سے محفوظ رہنے

کے لیے اکسیر اعظم ہے۔ ۲۱ یا ۳۱۳ مرتبہ روزانہ (۴۰) یوم تک پڑھنے سے مقصد حاصل ہوگا اور ہمیشہ ورد رکھنے سے مخلوق میں عظمت قائم ہو جاتی ہے۔ درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ مَلَاتَ قَلْبَہٗ مِنْ جَلَالِکَ وَعَیْنَہٗ مِنْ
جَمَالِکَ فَاَصْبَحَ فَرِحًا مُّؤَیَّدًا مَّنْصُوْرًا وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا.

(نافع الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین ﷺ۔ ع۔م۔ چوہدری)

(۸۔ش) فتح و نصرت اور بربادی دشمناں کے لیے:

فتح و نصرت اور مقہوری اعداء کے لیے ۴۱ مرتبہ اس درود شریف کا ہمیشہ ورد رکھنا بہت مفید ہے، اور کاروباری حضرات کے لیے اس درودِ پاک کا ورد بہت موثر ہے، لہٰذا انہیں چاہیے کہ اپنے کاروبار کے مقام پر روزانہ گیارہ مرتبہ اس کا ورد جاری رکھیں تو ان کے کاروبار میں ہر لحاظ سے نفع ہوگا اور خیر و برکت ہوگی، ان شاء اللہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَنْ خَتَمْتَ بِہِ الرِّسَالَۃَ وَاَیَّدْتَہٗ
بِالنَّصْرِ وَ الْکَوْثَرِ وَالشَّفَاعَۃِ.

(۸۔ی) دشمن کی عداوت زائل کرنے کے لیے:

مندرجہ ذیل درودِ پاک کے ورد سے مخلوق کے دلوں میں سالک کی محبت اور اس کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور وہ محبوب خلائق بن جاتا ہے اور ایسے ہی اگر کوئی اس کا دشمن ہے تو اس کے پڑھنے سے اس کی عداوت زائل ہو جاتی ہے۔ ساس بہو کی عداوت کے لیے بھی موثر ہے روزانہ ۳۱ مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ قُرِنَتِ الْبَرَکَۃُ بِذَاتِہٖ
وَمَحَیَّاہُ وَتَعَطَّرَتِ الْعَوَالِمُ بِطِیْبِ ذِکْرِہٖ وَرَیَّاہُ.

(نافع الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین علیہ الصلوۃ۔ ع۔م۔ چوہدری)

(۹) مشکلات و مصائب سے نجات کے لیے

(۹۔الف) درودِ جمالی:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مہم یا پریشانی یا مصیبت میں ہو وہ اس درودِ پاک کو ایک ہزار مرتبہ محبت و اخلاص سے پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت ٹال دے گا اور پڑھنے والے کو اپنی مراد میں کامیاب فرما دے گا۔ درودِ جمالی یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ .

(کینتذر پی پی آئی (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور)

(۹۔ب) درودِ اسمِ اعظم:

درودِ اسمِ اعظم کا روزانہ کم سے کم (۱۰۰) سو مرتبہ ورد کا معمول بنالیں پھر اس کی برکات دیکھئے کہ دین و دنیا کے ہر کام میں کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ ناکامی کی بادِ خزاں کبھی دور سے بھی نہ گزرے گی۔

درودِ اسمِ اعظم یہ ہے:

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا ۝ (سَلَّمَا پڑھیے)۔

(کینتذر پی پی آئی (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، شمع شبستانِ رضا، حصہ سوم)

حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے درود شریف کے یہ صیغے (اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا) اعلیٰ حضرت کی بعض تصانیف اور دلائل الخیرات سے اخذ کیے ہیں۔ سفرِ حج سے پہلے ان کا ورد کیا کرتا تھا۔ حج کے دوران طوافِ کعبہ کے دوران حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور با آواز بلند فرمایا۔

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا ۝

اس کے بعد میرا معمول ہوگیا کہ جب بھی (اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا) پڑھتا ہوں تو اس کے ساتھ (نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا) بھی پڑھتا ہوں۔

(نافع الدارین۔ ع۔ م۔ چودھری)

(۹۔ج) فتنہ اور تنگی دور کرنے کے لیے درودِ پاک:

آج کل فتنوں کا دور ہے۔ فتنوں کی بہت ساری قسمیں ہیں۔ خصوصاً فتنہ دجال مختلف شکلوں میں ظہور پذیر ہے، اس فتنے کو سمجھنے اور اس سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔ اسی طرح تنگی و ترشی کا دور دورہ ہے۔ بے روزگاری، رزق کی کمی اور بے برکتی وغیرہ یہ درودِ پاک مفتی دمشق علامہ حامد قنوی عماری علیہ الرحمہ سے نقل کیا گیا ہے۔ فتنہ اور تنگی دور کرنے کا بہترین نسخہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

(کینتذر۔ پی پی آئی (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور)

(۹۔ر) درودِ خاص:

کوئی رنج یا مصیبت آجائے تو صدقِ دل سے اس درودِ پاک کا ورد کیجئے، ان شاء اللہ تمام مصیبتیں، تکلیفیں اور رنج و غم ختم ہوجائیں گے۔ جتنی بھی تعداد میں پڑھیں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ.

(کینتذر۔ پی پی آئی (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور)

(۹۔س) روزگار میں ترقی کے لیے:

صاحب مطالع المسرات فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس درودِ پاک کو روزانہ گیارہ مرتبہ ورد کرے تو اس کے روزگار میں دن بدن ترقی ہوگی۔ حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَیْھِمْ تَسْلِیْمًا وَھَبْ لَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْھِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا.

(شرح دلائل۔ نافع الدارین)

(۹۔ش) مفلسی دور کرنے کے لیے:

جب گھر میں داخل ہوں تو مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں بطریق سلام خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ ان شاء اللہ مفلسی دور ہوجائے گی۔ درود شریف یہ ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

(نافع الدارین۔ فی الصلوٰۃ علیٰ سید الکونین ﷺ۔ ع۔ م۔ چوہدری)

(۹۔ع) جب کوئی ہمدرد اور غم خوار نظر نہ آئے:

جب کوئی پریشانی ہو اور دل ڈوب رہا ہو، دل کی دھڑکن بڑھ گئی ہو آس پاس کوئی ہمدرد و غم خوار نظر نہ آئے، اس وقت اللہ کے محبوب اعظم ﷺ کا امتی غلام اپنے آقا ﷺ سے نظر کرم کی بھیک مانگے اور مندرجہ ذیل درود شریف کا ورد کثرت سے کرے اور درود شریف کم از کم اتنی آواز سے پڑھے کہ ہر حرف کی آواز کانوں میں صاف سنائی دے اور دل میں اپنے آقا ﷺ کا تصور قائم ہو۔ پھر دیکھیں کہ آقا و مولا ﷺ غمی کو کس طرح خوشی میں تبدیل فرماتے ہیں۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

درود شریف درج ذیل ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

(۹۔ف) ہر بلا اور مصیبت کے رد کے لیے:

ہر مصیبت اور بلا جو لوگوں پر نازل ہوتی ہے اس کو یہ درود شریف دفع کر دیتا ہے۔ آپ بھی پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

(۹۔ق) ہر مشکل کے حل کے لیے:

رات سونے سے پہلے وضو کر کے لیٹ جائیں۔ جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور درج ذیل درود شریف کا دل سے ورد کریں۔ زبان یا لب نہ ہلائیں اور پڑھتے پڑھتے سو جائیں۔ ورد کے دوران بات چیت نہ کریں اور مقصد دل میں رکھیں جس کے لیے وظیفہ پڑھا جا رہا ہے، اگر مقصد رزق میں ترقی ہے تو یہ تصور کریں کہ میرے حالات بدل رہے ہیں میں اچھے کپڑوں میں ملبوس ہوں۔ میرے ہاتھوں میں نوٹوں کے بنڈل ہیں۔ وظیفہ کی مدت چالیس یوم ہے۔ اگر پہلے کام ہو جائے تو بھی اس عمل کو چالیس روز تک کریں۔ درودِ پاک یہ ہے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ.

(روحانی جنتری ۱۹۹۶۔ از ڈاکٹر سلطان سرحد۔ نافع الدارین۔ ع۔م۔ چوہدری)

(۹۔ک) جملہ آفاتِ ارضی وسماوی سے بچنے کیلئے:

ہر سہ شنبہ کی صبح کو ایک ہزار مرتبہ اس درود شریف کو پڑھیے۔ ان شاء اللہ حفظ و امان میں رہیں گے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ.

(سردار عالم جنتری ۱۹۹۳۔ لیاقت نجم۔ نافع الدارین فی الصلوٰۃ سید الکونین ﷺ: ع۔م۔ چوہدری)

(۹۔گ) عجیب وغریب درود شریف:

حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص ہر جائز و مستحق غرض کے لیے بطور عمل اس درود شریف کو پڑھ سکتا ہے، خلاف شرع اور ناجائز کام کے لیے پڑھنے سے آدمی برباد ہو جاتا ہے، لہٰذا احتیاط سے پڑھنا چاہیے۔ ہر شخص کو اس کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ درود شریف یہ ہے:

یَامَخْدُوْمِیَ الصَّلَاتِیْ.

(۹۔م) جب کوئی صدمہ یا مشکل پیش آجائے:

جب کوئی مشکل یا صدمہ پیش آجائے تو وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھیں اور نماز کے بعد سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں۔ یہ درود شریف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے معمول میں تھا۔ حل المشکلات کے لیے آپ بھی پڑھیں:

اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

(۹۔ن) تنگ دستی دور کرنے کے لیے:

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیثِ پاک نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو تنگ دستی کی حالت میں ہو وہ مجھ پر کثرت سے یہ درود شریف پڑھے۔ ان شاء اللہ اس کے ورد سے تنگ دست کا ٹھکانا مکرم ہو جائے گا۔ درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ.

(نافع الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین ﷺ: ع۔م۔ چوہدری)

(۱۰) صحت وتندرستی اور شفائے امراض کیلئے:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کے کان میں گرانی (یا درد) ہو تو اس درود شریف کو پڑھے۔ اس کے پڑھنے سے اجر وثواب کے علاوہ بیماری سے بھی نجات مل جائے گی۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَ فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. (شفاء القلوب)

(۱۰۔الف) اگر زبان میں لکنت ہو تو:

اگر کسی کی زبان میں لکنت ہو اور وہ بات کرنے میں تکلیف یا پریشانی محسوس کرتا ہو یا کسی کی زبان بند ہو جائے تو مندرجہ ذیل درود شریف طاق دنوں (۳،۷،۱۱،۱۳،۱۷،۱۹) تک طاق اعداد (۳،۷،۱۱،۱۳،۱۷،۱۹،۲۱، ۱۱۱ یا ۳۱۳) میں پڑھ کر دم کریں یا لکھ کر پلائیں۔ درودِ پاک یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَ

اَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ صَلٰوةً تَشۡرَحُ بِهَا صَدۡرِىۡ وَ تُيَسِّرُبِهَا اَمۡرِىۡ وَ
تَجۡبُرُوۡبِهَا لُسۡرِىۡ وَتَحُلُّ بِهَاعُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ. (سعادت الدارین)

(۱۰۔ب) شدید بیماری میں:

اگر کسی شدید قسم کی بیماری میں مبتلا مریض کے سرہانے اس درود پاک کو سو مرتبہ پڑھا جائے اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے بیمار کی صحت یابی کے لیے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ بحرمتِ رسول اکرم ﷺ دعا قبول فرمائے گا۔

اگر کوئی اس درودِ پاک کا ورد ہر نماز کے بعد جاری رکھے تو وہ ذلت سے نکل کر عظمت میں آجائے گا اور اگر کسی حاکم یا کسی افسر کے پاس جائے گا تو وہ عزت کرے۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَ بَارِکۡ عَلٰى حَبِيۡبِکَ الۡمُصۡطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمۡ.

(گلدستۂ درود شریف، نافع الدارین)

(۱۰۔ج) دانتوں کی تکلیف کے لیے:

سید محمد ابو طاہر گیلانی نقش بندی عمیمی اپنی تالیف "درود شریف ﷺ دولتِ خوشنودی" میں لکھتے ہیں کہ دانتوں کی تکلیف کے لیے کم از کم (۳۰۰) تین سو مرتبہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلَى النَّبِيِّ الطَّاهِرِ پڑھیں اور دم کریں۔ "افضل الصلوٰۃ" میں بزرگانِ دین کے حوالہ سے ہے کہ جو شخص بدبو والی چیز جیسے مولی، پیاز وغیرہ کھانے کے بعد اگر اس درود شریف کو پڑھے تو درود شریف کے ورد کی برکت سے اس کا منہ بدبو سے پاک رہے گا۔ شرط یہ ہے کہ ایک ہی سانس میں گیارہ مرتبہ پڑھے۔ (نافع الدارین: ع۔م۔ چوہدری)

(۱۰۔د) آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لیے:

آنکھوں میں سرمہ ڈالنا سنتِ رسولِ مقبول ﷺ ہے۔ آج کل نبی مکرم ﷺ کی کسی بھی سنت پر عمل کا ثواب سو شہیدوں کے ثواب کے برابر ہے۔

جناب ع۔م۔ چوہدری "نافع الدارین" میں کئی حوالوں سے لکھتے ہیں کہ آنکھوں میں سُرمہ ڈالتے وقت اس درود شریف کے پڑھنے سے آنکھیں ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رہتی ہیں۔ صاحبزادہ محمد ابوالحسن کہتے ہیں کہ اس درودِ پاک کو تمام امراض میں پڑھ کر دم کرنا مفید و مجرب ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَ بَارِکۡ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ
الۡكَامِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ كَمَالَانِهَايَةَ لِكَمَالِکَ وَعَدَدَ كَمَالِهٖ.

(۱۰۔س) دل کی بیماری کے لیے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ يَااَللّٰهُ يَارَحۡمٰنُ يَارَحِيۡمُ قَلۡبِىۡ مَارَاكُنۡ
مُسۡتَقِيۡمَ بِحَقِّ اِيَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاکَ نَسۡتَعِيۡنُ. يَاسَلَامُ يَاقَادِرُ يَاقَدِيۡرُ.

ترکیب استعمال: اوّل و آخر تین بار درود شریف اور گیارہ مرتبہ یہ دعا مریض خود پڑھے اور اپنے قلب (دل) پر دم کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص پڑھے تو قَلۡبِىۡ مَارَاكُنۡ مُسۡتَقِيۡمَ کی بجائے قَلۡبِشۡ كُنۡ مُسۡتَقِيۡم پڑھے اور دم کرے، بہت اکثیر ہے۔ پانی پر دم کر کے بھی پی سکتے ہیں۔ کسی نماز کے بعد دو بار۔

(بہتر ہے یہ عمل روزانہ کیا جائے۔ مولف)

(درود شریف ﷺ دولت خوشنودی از سید محمد ابو طاہر گیلانی نقش بندی عمیمی)

(۱۰۔ش) میٹھی نیند کے لیے:

آج کے پُر آشوب دور میں انسان نیند کی عظیم دولت سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔ لوگ نیند لانے کے لیے دوائیوں کا استعمال کرتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں نہ سکون ملتا ہے اور نہ نیند آتی ہے۔ سید محمد ابو طاہر گیلانی نقشبندی عمیمی اپنی تالیف درود شریف ﷺ دولت خوشنودی میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس کسی کو نیند کم آتی ہو تو سوتے وقت سورۂ احزاب کی یہ آیت شریف پڑھے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا○

(۱۰۔ع) درد سر سے نجات:

حضرت مولانا فضل رحماں گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ کتھے پر تین مرتبہ اس درود شریف کو پڑھ کر سر پر لگا لو۔ فوراً آرام آجائے گا۔ درود پاک یہ ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ.

"یا"

یہ درودِ پاک چند بار پڑھ کر سر پر دم کریں تو ان شاءاللہ شفاء ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ . (نافع الدارین۔ع۔م۔چوہدری)

(۱۰۔غ) کمزور دل افراد کے لیے:

درود شریف کا بکثرت ورد انتہائی مفید ہے۔ باوضو حالت میں بکثرت درود شریف کے ورد سے دل قوی یعنی مضبوط ہوتا ہے۔ بُزدلی اور خوف و ہراس جاتا رہتا ہے اور دل میں بہادری اور جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی سا بھی درود شریف پڑھا جا سکتا ہے۔ (صلوا علیہ و آلہ:ع۔م۔چوہدری)

(۱۰۔ف) ایک عجیب سریع الاثر درود شریف:

حضرت ابوانیس صوفی برکت علی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بیماری نے کہا وہ جانے کی نہیں ----- شرمندہ ہو کر لوٹ گئی۔
ناداری نے کہا وہ جانے کی نہیں ---- خجل ہو کر بھاگ گئی۔
قضا نے کہا وہ ٹلنے کی نہیں ---- ٹل گئی۔

کیوں؟ کیونکہ میں کثرت سے پڑھتا ہوں یہ درود شریف:

سَيِّدُنَا كَرِيْمٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ. (صلوا علیہ وآلہ:ع۔م۔چوہدری)

(۱۱) چند مقبول و مبرور درود شریف:

یوں تو ہر درود شریف بارگاہِ الٰہی میں مقبول و مبرور ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خالقِ کائنات خود اور اس کے ملائکہ ہر وقت درود شریف کے ورد میں مصروف رہتے ہیں۔ ظاہر ہے جو کام اللہ عزوجل خود انجام دے رہے ہیں اور وہی کام اللہ تعالیٰ کی مخلوق بھی کرے تو اس فعل کے رد ہونے کا اندیشہ تک نہیں ہوتا۔ مخلوق میں صرف جن وانس شامل نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اس میں خشکی اور پانی کی تمام مخلوقات شامل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مینڈک کو نہ مارو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہے۔ عرض کیا گیا حضور! فرمائیے یہ کیا کہتا ہے؟ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا یہ کہتا ہے ”سبحان (میرا اللہ) جو پانیوں میں ہے۔“ اسی طرح سے شہد کی مکھی کا شہد بناتے وقت درود شریف پڑھنا اور مچھلی کا درود شریف کا ورد کرنا احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کا حکم مانتی ہیں اور خالقِ کائنات کی کسی

نہ کسی طور عبادت کرتی ہیں اسی طرح درود شریف بھی پڑھتی ہیں۔

اسی لیے درود شریف کے ورد کا بے حد اجر و ثواب ہے۔ اجر و ثواب کا پیمانہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہماری ناقص عقل کی رسائی وہاں تک نہیں جہاں اجر و ثواب تقسیم کیا جاتا ہے۔

لیکن جس درود شریف کے ورد کے ربِ کائنات کا محبوب ﷺ (جن کے لیے یہ درود شریف ورد کیے جاتے ہیں) اپنے لبِ مبارک سے پسندیدگی کا اظہار فرما دیں یا یہ فرما دیں کہ فلاں درود شریف اتنی تعداد میں پڑھا کرو، اس درود شریف کے عمدہ اور مقبول ہونے پر مہر لگ جاتی ہے۔ اگر سرکارِ دو عالم ﷺ آپ کو خواب یا عالمِ بیداری میں کوئی خاص درود شریف ورد کرنے کا حکم فرمائیں تو اس سے بڑھ کر آپ کی اور کیا خوش نصیبی ہوگی۔ یقیناً رحمۃ للعالمین کی نظرِ کرم سے قاری کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ ذیل میں اسی قسم کے چند نادر درود شریف درج کیے جاتے ہیں۔ محسنِ انسانیت کے خوش نصیب امتی اگر چاہیں تو فائدہ اٹھالیں۔

اسی قسم کے کئی مبرور و مقبول درود شریف اس ناچیز کی تالیف ”بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں مقبول و مبرور درود و سلام“ میں شامل ہیں۔ آپ چاہیں تو ان سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱۱۔الف) درودِ حسینی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِكَ
وَ رِضَانَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ.

حضرت مخدوم حسین نوشہ توحید بلخی فردوسی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا درود شریف صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَاء نفسه و زينته عرشه و مداد كلماته سے مرتب کیا ہے۔ جس کی تعلیم حضور ﷺ نے اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو دی تھی۔

مولانا حسین فردوسی نے اپنے کسی رسالہ میں اس درود شریف کا ترجمہ اس طرح تحریر فرمایا:

(۱) اے خداوندا محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما، اپنی تمام مخلوقات کی تعداد کے مطابق (اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی ہیں)۔

(۲) اور محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت فرما اپنی ذاتِ پاک کی خوشنودی کی مقدار میں (اور جب اس کی ذاتِ پاک کی کوئی انتہا نہیں تو محمد ﷺ پر اس کی رحمت کی بھی کوئی انتہا نہ ہوگی)۔

(۳) محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت فرما اپنے عرش کے وزن کی مقدار میں۔ (اور عرش کا وزن اور وسعت لوگوں کے علم سے بالاتر ہے)۔

(۴) اور محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت فرما اپنے کلمات کی مقدار میں۔ (اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کا علم کسی کو نہیں ہے)۔

جس رات آپ نے یہ درود ترتیب دیا آپ کے عم (چچا) بزرگوار، استاد و مرشد حضرت مولانا مظفر بلخی بھی وہیں مکہ مکرمہ میں تھے۔ آدھی رات کا وقت تھا، کہ مولانا نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ حضورِ اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ مولانا مظفر آج کی رات تمہارے بھتیجے (مخدوم حسین) نے میرے پاس ایسا تحفہ بھیجا ہے، جیسا کہ کم لوگوں نے بھیجا۔ اس کے بعد وہ درود شریف پڑھ کر سنایا اور مولانا نے سرکارِ ابد قرار ﷺ سے سن کر ہی یاد کرلیا۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اس سے پہلے مجھے ایک حسین محبوب تھے یعنی حسین ابن علی اب دو حسین محبوب ہیں۔ ایک حسین ابن علی اور دوسرے حسین بن معز۔ مکہ مکرمہ میں حج کے لیے آئے ہوئے تیس چالیس اولیائے کرام کو بھی اس رات خواب میں سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ درود شریف یاد کرلو۔ (ماخوذ از "اورادہ فصلی"

:مرتبہ مولانا مخدوم حسین نوشہ توحید بلخی فردوسی، درود شریف ﷺ دولتِ خوشنودی: از سید محمد ابوطاہر گیلانی نقش بندی عمیمی)

(۱۱۔ب) جناب محمد مقصود حسین قادری، نوشاہی اویسی، حضرت علامہ محمد فیض احمد، اویسی، رضوی بہاولپوری کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ سرورِ کونین ﷺ کی ذاتِ اقدس سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ دینی کتب کی بغیر قیمت ہدیتاً تقسیم اور ایسی ہی کتب جمع کرنے کا ذوق رکھتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے آپ نے "فیض رضا لائبریری قائم کر رکھی ہے۔ آپ فیض رضا لائبریری اور فیض رضا پبلی کیشنز کے بانی و چیئرمین بھی ہیں۔ دینی کتب کی فی سبیل اللہ تقسیم کے لیے ملک کے مختلف حصوں اور علاقوں میں جاتے رہتے ہیں۔

محترمہ بیگم راشدہ صدیقی المعروف رابعہ ثانی، حلقہ چشتیہ، صابریہ عارفیہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اپنے مرشد پاک حضرت شاہ محمد افضل، قادری، چشتی، صابری، نظامی، قلندری المعروف "افضل سرکار" کی زیرِ سرپرستی اور مرشد کی ہدایات کے مطابق درود پاک اور مختلف اسلامی موضاعات پر کتابیں شائع کرتی ہیں۔ آپ کی کتابیں پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ آپ مکی و مدنی آقا ﷺ کی محبت سے سرشار ہیں۔

مرید کے سے ایک روحانی بزرگ (نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہے) نے ان دونوں ہستیوں کے بارے میں فرمایا کہ: "ماہ ربیع الاول میں "طریقت کے چراغ" پڑھتے پڑھتے بندہ گناہ گار پر سرکارِ دو عالم ﷺ کی

مہربانی ہوئی۔ الحمد للہ الف مرۃ (اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے) میرے آقا و مولا رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا "میرے مقصود کو میرا سلام پہنچاؤ اور راشدہ صدیقی کو بھی میرا سلام پہنچاؤ اور یہ درود شریف بھی" محمد عربی ﷺ کا پسندیدہ درود شریف یہ ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَنَا يَامُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَاسَيِّدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَلَّتْ حِيْلَتِيْ اَنْتَ وَسِيْلَتِيْ اَدْرِكْنِيْ يَاسَيِّدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ. (غیر مطبوعہ)

(۱۱۔ج) درودِ معظم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّادَامَتِ الصَّلٰوةُ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جب تک دنیا میں نماز باقی ہے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الْبَرَكَاتُ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جب تک دنیا میں برکتیں باقی ہیں۔

(۳) وَارْحَمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّادَامَتِ الرَّحْمَةُ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل مہربانیاں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جب تک دنیا میں رحمتیں باقی ہیں۔

(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اِسْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَسْمَآءِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کے نام نامی اسمِ گرامی پر درمیان تمام ناموں کے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى صُوْرَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الصُّوَرِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کی صورتِ پاک پر درمیان تمام صورتوں کے۔

(۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کی روحِ پاک پر درمیان تمام روحوں کے۔

(۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَلْبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْقُلُوْبِ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار محمد ﷺ کے دل پاک پر درمیان تمام دلوں کے۔

(۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْاَجْسَادِ.

ترجمہ: اور (اے اللہ عزوجل) رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردارِ محمد ﷺ کے جسم پاک پر درمیان تمام جسموں کے۔

(۹) وَصَلِّ عَلٰى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْقُبُوْرِ.

ترجمہ: اور (اے اللہ عزوجل) رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردارِ محمد ﷺ کی قبر پاک پر درمیان تمام قبروں کے۔

(۱۰) وَصَلِّ عَلٰى تُرْبَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى التُّرَابِ.

ترجمہ: اور (اے اللہ عزوجل) رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردار، محمد ﷺ کی قبر کی مٹی پر درمیان قبروں کی مٹی کے۔

(۱۱) وَصَلِّ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

ترجمہ: اور (اے اللہ عزوجل) رحمتیں نازل فرمائیے اپنی بہترین تخلیق ہمارے سردارِ محمد ﷺ پر اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کا فضل نازل ہو آپ کی ساری اولاد پر۔

(۱۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى التَّوْفِيْقِ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ عَلَى التَّقْصِيْرِ.

ترجمہ: اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ غلطی پر معافی مانگ لوں۔

(۱۳) سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ: اے اللہ عزوجل آپ پاک ہیں۔ میں آپ کا بندہ ہوں (یہ درود شریف ورد کرکے) میں نے آپ کی عبادت کا حق ادا کر دیا ہے آپ کی رحمت سے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے بہترین رحم کرنے والے۔

یہ درودِ معظم ''اصلی جواہر خمسہ کامل'' سے ماخوذ ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں جو کوئی اس درود شریف کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ پاک پر پڑھے گا ضرور اپنے مقصود کو پہنچے گا یعنی جملہ مقاصد پورے ہوں گے یا وصول الی اللہ میسر آئے گا یا جو ضروریات دینی و دنیاوی ہوں بر آویں گی۔

ایک صاحب اس درود شریف کا بعد از نماز مغرب صرف ایک مرتبہ ورد کرتے تھے۔

وہ صاحب کسی وجہ سے یکم نومبر ۲۰۱۰ء کو بعد از نماز مغرب یہ ورد نہ کر سکے۔ ۲ نومبر ۲۰۱۰ء کی صبح بعد از نماز فجر ورد میں مصروف تھے۔ ابھی ورد جاری تھا کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ کی نظر کرم ہو گئی۔ ارشاد فرمایا ''یہ درود ہمیں پسند ہے۔ اس کو ایک گھنٹہ یا اس سے کم سہولت سے پڑھ لیا کرو۔'' سرکارِ دو عالم ﷺ کا عاجز اُمتی اسی دن سے آقا ﷺ کے حکم کی تعمیل میں روزانہ ایک یا آدھ گھنٹہ تک یہ ورد جاری رکھے ہوئے ہے۔ اگر آپ پچاس مرتبہ روزانہ ورد

کریں تو ۶۵۰ کی تعداد حاصل ہو جاتی ہے۔ (۱۳×۵۰=۶۵۰) جو کہ بکثرت ورد کا ہندسہ ہے۔ اس درود میں کل تیرہ صیغے ہیں۔ نمبر ۴ اور ۵ کے صیغے ان کے خود وضع کردہ ہیں اور درودِ معظم کے ورد میں شامل ہیں۔

۳ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بروز بدھ بمطابق ۹ مارچ ۲۰۱۱ء کو یہ ورد جاری تھا جب وہ ''نمبر ۳ صیغہ وَارْحَمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الرَّحْمَةُ'' پر پہنچے جس کا مطلب ہے ''اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائیے ہمارے سردارِ محمد ﷺ پر جب تک دنیا میں رحمتیں باقی ہیں۔'' تو انہیں اونگھ یا غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضورِ اقدس شہنشاہ معظم روضہ اقدس یعنی قبر مبارک کے پاس جلوہ افروز ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں۔ ''تمہارے نبی پر اللہ تعالیٰ کی لاتعداد رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔ یہ رحمتیں خاص تمہارے نبی کے لیے ہیں۔ میرے اُمتیوں سے کہہ دو مجھ پر درود پڑھا کریں۔ اس میں ان کا فائدہ ہے۔ اس (امر) کی تبلیغ کرو۔''

سرورِ کائنات ﷺ کے حکم کے موجب وہ صاحب درخواست کرتے ہیں کہ جس قدر ہو سکے درود شریف کا ورد کیا کریں۔ کسی مخصوص درود شریف کی قید نہیں۔ آپ جو بھی درود شریف آسانی سے پڑھ سکیں روزانہ ۱۱، ۲۱، ۴۱، ۵۱، یا ۱۰۰ کی تعداد میں پڑھیں۔ جب خوب روانی ہو جائے تو تعداد بڑھا دیں اس سے آپ کو بہت فیوض و برکات حاصل ہوں گے۔ اپنے گھر والوں خاص طور پر چھوٹے بچوں، عزیز و اقارب، اہلِ محلّہ اور دوستوں کو درود شریف کے ورد کی ترغیب دلائیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ (غیر مطبوعہ)

(۱۱۔د) براہِ راست عطا ہونے والا درود شریف:

مندرجہ ذیل درود پاک حضرت شیخ حسن شداد کو روضۂ نبویہ ﷺ میں سال ۱۴۱۶ھ کو بلا واسطہ عطا ہوا۔ درود پاک یہ ہے:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

ضَاقَتْ حِيْلَتِىْ فَاَسْئَلُ الرَّحْمٰنُ يَقْضِىْ حَاجَتِىْ.

(خزانہ درود وسلام، از افتخار احمد، حافظ قادری/ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ۔ از: ع۔م۔چوہدری)

(۱۱۔س) بچوں کا بخت جگانے کے لیے درودِ قدسی کا ورد:

ہمارے پیارے نبی محمد عربی ﷺ اپنی اُمت کے ننھے مُنے بچوں سے بے حد محبت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی اُمت کے بچوں سے محبت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ کے منتظمین نے خواتین کے

ہمراہ بچوں کو اندر جانے سے روک دیا تھا۔ چھوٹے بچوں کی مائیں مشکل میں گرفتار ہو گئیں۔ وہ بچوں کو کس کے سپرد کر کے عبادت کے لیے آئیں، جبکہ ان کی اکثریت مسافروں کی ہوتی ہے۔ بچوں کے داخلے کو منع کرنے کی یہ وجہ بتائی گئی کہ وہ مسجد میں بچھے ہوئے قالین خراب کر دیتے ہیں۔

خواب میں سرکارِ مدینہ ﷺ نے کسی کو فرمایا کہ "ان سے کہو اپنے قالین اٹھالیں اور میری اُمت کے بچوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکیں۔ جب مختلف لوگوں کو دو تین مرتبہ خواب میں یہ ہدایت ملی تو کسی نے ہمت کر کے یہ بات متعلقہ حکام تک پہنچائی جس کے بعد بچوں کا داخلہ شروع کر دیا گیا۔

آپ نے دیکھا حضورِ اقدس ﷺ آج بھی اپنی اُمت کے بچوں سے کس قدر محبت وشفقت فرماتے ہیں۔ ایسے ننھے منے پھولوں کی تربیت ماں باپ کے ذمے ہے۔ اور اگر یہی بچے بڑے ہو کر بے راہ ہو جائیں تو کل قیامت کے دن ان کے بارے میں آپ اور ہم سے پوچھ گچھ ہوگی۔

ان بچوں کو شروع سے ہی نماز کی ترغیب نہایت ہی احسن طریقے سے اور پیار و محبت سے دی جائے۔ انہیں درودِ قدسیہ کے ورد پر لگا دیا جائے۔ شروع میں روزانہ سات یا گیارہ کی تعداد تک پڑھایا جائے پھر تعداد بڑھا دیں اور جب بچہ روزانہ سو مرتبہ پڑھنے لگے تو سمجھ لیں آپ کی محنت کام آ گئی۔ اس سے بچوں کے نصیب بلند ہوتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو آزما کے دیکھ لیں۔ ان شاء اللہ برکتیں ہی برکتیں ہوں گی۔ درودِ قدسی یہ ہے۔

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ٥

ترجمہ: اے اللہ عزوجل درود بھیجئے محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور سلام بھیجئے۔

پہلا واقعہ "بارگاہِ رسالت مآب ﷺ" سے بحوالہ غیر سیاسی باتیں "سرکاری خرچ پر دعائیں" مطبوعہ روزنامہ جنگ راولپنڈی بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۹۴ سے اخذ کیا گیا ہے۔ درودِ قدسی کا حکم "جمال وکمال درود شریف" از حضرت خواجہ شاہ محمد افضل سے ماخوذ ہے۔



درود شریف کی فضیلت کے بارے میں ایمان افروز واقعات

چاروں مسالک یعنی مذاہب اربعہ اور اکابر علماء اہلِ حدیث کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ بعد از وصال (وفات) روضہ اقدس میں زندہ ہیں، حیات ہیں اور یہ حیاتِ جاویداں ہے اس میں دو کلام نہیں۔

تفسیرِ عثمانی، سورہ نحل آیت ۸۹ کی تفسیر و تعبیر کے مطابق مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ "حدیث میں آیا ہے کہ اُمت کے اعمال ہر روز حضور اقدس ﷺ کے روبرو پیش کیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اعمالِ خیر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور نالائقوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں اور اپنی قبرِ مبارک میں آذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ (فتح الملہم جلد سوم)

ابنِ ماجہ با اسنادِ جید (مستند/مضبوط) میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کی حدیث نقل کی گئی ہے۔ تاجدارِ انبیاء ﷺ نے فرمایا "کہ مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں، اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود فوراً مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔" میں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے انتقال کے بعد بھی۔"؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں میرے انتقال کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔ پس اللہ کا ہر ایک نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔"

حضورِ اقدس ﷺ آج بھی آپ ﷺ سے محبت کرنے والے اور درود شریف کا ورد کرنے والے اُمتیوں کے خوابوں میں تشریف لاتے ہیں یا عالم بیداری میں جمالِ جہاں آرا سے مشرف فرماتے ہیں۔

اگر آپ کو خواب میں سرورِ دو عالم ﷺ کے جمال جہاں آراء کی زیارت نصیب ہو جائے تو یقیناً آپ نے حضور اقدس ﷺ ہی کی زیارت کی کیونکہ کتب صحاح ستہ خاص طور سے صحیح مسلم و صحیح بخاری میں کئی راویوں کے حوالے سے ہے کہ رسول عربی ﷺ نے فرمایا "جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا" ایک اور حدیث میں ہے "جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے یقیناً میرا دیدار کیا کیونکہ میری شباہت اختیار کرنا شیطان کے بس سے باہر ہے۔

معلوم ہوا تھوڑی سی محنت اور حضورِ اکرم سے محبت کی برکت سے ہر امتی آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہو سکتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے دو طریقے ہیں۔

(ا) دیدارِ نبی رحمت ﷺ بذریعہ رویا یا خواب اور (۲) بذریعہ عالم بیداری

عالمِ رویا ہو یا عالم بیداری...... آپ ﷺ امتیوں کو اپنی نگاہِ کرم سے فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔ نیز یہ امر واقعہ ہے کہ سرورِ کونین ﷺ آج بھی بحالتِ خواب یا بیداری کلام فرماتے ہیں۔ گرتے ہوؤں کو سہارا دیتے ہیں۔ فقہی مسائل کا حل بیان فرماتے ہیں۔ گناہ گاروں کے گناہ معاف کراتے ہیں۔ دوزخیوں کے لیے جنت کی دعائیں فرماتے ہیں۔ بیماروں کو شفاء عنایت فرماتے ہیں۔ مشکلات کے حل کے لیے درود شریف کے ورد کی تلقین فرماتے ہیں یا وظائف پڑھنے کے لیے حکم فرماتے ہیں۔

حضورِ اکرم ﷺ سے محبت کرنے والے جن امتیوں کی روحانیت و مراتب بلند پائے کے ہوتے ہیں، آپ ﷺ ان سے عالمِ بیداری میں ملاقات کرتے ہیں۔ جو لوگ شریعتِ مطہرہ کی انتہائی پابندی سے زندگی گزارتے ہیں۔ حضورِ اقدس ﷺ کی ذات بابرکات پر درود و سلام کی کثرت کرتے ہیں وہ خوش نصیب عالم بیداری میں روزانہ بلکہ روزانہ کئی بار آقائے دو جہاں ﷺ کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ الحمد للہ میرے شیخ (حضرت مجیب احمد چشتی صابری نظامی) پر حضورِ اکرم ﷺ کی خاص نگاہ کرم ہے کہ آپ ﷺ کی زیارت سے ہر روز مستفید ہوتے ہیں۔

ان ہی کلماتِ خیر کے ساتھ چند ایمان افروز واقعات آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں تاکہ آپ پر درود شریف کی فضیلتیں واہ ہوں۔

(۱) جو ہماری خوشیوں میں شریک ہوگا ہم اس کی خوشیوں میں شریک ہوں گے۔

علامہ ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یوسف الحجار رحمۃ اللہ علیہ کو جہاں وہ اپنے گھر میں میلاد کا اہتمام کرتے تھے، ملا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بیس (۲۰) سال پہلے حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "میں تجھے ضرور ماروں گا" اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ کس بات پر؟" فرمایا "میلاد شریف منعقد کرنے کو باطل ٹھہرانے پر"۔ یوسف الحجار فرماتے ہیں کہ میں بیس (۲۰) سال سے آج تک مسلسل میلاد رسول ﷺ منا رہا ہوں۔

حضرت یوسف الحجار رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوست ابوبکر الحجار رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں

کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دوست سے کہو کہ میلاد شریف کو باطل نہ ٹھہرائے۔ جو میلاد شریف کا کھانا کھائے اور جو نہ کھائے تجھے کوئی گناہ نہ ہوگا۔

ہم نے اپنے شیخ ابوعبداللہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ ان کے شیخ حضرت ابوموسیٰ زرہونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور میلاد شریف منانے کے بارے میں فقہاء کے اختلاف کے بارے میں عرض کیا" تو آپ ﷺ نے فرمایا" جو ہماری خوشیوں میں شریک ہوگا ہم اس کی خوشیوں میں شریک ہوں گے۔ سبحان اللہ (ماہنامہ "منہاج القرآن لاہور۔ شمارہ ستمبر ۱۹۹۱/ بارگاہِ رسالت مآب۔ ع۔م۔ چوہدری)

میلاد شریف کو بدعت کہنے والے اپنے رویوں پر از سرِ نو غور کریں۔

(۲) ایسے پروگرام کرتے رہا کرو۔

ماسٹر اللہ بخش مرحوم، ساکن واہی شاہ محمد ضلع بہاول پور نے ۸۲۔۱۹۸۱ میں عید میلاد النبی ﷺ کا ایک جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسے میں کثرت سے لوگ شریک ہوئے۔ سارا انتظام بڑے ذوق و شوق اور احسن طریقے سے کیا گیا تھا۔ بہت ہی دل افروز منظر تھا۔ مذہبی، سیاسی اور انتظامی شخصیات بھی مدعو تھیں۔ نعت خوانی اور درود و سلام کا خصوصی انتظام تھا۔ ہر آنے والے کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس پروگرام میں آکر بہت خوش ہوا ہے۔

اس پروگرام کے روحِ رواں ماسٹر اللہ بخش صاحب خود ہی تھے۔ جشن میلاد النبی ﷺ شام کو ختم ہو گیا۔ دوسرے دن ماسٹر اللہ بخش صاحب نے اپنے دوست حاجی عبدالستار کو بتایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ بالکل اسی طرح جلسہ ہو رہا ہے جس طرح دن کو تھا اور حاجی صاحب تم جلسے کے ایک کنارے پر کھڑے ہو کہ اسی اثناء میں حضرت رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "ایسے پروگرام کرتے رہا کرو۔"

(غیر مطبوعہ از حاجی عبدالستار صاحب "الرحمٰن آئرن اسٹور" نور پور نورنگا ضلع بہاول پور/ بارگاہِ رسالت مآب، ع۔م۔ چوہدری)

بدعقیدہ لوگوں کو حضورِ اکرم ﷺ کی خوشیوں میں شریک کرنے کے لیے ماسٹر اللہ بخش کی طرح عید میلاد النبی ﷺ کے پروگرام مناتے رہنا چاہیے۔

(۳) میں دنیا میں سورج کی طرح رہتا ہوں:

صاحبزادہ رضا حسین بلالی جمالی قادری فرماتے ہیں کہ ایک روز والد ماجد (فضل شاہ قطب عالم) مسجد میں بیان فرما رہے تھے کہ مجھ پر ہلکی سی غنودگی طاری ہوگئی۔ اسی دوران خواب میں حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دوسری مرتبہ ایبٹ آباد میں عالم رویا (خواب) میں اس سعادت سے مستفید ہوا۔ تیسری بار یہ

سعادت عظمیٰ گوجرانوالہ میں نصیب ہوئی۔ اس دن میں حضرت قطب عالم کے سامنے بیٹھا تھا، کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ امام العشاق حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ بدر الدجیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں دنیا میں سورج کی روشنی کی طرح رہتا ہوں۔ لیکن مجھے دیکھتا وہ ہے جسے دکھانے والا دکھائے۔''

(سیرتِ النبی بعد از وصال النبی حصہ پنجم / بارگاہِ رسالت مآب: ع۔م۔چوہدری)

جہاں میں اہلِ ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر نکلے اُدھر ڈوبے، اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے

(۴) پڑھنے والے کے دل میں درود شریف کی محبت پیدا ہوتی ہے:

مولانا عابد حسین رضوی لکھتے ہیں کہ کتاب ''آبِ کوثر'' مجھے محمد یٰسین صاحب نے ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ دربار داتا گنج بخش پر عطا فرمائی اور اس کی ایک کرامت بھی بیان فرمائی۔ فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر کے سامنے کتاب پڑھ رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئی تو سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کتاب کو ہاتھ مبارک میں لے کر غور سے دیکھا اور فرمایا ''یہ بڑی محبت سے لکھی گئی ہے۔ پڑھنے والے کے دل میں درود شریف کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایمان کی غذا کے لیے کافی وشافی ہے''۔

(آبِ کوثر، مفتی محمد امین / بارگاہِ رسالت مآب ﷺ: ع۔م۔چوہدری)

(۵) تم یہ گلاب کے پھول جہاں سے بھی ملیں لے لیا کرو، اپنے لیے نہیں میرے لیے۔

ایک مرتبہ الحاج شیخ محمد حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے گلاب کا پھول دیا جسے آپ نے قبول نہ کیا۔ اسی رات خواب میں آپ سے حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم یہ پھول جہاں سے بھی ملیں لے لیا کرو۔ اپنے لیے نہیں میرے لیے۔ (فضائل توبہ واستغفار)

یہ اس امر کی واضح نشانی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ گلاب کا پھول پسند فرماتے ہیں۔ آگے چل کر آپ پڑھیں گے کہ گلاب کا پھول آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا۔

(۶) مجھے اُمت کا ہر وہ شخص پسند ہے جو اتحاد کا داعی ہو:

جناب پروفیسر باغ حسین کمال لکھتے ہیں کہ مجھ ناچیز کو تلقین وارشاد کا حکم دے کر حضورِ اکرم ﷺ نے خصوصی تاکید فرمائی۔ ''بیٹا اپنے آپ کو فروعی اختلافات میں نہ الجھانا۔ اتحاد کی دعوت دیتے رہنا۔ مجھے اُمت کا ہر وہ شخص پسند ہے جو اتحاد کا داعی (دعوت دینے والا) ہو۔'' (حالِ سفر از فرش تا عرش بارگاہِ رسالت مآب: ع۔م۔چوہدری)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلے کے؟

(۷) مسلمانوں پر جو تکالیف آرہی ہیں، اس کی بڑی وجہ بے ادبی ہے:

جناب زاہد محمود سلطان صاحب راول پنڈی سے لکھتے ہیں کہ مجھے کئی مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے بار بار فرمایا کہ مسلمانوں پر جو تکالیف آرہی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ بے ادبی ہے۔ جاہل اور نادان لوگ اخباروں اور رسالوں وغیرہ میں آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ لکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے اسمائے مبارکہ لکھتے ہیں۔ جس سے ان ناموں کی بے ادبی ہوتی ہے کیونکہ لوگ ان اخباروں کو پڑھ کر پھینک دیتے ہیں۔ کوڑے کے ڈھیروں اور گندے نالوں میں ایسے صفحات پڑے نظر آتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)۔ پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ''تم فلاں جگہ جا کر دیکھو کہ وہاں بے ادبی ہو رہی ہے''۔ جب میں نیند سے بیدار ہو کر اس مقام پر گیا تو اللہ کی قسم! گنبدِ خضرا ﷺ کی تصاویر اور قرآنی آیات واحادیثِ مبارکہ وہاں گندگی کے ڈھیروں پر پڑیں تھیں۔ افسوس صد افسوس۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ابوجہل جو جاہلوں کا باپ تھا' اگر اس کا نام بھی کسی کاغذ پر لکھا دیکھو تو اسے بھی زمین پر سے اُٹھا لو۔'' اللہ۔ اللہ۔

(سیرت النبی بعد از وصال النبی، حصہ چہارم / بارگاہِ رسالت مآب: ع۔م۔چوہدری)

اس گناہ کے مرتکب، اخبارات کے مالکین کا قیامت میں کیا حشر ہوگا؟

(۸) اچھا ہوا تم اس مدرسہ سے آگئے اور تمہارا ایمان بچ گیا۔

حضرت سید غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں راولپنڈی کا ایک مدرسہ چھوڑ کر ملتان شریف میں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں آیا تو اسی رات خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ سرکار ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی ''اچھا ہوا تم اس مدرسہ سے آگئے اور تمہارا ایمان بچ گیا۔'' یہ سن کر میں نے خواب ہی میں عرض کیا کہ حضور! یہ فرمائیے کہ وہاں اس مدرسہ میں کون سی خرابی تھی۔ جس سے میرا ایمان ضائع ہو جاتا۔ اس پر سرکارِ ابد قرار ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ مجھ میں عیب اور نقص ڈھونڈنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور حضرت غزالی دوراں مولانا کاظمی (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، جبکہ یہ میرے کمالات تلاش کرتے اور کمالات وفضائل بیان کرتے ہیں۔''

''شاید راولپنڈی والا مدرسہ وہابی عقیدہ والوں کا ہو''!

(۹) اچھا مولوی صاحب کے ساتھ یہ بات پیش آئی۔

حضرت سید قلندری سہروردی فرماتے ہیں کہ مولوی محمد شریف سیالکوٹی کو ایک دفعہ فالج ہو گیا۔ بڑا علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ بڑی مدت تک چارپائی پر پڑے رہے۔ ایک دن مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلِ حدیث نے مولوی صاحب کو ایک خط لکھا۔ انہوں نے خط میں لکھا کہ تم ساری عمر رسول اللہ ﷺ کو دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ (درودِ تاج) کا عقیدہ رکھ کر پکارتے رہے ہو اور درود پڑھتے رہتے ہو، اب تک کوئی بھی مدد نہیں کر رہا۔ سن لو کہ کسی نے بھی تمہاری مدد نہیں کرنی۔ اس لیے شرک والا عقیدہ چھوڑ اور اللہ تعالیٰ کو پکار۔ میں نے سنا ہے تم بیمار ہو، اس لیے یہ خط لکھ رہا ہوں۔

مولوی محمد شریف صاحب کو جب یہ خط ملا تو وہ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ کچھ بیماری کی گھبراہٹ اور دوسرا یہ خط۔ سوچ کر بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ روتے روتے جونہی ذرا سی آنکھ لگی تو دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا "شریف کیا بات ہے"؟ عرض کیا سرکار بیمار ہوں اور اب تو لوگ طعنے دینے لگے ہیں کہ اس دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ نبی کو پکارتے رہے ہو، شرک کرتے رہے ہو، حضور! اب تو طعنوں پر نوبت آ گئی ہے، کچھ رحم فرمائیں۔ فرمایا "اچھا یہ بات ہے"۔ مولوی صاحب کے ساتھ یہ بات پیش آئی۔

حضورِ انور ﷺ نے مولوی صاحب کی بائیں آنکھ پر اپنی انگشتِ مبارک رکھی، ادھر مولوی صاحب کے بائیں پاؤں کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ پھوٹا۔ فرمایا تم تندرست ہو، وہ پانی بہتا رہا، چونکہ جسم کے اندر سے نکلتا تھا اس لیے گرم تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے چلے تو مولوی صاحب نے نیند یا بے ہوشی کے عالم میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا دامن پکڑنا چاہا۔ اسی اثناء میں ان کے بھائی اور لڑکے نے انہیں پکڑ لیا کہ کہیں نیچے نہ گر پڑیں۔ مولوی صاحب ہوش میں آ گئے اور رونے لگے اور کہا کہ میں تو حضورِ انور ﷺ کا دامن تھامنے لگا تھا۔ اگر گرنے لگا تھا تو گرنے دیتے۔ اب میں بفضلِ تعالیٰ تندرست ہوں۔ مجھے چارپائی سے اتار دو تا کہ میں ٹہلوں۔ انہوں نے مولوی صاحب کی خواہش کے مطابق انہیں بٹھایا اور پہننے کے لیے جوتا قریب کر دیا۔ وہ جوتا پہن کر ٹہلنے لگے اور اپنے آپ کو تندرست محسوس کرنے لگے۔

اپنی بیماری کے دوران مولوی صاحب سیالکوٹ کے مشہور ہندو ڈاکٹر لالہ بودھ راج کے زیرِ علاج رہے۔ اسے کسی شخص نے بتایا کہ فالج کے مریض مولوی محمد شریف اب تندرست ہیں۔ ڈاکٹر لالہ بودھ راج یہ خبر سن کر

حیرانی کے عالم میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ طب یا ڈاکٹری کے پیشے میں اس قسم کے فالج کا کوئی علاج نہیں یہ علاج کسی اور طاقت نے کیا ہے۔ (تذکرہ حمیدیہ از سید میر زماں علی شاہ۔ صلوٰ علیہ وآلہٖ: ع۔م۔ چوہدری)

درودِ تاج میں دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ کو شرک کہنے والے اپنی سوچ تبدیل کریں۔

(۱۰) "حکایات درود و سلام" میں حضرت مولانا محمد الیاس قادری عطاری لکھتے ہیں کہ کراچی کے ایک صاحب کا خط مجھے ملا۔ لکھا تھا۔ "میں ایک دن دوپہر کے وقت نارتھ کراچی کے قبرستان میں فاتحہ پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ کہیں سے بہت ہی بھینی بھینی خوشبو آ رہی ہے۔ ایسی خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ غور کیا تو پتا چلا اس خوشبو کا منبع ایک قبر ہے، جس پر ٹھیک دوپہر کے وقت بھی سایہ تھا۔ وہاں قریب کوئی درخت تھا اور نہ کوئی سائبان۔

میں دوسرے دن مزید عزیزوں کو لے کر اسی طرح دوپہر کے وقت قبرستان آیا۔ سب نے خوشبو اور سایہ موجود پایا۔ میں نے گورکن (کفن دفن کرنے والا) سے صاحبِ قبر کا پتا حاصل کیا اور ان کے گھر جا کر مرحوم کے روزانہ کے معمولات کے بارے میں ان کی زوجہ محترمہ سے معلومات حاصل کیں۔ وہ ان کے معمولاتِ زندگی سے زیادہ خوش نہ تھیں تاہم اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ وقتاً فوقتاً بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ پڑھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو مرحوم کا یہ عمل پسند آ گیا۔ اعمال نہ دیکھے یہ دیکھا کہ محبوب ﷺ کے کوچے کا گدا ہے۔ (صلوٰ علیہ وآلہٖ: ع۔م۔ چوہدری)

(۱۱) آپ نے فرمایا میرے پاؤں پر پاؤں رکھو:

حاجی نواب خاں ولد عمر خاں راجپوت ساکن میر محمد علاقہ قصور جو اہلِ حدیث مشرب تھے، بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی خواہش تھی۔ مولوی عزیز الدین صاحب امام مسجد پتوکی (ایک شہر کا نام) نے مجھے ترغیب دی کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب کی خدمت میں شرق پور جاؤں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اظہارِ مدعا کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے سنا ہے آپ مکہ شریف میں کبھی کبھی نماز ادا فرماتے ہیں۔ آپ نے نفی میں جواب دیا اور فرمایا تم کو کس نے بتایا۔ میں نے بتایا کہ "مولوی عزیز الدین صاحب نے۔" تو آپ نے انہیں سرزنش کی۔ بعد ازاں میرے زانوؤں کو دبا کر فرمایا کہ نمازِ عشاء کے بعد چار سو مرتبہ درود خضری "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ" پڑھ کر کسی سے کلام کیے بغیر سو جایا کرو، ان شاء اللہ تم کو گوہرِ مقصود مل جائے گا۔ میں نے آٹھ روز یہ عمل کیا۔ ایک دن نوافل تہجد ادا کرنے کے بعد جائے نماز پر بیٹھا کہ مجھے اونگھ آ گئی۔ اچانک کیا

دیکھتا ہوں کہ میں بیت اللہ شریف میں ہوں اور میرے آگے میاں شیر محمد صاحب طواف فرما رہے ہیں۔ میں نے بھی حضرت صاحب کی تقلید کی۔ بعدہٗ عرض کیا آپ نے تو فرمایا تھا کہ ہم یہاں تشریف نہیں لاتے۔ آپ نے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد حضرت رسولِ خدا ﷺ بمع اصحاب اربعہ اور دس جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ان حضرات کے اسماء گرامی بتائے۔

میں نے دیکھا کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ سراپا نور ہیں۔ میرے قلب پر آپ ﷺ کی زیارت سے ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ میں نے میاں صاحب کو آبِ زم زم ساتھ لے جانے کے لیے درخواست کی اور عرض کیا کہ مجھے اپنے ہمراہ باطنی راستے سے واپس لے چلیں کیونکہ مجھے لمبے سفر سے کوفت ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس کے بعد تمام جماعت وہاں سے روانہ ہوکر مدینہ شریف آگئی۔

وہاں میں نے حضورِ اقدس ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کی اور میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ یہاں سے احباب و رفقاء کے لیے کھجوریں تبرکاً لے چلیں۔ آپ نے مجھے پھر خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی۔ میں نے پھر عرض کیا کہ مجھے بحری راستے کی تکلیف برداشت نہ ہوگی۔ اس پر آپ نے فرمایا میرے پاؤں پر پاؤں رکھو اور آنکھیں بند کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا اور چشم زدن میں اپنے آپ کو لاہور میں پایا اور وہاں سے راجا جنگ کا ٹکٹ لیا۔ اس اسٹیشن پر اُتر کر گاؤں کی طرف جا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

حج بیت اللہ کے لیے گیا تو مکہ مکرمہ میں وہ سب مکان جو خواب میں دیکھے تھے دوبارہ دیکھ لئے۔ ہو بہو سب کچھ وہی تھا جو خواب میں دیکھا تھا۔ سبحان اللہ۔

(سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ سوئم: محمد عبدالمجید صدیقی۔ صلّوا علیہ وآلہٖ: ع۔م۔ چوہدری)

(۱۲) جبرائیل علیہ السلام کی درخواست بارگاہِ الٰہی میں بوسیلہ سرکارِ دو جہاں ﷺ

محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جبرائیل علیہ السلام معراج کی رات ایک مقام تک لے جا کر رُک گئے تو میں نے پوچھا کیا دوست سے دوست ایسے مقام میں آ کر رُک جاتا ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے بصد آہ و زاری اپنی مجبوری کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ اے سرورِ دو جہاں ﷺ میں اور آگے بڑھنے سے عاجز ہوں۔ اگر اس حد سے بال برابر آگے بڑھوں گا تو تجلیاتِ الٰہی کے انوار مجھے جلا کر راکھ بنا دیں گے (سدرۃ المنتہیٰ) آپ آگے بڑھئے آپ ﷺ کی سرفرازی کا مقام بہت اعلیٰ و بالا ہے۔ آپ ﷺ بلا خوف و خطر بڑھتے جائیے۔

حبیبِ رب العالمین ﷺ فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل علیہ السلام کو میں نے اپنی ہمراہی سے معذور پایا تو

ان سے دریافت کیا "اے جبرائیل تمہاری کوئی حاجت بارگاہ ایزدی میں پیش کروں؟ جبرائیل علیہ السلام بولے کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ میرے لیے اللہ پاک سے یہ سوال کیجئے کہ مجھے بروزِ حشر پُل صراط پر آپ ﷺ کے امتیوں کا گزر بآسانی ہونے کے لیے اپنے پروں کو بچھانے کی اجازت دیں۔ تاکہ میں آپ ﷺ کو خوش کرنے کی ایک معمولی خدمت انجام دے سکوں۔ شافع جن و بشر ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ پاک تمہارے اس خیر خواہی کے خیال و مقصد میں برکت عطا فرمائے۔"

حضور انور ﷺ جب بارگاہ رب العزت سے واپس ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے محبوب ﷺ تم تو جانے لگے ہو، جبرائیل نے آتے وقت جو درخواست کی تھی وہ کیوں پیش نہیں کی؟ تو میں نے جواب دیا کہ "الٰہی آپ تو عالم الغیب والشہادۃ ہیں آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ میرے بیان کی ضرورت نہیں تو جل جلالہ وعم نوالہٗ نے فرمایا "نہیں نہیں" تمہارے بیان کی اشد ضرورت ہے، درخواست جبرائیل علیہ السلام کی قبولیت تمہارے سوال و سفارش پر موقوف ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کی بڑی خواہش ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو وہ میری گناہ گار اُمت کو صراطِ یوم القیامت کے عبور کرنے میں سہولت و آسانی کے لیے اپنے پروں کو پُل صراط پر بچھا دیں۔" تو مالک ارض و سماء نے فرمایا "تمہاری عرضی نے جبرائیل کے حق میں تو قبولیت حاصل کرلی، لیکن تمہاری اُمت کی صرف ایک جماعت کو جبرائیل کے پروں پر سوار ہوکر صراطِ یوم القیامت عبور کرنے کی اجازت ملے گی۔" تو حیرت سے رسولِ اکرم ﷺ نے عرض کیا "اے باری تعالیٰ! وہ اجازت کون سی جماعت کے لیے ہوگی؟" خدائے لم یزل نے فرمایا کہ "صرف اس جماعت کو اجازت ہوگی، جو تم پر صلوٰۃ و سلام کی کثرت کرتی ہے"۔

(اللّٰھم صلی علیٰ محمد از علامہ حبیب البشر خیری۔ صلّوا علیہ وآلہٖ: ع۔م۔ چوہدری)

(۱۳) کرم ایسا بھی ہوتا ہے، یہ ہے درود و سلام کے ورد کا فائدہ:

جناب محمد فیاض حسین چشتی نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ میری ہمشیرہ صاحبہ نے مجھے بتایا کہ محترمہ رضیہ لال شاہ صاحبہ (نور اللہ مرقدہا) انتہائی نیک سیرت اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ ہر روز کثرت سے بڑے ذوق و شوق سے درود شریف کا ورد کرتی تھیں۔ نعت گو شاعرہ بھی تھیں۔ محترمہ بارہ سال تک گنگ محل گلبرگ میں درسِ قرآن دیتی رہیں۔ ہر ماہ پیر کے دن میلاد شریف کی محفل کا آغاز کیا جو ابھی تک جاری ہے۔ محترمہ اپنے گھر پر بھی ہر ہفتہ، پیر کے دن درسِ قرآن پاک دیتی تھیں اور محفل میلاد منعقد فرماتی تھیں۔

تیسری مرتبہ محترمہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت دن کے گیارہ بجے بروز پیر جنوری ۱۹۸۱ کو اس وقت

ہوئی جب محترمہ حسب معمول کنگ محل گلبرگ کے لیکچر ہال میں مطالعہ میں مصروف تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ اس وقت جلدی میں تھے اور محترمہ کو بھی جلدی چلنے کے لیے فرمایا۔ محترمہ نے بتایا کہ میں آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں نبی رحمت کے پیچھے پیچھے چل پڑی، لیکن چند قدم چلنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ جی تشریف لے گئے۔

اس واقعہ کے تین دن بعد محترمہ نے ۳۰ جنوری ۱۹۸۱ء کو جمعہ کی نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے رحلت فرمائی۔ جناب محمد فیاض حسین کی ہمشیرہ ان کی جدائی میں بہت تڑپتی رہتی تھیں، اور جنازہ کے وقت سوچنے لگیں کہ اب اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ جی کی باتیں اور نعتیں کون سنائے گا۔ محترمہ اسی رات خواب میں آئیں اور فرمایا کہ باتیں ویسے ہی ہوں گی، مگر صبح کے وقت آیا کرو۔ عصر کے بعد مت آنا کیونکہ اس وقت میں حضور نبی کریم ﷺ جی کی محفل میں ہوتی ہوں۔

جناب محمد فیاض حسین صاحب کی ایک بار محترمہ کے شوہر سید لال حسین شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ ۱۹۷۵ء میں ہم دونوں عمرہ کے لیے گئے تھے۔ مدینہ منورہ پہنچے ابھی تین دن ہی ہوئے تھے۔ ظہر کی نماز سے پہلے گھر کے کسی معاملہ کے سلسلے میں ہمیں پریشانی ہوئی۔ طے یہ پایا کہ نمازِ ظہر کے بعد لاہور فون کریں گے، اگر معاملہ ٹھیک نہ ہوا تو قیام مختصر کر کے جلد لوٹ جائیں گے۔

نمازِ ظہر کے بعد محترمہ نے مجھے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ جی تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نے لاہور فون کر دیا ہے۔ سب معاملات ٹھیک ہیں۔ آپ لوگ آرام سے یہاں رہیں۔ سبحان اللہ۔ محترمہ رضیہ لال شاہ صاحبہ آصف مسعود سابق ٹیسٹ کرکٹر کی والدہ تھیں۔

(نظر کرم: از محمد فیاض حسین چشتی نظامی۔ صلوا علیہ وآلہ: از ع۔م۔ چوہدری)

(۱۴) نشاط النساء بیگم رشتہ میں مولانا حسرت موہانی کی ماموں زاد بہن تھیں مولانا سے ان کی شادی ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ میاں بیوی میں بے حد محبت تھی۔ بیگم کی شدید علالت کی وجہ سے مولانا ۱۹۳۷ء میں حج کو نہ جا سکے۔ اپریل ۱۹۳۷ء میں بیگم حسرت موہانی اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملیں۔ ان کی ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسی خرابی پیدا ہوئی جو ڈاکٹروں کے مطابق لاعلاج تھی۔ اس مرض کی وجہ سے ان کے جسم کا نصف حصہ ''اسفل'' بالکل بے حس ہو گیا تھا۔ پلنگ پر پڑے پڑے کئی زخم نہایت درجہ تکلیف دہ پیدا ہو گئے تھے۔ پسلیوں میں شدید درد رہنے لگا تھا مگر ان کی زبان سے اس کے سوا کہ ''جو اللہ کی مرضی'' اور ''اس کی مصلحت کا تقاضا'' کے علاوہ کسی نے کوئی حرفِ شکایت نہ سنا۔ کبھی کبھی یہ کہہ دیتیں کہ جب ہماری بیماری میں تکلیف کی یہ شدت ہے تو افتراق (جدائی) جسم و جاں کے

وقت کیا حال ہوگا۔

انتقال سے ایک روز قبل نمازِ فجر کے اول وقت، ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہا کہ اب مجھے کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے اس لیے کہ ابھی ابھی حضرت نبی پاک ﷺ تشریف لائے تھے تو میں نے دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ مجھ کو مدینے لے چلیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''گھبراؤ نہیں، ہم تم کو جلد بلا لیں گے۔'' اور تکلیف جان کنی کی نسبت فرمایا ''ہم ذمہ دار ہیں تم کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔'' چنانچہ اب مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ مولانا نے ''حیات بیگم حسرت موہانی'' میں لکھا کہ الحمدللہ نتیجہ بھی واقعی اسی شکل میں ظاہر ہوا۔ میرے سوا کسی کو آخر تک اس کا احساس نہ ہوا کہ ان کا خاتمہ اس درجہ قریب ہے۔ برصغیر کی جدوجہدِ آزادی کا تذکرہ جن خواتین کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ان میں جھانسی کی رانی اودھ کی حضرت محل، رامپور کی بی اماں (آبادی بیگم)، دکن کی سروجنی ناڈو، پاکستان کی مس فاطمہ جناح اور موہان (یو۔پی۔ بھارت) کی نشاط النساء بیگم کا نام سرِ فہرست ہے۔ اربابِ حریت انہیں بیگم حسرت موہانی کے نام سے جانتے ہیں۔

مؤلف موصوف مزید لکھتے ہیں سخت تکلیف میں مبتلا مسلمان خاتون کو موت کے وقت کس طرح تسلی عطا فرمائی۔ ''گھبراؤ نہیں ہم تمہیں جلد مدینہ بلا لیں گے۔ ہم ذمہ دار ہیں۔ جاں کنی کی نوعیت کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔'' اور یہی ہوا کہ پھر مرحومہ کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ بعد از وصال (وفات کے بعد) یہ آپ ﷺ کی سیرت کا پہلو نہیں تو اور کیا ہے؟۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ اول از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ)

معلوم ہوا رب کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو علمِ غیب بھی دے رکھا ہے اور اُمتیوں کے دکھ درد دور کرنے کا اختیار بھی عطا فرما رکھا ہے۔

(۱۵) محبت اور عشقِ رسولِ مقبول ﷺ ہو تو ایسا!

ہندوستان کے ایک بہت بڑے عالم فرماتے ہیں کہ ایک بار جب ہم حجِ بیت اللہ کے لیے گئے تو مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران ایک روز کھانا کھایا اور دستر خوان کو باہر جھاڑ دیا۔ کیا دیکھا کہ ایک نو دس سال کا لڑکا جو صرف کرتہ پہنے ہوئے تھا اور پاؤں سے بھی ننگا تھا، روٹی کے وہ گرے ہوئے ٹکڑے اور ذرّے چُن چُن کر کھا رہا تھا اور چہرے مہرے سے بھی مفلوک الحال لگتا تھا۔

میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس کا نام پوچھا اور اس کے باپ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ میں نے اسے اپنے ساتھ ہندوستان چلنے کو کہا اور بتایا کہ وہاں میرا بہت بڑا مدرسہ ہے۔

وہاں میں تجھے پڑھاؤں گا اور لکھاؤں گا اور بڑا آدمی بناؤں گا۔ وہ کہنے لگا میں والدہ سے پوچھ کر آتا ہوں۔ پھر وہ اس وقت آیا جب ہم مسجدِ نبوی ﷺ کی طرف جا رہے تھے۔ اسے اجازت مل گئی تھی۔ شاید اس کی ماں بہت مجبور تھی۔ شاید اس کی اور اولاد بھی ہوگی۔

اب وہ میرے ساتھ ساتھ میری انگلی پکڑے جا رہا تھا اور جو چیز بھی سامنے آتی اس کے بارے میں پوچھنے لگتا۔ مثلاً وہاں کھجوریں ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ وہاں آم ہیں؟ میں نے جواب دیا بہت اور دیگر چیزوں کے بارے میں پوچھتے بتاتے ہم مسجدِ نبوی ﷺ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اچانک اس نے اوپر نظر اٹھائی اور مسجدِ نبوی کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ چیز بھی وہاں ہے۔ میں نے کہا بیٹا اگر یہ وہاں ہوتی تو میں یہاں کیوں آتا۔

یہ سن کر وہ رونے لگا۔ میری انگلی چھوڑ دی اور بولا چچا جان! اگر یہ وہاں نہیں ہے تو میں وہاں کبھی نہیں جاؤں گا۔ میں بھوکا پیاسا رہ لوں گا مگر اس جگہ (مسجدِ نبوی ﷺ) کو چھوڑ کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔ وہ بزرگ بتاتے ہیں کہ اس بچے کی یہ کیفیت دیکھ کر میں بھی آبدیدہ ہو گیا۔ سچ پوچھیں تو اس بچے نے مجھے عشقِ رسول ﷺ کا ایک انوکھا درس دیا۔

اگر آپ بھی حضورِ انور ﷺ سے ایسی ہی محبت اور عقیدت کا مظاہرہ کریں گے تو آپ ﷺ ضرور ہم کو زیارت سے نوازیں گے۔ ان شاء اللہ۔

(ریڈیو پاکستان کے پروگرام حی علی الفلاح سے ماخوذ۔ زیارتِ رسول ﷺ جلد دوئم۔ ع۔م۔ چوہدری)

دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت عشقِ رسول ﷺ میں کمی نہیں آنے دیتی۔

(۱۶) ویل ڈن صبا حسین چوہدری:

یہ 1999ء کا واقعہ ہے۔ برطانیہ کے شہر مانچسٹر میں واقع لڑکیوں کے ایک اسکول Leven Shume High School میں تقریر ہو رہی تھی۔ موضوع تھا۔ Famous Religious Person (مشہور مذہبی شخصیت) اس موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ایک بچی نے حضور نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا۔ اپنی تقریر کے دوران یہ بچی جب بھی لفظ ''محمد'' ادا کرتی تو غیر ارادی طور پر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتی تھی۔ ہال میں بیٹھی ایک بچی کو یہ حرکت انتہائی ناگوار گزری۔ اس غیر ارادی لغزش کو ایک دو دفعہ برداشت کرنے کے بعد اس بچی سے نہ رہا گیا۔ وہ اچانک اپنی نشست سے اٹھی اور زوردار الفاظ میں بے اختیار پکارنے لگی۔

(صلی اللہ علیہ وسلم، صلی اللہ علیہ وسلم۔)

ہال میں سناٹا چھا گیا۔ اسکول کی تاریخ میں پہلی بار کسی نے نظم و ضبط کی خلاف ورزی کی تھی۔ بچی کو فوری طور پر ہال سے باہر نکال دیا گیا۔ یہودی اور عیسائی اساتذہ اور ماہرین نفسیات پر مشتمل بورڈ نے بچی سے کئی سوال کیے اور اس بے ساختہ حرکت کے بارے میں پوچھا۔ بچی نے ہچکیوں اور سسکیوں میں ایمان افروز جواب دیا کہ ''جب کوئی شخص ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا اسمِ گرامی استعمال کرتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرے۔'' میں اس پر کوئی Compromise نہیں کر سکتی۔ حضور نبی کریم کا اسمِ گرامی سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ادا کرنا میرا ایمانی اور دینی استحقاق اور فریضہ ہے۔ اس فریضہ اور استحقاق کی ادائیگی سے مجھے ڈسپلن کے نام پر نہیں روکا جا سکتا۔ سبحان اللہ۔ ویل ڈن صبا حسین چوہدری۔۔۔ ویل ڈن، وی آل آر پراؤڈ آف یو۔ (شہیدان ناموس رسالت از محمد متین خالد۔ صلوٰۃ وسلام: ع۔م۔ چوہدری)

صبا حسین چوہدری کی یہ قوتِ ایمانی، والدین کی تربیت کا نتیجہ ہے۔

(۱۷) یارسول اللہ (ﷺ) کہنے سے بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔

ابراہیم بن مرزوق بیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جزیرہ شقر کا ایک آدمی قید کیا گیا اسے بیڑیاں پہنا دی گئیں اور ہاتھ کھلوا کر سینے پر لکڑی باندھ دی گئی تاکہ وہ پہلو نہ بدل سکے۔ وہ شخص اپنی تکلیف میں ''یارسول اللہ ﷺ'' کے الفاظ دہرا رہا تھا۔ دشمن کے سردار نے اس سے کہا کہ تم اپنے رسول سے کہو کہ تجھے چھڑا لیں۔ جب رات آئی تو اس قیدی سے کوئی خواب میں کہتا ہے کہ اذان دو۔ قیدی نے جواب دیا میں اس حالت میں کیسے اذان دے سکتا ہوں۔ جب اصرار کیا گیا تو اس نے اذان دینا شروع کی۔ جب ''اشهد ان محمدا رسول الله'' تک پہنچا تو اس کے سینے سے وہ لکڑی ہٹ گئی اور بیڑیاں کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک باغ ہے وہ ادھر گیا تو وہاں ایک جگہ ظاہر ہوئی۔ جس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سامنے جزیرہ شقر ہے جس کا وہ رہنے والا تھا۔ تمام شہر میں اس واقعہ کی شہرت ہو گئی۔ (شواہد الحق از علامہ یوسف نبہانی۔ صلوٰۃ وسلام: ع۔م۔ چوہدری)

محمد عربی ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دینے سے مصیبت ٹل گئی۔

(۱۸) ایک نیکی بھی قبول نہ ہوگی:

ایک بزرگ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب تشہد میں بیٹھے تو نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا بھول گئے۔ رات جب آنکھ لگی تو خواب میں زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوئے۔ سرکارِ دو عالم نے فرمایا: اے میرے اُمتی تو

نے مجھ پر درود پاک کیوں نہیں پڑھا۔ عرض کیا یا رسول ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں ایسا محو ہوا کہ درود پاک پڑھنا یاد نہیں رہا۔ یہ سن کر آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا کیا تو نے میری یہ حدیث نہیں سنی کہ ساری نیکیاں، عبادتیں اور دعائیں روک دی جاتی ہیں جب تک مجھ پر درود پاک نہ پڑھا جائے۔

سن لے! اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں سارے جہاں والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے اور ان نیکیوں میں مجھ پر درود پاک نہ ہوا تو ساری کی ساری نیکیاں اس کے منہ پر ماردی جائیں گی اور ایک بھی قبول نہ ہوگی۔ (آب کوثر۔ بحوالہ ذرۃ الناصحین۔ صلوٰۃ وسلام: ع۔م۔ چوہدری)

درود شریف سے رغبت نہ رکھنے والے اپنا انجام سوچ لیں۔

(۱۹) درود پاک کی برکت سے ڈاکوؤں نے لوٹا ہوا مال واپس کر دیا:

شیخ عبدالستار صاحب بتاتے ہیں کہ ۹ جولائی ۱۹۹۸ بوقت صبح ساڑھے پانچ بجے میں اور میری بیوی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے۔ میری بیوی مصلّٰی پر بیٹھ کر درود شریف پڑھ رہی تھی، کیونکہ وہ اکثر درود پاک پڑھتی رہتی ہیں، اس دوران دروازے پر دستک ہوئی اور گھنٹی بجی۔ میری بیوی نے دروازے پر جا کر پوچھا کون ہے؟ آواز آئی ہم مارکیٹ سے آئے ہیں اور شیخ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔

میری بیوی نے کہا کہ مارکیٹ سے کوئی صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ مصلّٰی پر بیٹھ کر درود پاک پڑھنے میں مشغول ہو گئیں۔ میں اٹھا اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ چار مسلح آدمی کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ دروازہ کھلتے ہی زبردستی اندر گھس آئے اور مجھے کرسی کے ساتھ باندھ دیا اور سیف (الماری) کی چابیاں طلب کیں۔ میں نے کہا الماری کھلی ہے۔

انہوں نے ہمارے پورے مکان کی الماری سمیت تلاشی لی اور بعد میں میری بیوی کو جو مصلّٰے پر بیٹھی درود پاک پڑھ رہی تھی سے ڈاکوؤں نے کہا خالہ جی زیور اُتار دو۔ اس نے زیور اتار دیا اور دربارِ الٰہی میں دعا کی: یا اللہ! میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ جہاں درود شریف پڑھا جائے وہاں چوری نہیں ہوتی۔ یا اللہ میں تو اور مانگ رہی ہوں لیکن میرا پہلا زیور بھی اتروا لیا گیا ہے۔ یا اللہ ہم پر رحم فرما۔

ڈاکوؤں میں سے ایک نے کہا خالہ جی آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اپنے ربِ کریم سے دعا مانگ رہی ہوں۔ یہ سن کر اس ڈاکو نے وہ زیور میری بیوی کے سامنے رکھ دیا اور کہا خالہ جی جو آپ نے رکھنا ہے رکھ لیں اور جتنا ہمیں دینا ہے دے دیں۔ اس پر دوسرے ڈاکو نے جھڑک کر کہا سارا زیور خالہ جی کو دے دو۔

چنانچہ زیور بھی واپس کیا اور معافی بھی مانگی اور چلے گئے۔

(برکات آبِ کوثر مبشرات و تاثرات۔ صلوٰۃ وسلام: ع۔م۔ چوہدری)

(۲۰) بے عزتی اور موت سے حفاظت:

حامد رضا قادری صاحب لکھتے ہیں کہ یہ امریکا میں پیش آنے والا ایک سچا واقعہ ہے اور ایک پاکستانی لڑکی کو امریکا میں پیش آیا۔ اس واقعہ سے امریکی معاشرہ کا چہرہ اور درود پاک کی برکت ظاہر ہوتی ہے۔

اس واقعہ کے راوی سید فضل علی شاہ ہیں جو امریکا میں رہتے ہیں۔ انہوں نے حامد رضا قادری صاحب کو یہ روح پرور واقعہ سنایا۔ میں یہ واقعہ آپ کو اس خاتون کی زبانی پیش کر رہا ہوں۔ میں درمیان سے ہٹ جاتا ہوں۔

پچھلے کئی روز سے برف باری کا سلسلہ جاری تھا جس کی وجہ سے سردی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ انسان اور حیوان ہر کوئی اپنی اپنی پناہ گاہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔

شام سے کچھ پہلے برف باری کا یہ سلسلہ رُکا تو میں سامان خورد و نوش کی خریداری کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ خریداری کرتے مجھے پتا ہی نہ چلا کہ شام کے سائے گہرے ہو رہے ہیں۔ شاپنگ سے فارغ ہو کر میں مارکیٹ سے نکلی تو اندھیرا ہر شے کو اپنے شکنجے میں جکڑنے کے لیے زمین پر اُتر رہا تھا۔ اس پر ستم یہ کہ برف باری بھی شروع ہو گئی تھی۔ میں نے مارکیٹ سے نکل کر ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو کسی قسم کی سواری ملنے کا امکان نظر نہ آیا۔ اس لیے سواری کے انتظار میں مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور پیدل ہی گھر کی طرف چل پڑی تاکہ اندھیرا گہرا ہونے سے پہلے گھر پہنچ جاؤں۔ جو وہاں سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

سڑکوں پر ٹریفک برائے نام رہ گئی تھی۔ گلیاں محلّے سنسان پڑے تھے۔ دور دور تک کسی ذی روح کا نام و نشان نہیں تھا۔ رستے میں ایک بہت ہی سنسان جگہ پڑتی تھی۔ مجھے بس اسی جگہ کی فکر تھی کہ وہاں سے خیریت سے گزر جاؤں کیونکہ اس سنسان جگہ پر اکثر قتل اور آبروریزی کے واقعات ہوتے رہتے تھے۔ بس اسی جگہ سے گزرنے کی مجھے پریشانی تھی۔ خاص طور پر حبشی نوجوان ایسے کاموں میں خاصے بدنام ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور متبادل راستہ بھی نہیں تھا۔ اگر تھا بھی تو بہت دور کا چکر کاٹ کر جانا پڑتا تھا اور اس طوفانی رات میں اتنی دور کا چکر کاٹنے کے لیے میں تیار نہ تھی، لہٰذا میں نے رسک لیا اور اسی سنسان اور خطرناک راستے کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور چل پڑی۔

جوں جوں اس ویرانے کے قریب ہو رہی تھی، میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ دل کسی انجانے

خوف سے ڈر رہا تھا اور پھر اس خطرناک وارداتوں والے علاقے میں داخل ہوگئی۔ میں دائیں بائیں دیکھتی ہوئی تیز تیز قدموں سے چل رہی تھی تاکہ جلد از جلد اس ویرانے سے نکل جاؤں۔ دراصل یہ ویران علاقہ سڑک کے دونوں طرف تھا۔

مجرمانہ ذہنیت رکھنے والوں کے لیے یہ جگہ پسندیدہ تھی۔ اردگرد کے علاقے میں جرائم پیشہ کالے منڈلاتے رہتے تھے۔ رہزنی ان کا پیشہ تھا عورتوں کو پکڑ کر زبردستی ان کی آبروریزی کر کے قتل کر دینا ان کے لیے معمولی بات تھی۔ ہر لمحہ یہی خوف دامن گیر تھا کہ ابھی کسی عمارت کے پیچھے سے کوئی کالا حبشی نکلے گا اور مجھے اٹھا کر لے جائے گا۔ اور بے آبرو کر کے قتل کر دے گا۔ میں دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرتی ہوئی تیز تیز چل رہی تھی۔ اچانک مجھے رات کے دھندلکے میں سڑک کے کنارے پر لگے ایک کھمبے سے ٹیک لگائے ایک حبشی نظر آیا۔ ساڑھے چھ فٹ سے بھی زیادہ لمبے قد کا مالک وہ کالا بھینسے کی طرح پلا ہوا تھا جو میرا راستہ روکے کھڑا تھا اور وہ بڑے غور سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر میں سانس لینا بھی بھول گئی اور مجھے یقین ہوگیا تھا کہ یہ کالا مجھے نہیں چھوڑے گا۔

میری نظر اس پر پڑی جب میں اس سے چند قدم دور رہ گئی تھی۔ میں اسے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئی اور ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی مگر اس سے بچانے والا وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ وہ مسلسل ٹکٹکی لگائے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ارادے مجھے خطرناک لگ رہے تھے اور اس کی آنکھوں میں مجھے ہوس نظر آ رہی تھی۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کالا مجھے نہیں چھوڑے گا۔ میں یونہی گم صم بت بنی سوچتی رہی کہ کیا کروں۔ یہ چند ساعتیں مجھے صدیوں کے برابر لگیں۔ میں یونہی خالی خالی ذہن سے پتا نہیں کتنی دیر وہاں کھڑی رہی پھر میں نے جلدی جلدی درود پاک کا ورد شروع کر دیا۔ جس سے مجھے بڑا حوصلہ ملا اور میرے دل کو سکون سا ملا اور میں نے اسی طرح درود پاک کا ورد جاری رکھتے ہوئے قدم آگے بڑھایا اور مسلسل ورد کرتی ہوئی اس سانڈ جیسے حبشی کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔ وہ خاموش کھڑا مجھے دیکھتا رہا اور میں بالکل خیریت سے اس کے پاس سے گزر کر گھر پہنچ گئی۔ گھر پہنچ کر میں نے اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔

اگلے دن اخبار میں ایک خبر پڑھ کر خوف کی ایک سرد لہر میرے پورے بدن میں سرایت کر گئی۔ بالکل اسی جگہ ایک عورت کی برہنہ لاش برآمد ہوئی تھی جسے آبروریزی کے بعد بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔ قدرت نے مجھ پر خاص کرم کیا تھا اور مجھے ذلت سے بچا لیا تھا۔ اخبار میں جو وقت لکھا تھا وہ میرے وہاں سے گزرنے کے

تقریباً ایک گھنٹے بعد کا تھا۔ چند روز کے بعد اخبار میں اس عورت کے قاتل کی گرفتاری کی خبر شائع ہوئی اور ساتھ ہی قاتل کی تصویر بھی شائع ہوئی تھی۔ میں نے تصویر دیکھی تو فوراً پہچان لیا وہ تصویر اسی حبشی کی تھی جو اس رات اس ویرانے میں کھمبے سے ٹیک لگائے میرا راستہ روکے کھڑا تھا۔ مگر میں درودِ پاک کا ورد کرتی ہوئی اس کے قریب سے خیریت سے گزر آئی تھی اور اس نے مجھے کچھ نہ کہا تھا، جبکہ میرے وہاں سے آنے کے ایک گھنٹہ بعد ایک دوسری عورت اس کی ہوس اور درندگی کا نشانہ بن گئی۔

خبر پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ میں وہاں سے گزری تو باوجود اس کے کہ وہ کالا میرے ساتھ سب کچھ کر سکتا تھا لیکن اس نے مجھے جانے دیا اور صرف ایک گھنٹہ بعد اس نے دوسری عورت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر قتل کر ڈالا۔ میں ایک بہت ہی خوبصورت عورت ہوں۔ یہ نہ سمجھیں کہ میں اپنے حسن کی تعریف کر رہی ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی شخص مجھے دیکھنے کے بعد نظر انداز نہیں کر سکتا۔ پھر اس کالے نے مجھے نظر انداز کیوں کیا؟ یہی تجسس مجھے حوالات میں اس کالے سے ملاقات کے لیے لے گیا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس رات جب تنہائی تھی اور میرے جیسی حسین اور تنہا عورت تمہارے سامنے موجود تھی تم میرے ساتھ جو سلوک چاہتے کر سکتے تھے جیسا کہ ٹھیک ایک گھنٹے بعد تم نے وہاں سے گزرنے والی ایک عورت سے کیا۔ اس کے ساتھ زیادتی کی پھر اسے بے دردی سے قتل کر دیا مگر میرے ساتھ تم نے ایسا نہیں کیا۔۔ کیوں؟ تمہیں کس چیز نے روکا؟

میرے اس سوال پر پہلے تو وہ حیران ہو کر میری طرف دیکھنے لگا پھر بولا کیا تم تنہا تھیں۔ اگر تم تنہا ہوتیں تو تمہارے جیسی حسین عورت کو میں کب چھوڑتا۔ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ تم تنہا کب تھیں تمہارے دائیں بائیں دو باڈی گارڈ موجود تھے۔ جو مجھ سے زیادہ دراز قد اور جسیم تھے اور بڑی قہر آلود نظروں سے مجھے گھور رہے تھے اور وہ اتنے طاقت ور نظر آ رہے تھے کہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے وہ تمہارے ساتھ نہیں تھے بس اچانک ہی تمہارے دائیں بائیں سے نمودار ہوئے تھے۔ مجھے خیال گزرا کہ اگر میں نے تمہاری طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھا تو وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ ان کی موجودگی میں مجھے جرأت ہی نہ ہوئی کہ تمہاری طرف دیکھ بھی لیتا۔

مگر میرے ساتھ تو کوئی بھی نہ تھا میں تو بالکل اکیلی تھی۔ مگر وہ میری بات کا یقین کرنے کو تیار نہ تھا تم جھوٹ بول رہی ہو۔ اگر تم اکیلی ہوتیں تو میں کب تمہیں چھوڑنے والا تھا اور اس دوسری عورت کی جگہ تم میرا شکار ہو جاتیں۔ تب میں نے اسے بتایا کہ میں اکیلی ہی تھی مگر تم نے جو دو محافظ میرے دائیں بائیں دیکھے وہ درود پاک

کے ورد کا کرشمہ تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں مسلمان ہوں میں دیکھ کر بھانپ گئی تھی کہ تمہارا کیا ارادہ ہے، لہٰذا میں نے اپنے اللہ کو یاد کیا اور اس سے دعا کی کہ تم سے میری جان اور آبرو محفوظ رکھے اور پھر میری زبان پر درود پاک جاری ہوگیا اور درود پاک کی برکت سے اللہ پاک نے میری دعا قبول فرمائی اور وہ دو محافظ بھیج دیے۔ جن کی موجودگی میں تمہیں جرأت نہ ہوئی کہ میری طرف میلی آنکھ سے دیکھتے اور میں درود پاک کا ورد کرتی ہوئی تمہارے پاس سے بہ خیر و عافیت گزر آئی۔ میرا ایمان ہے کہ اللہ کے فضل نے اور درود پاک کی برکت نے مجھے تم سے بچالیا۔

امریکی عدالت نے اس حبشی کو 17 (سترہ) سال قید کی سزا سنائی۔ اس واقعہ کے بعد اس نے جیل کے اندر اسلام کا مطالعہ شروع کردیا۔ پھر کچھ عرصے بعد ایک دن اخبار میں خبر پڑھی کہ اسلامی تعلیمات سے اور میرے واقعے سے متاثر ہوکر اس نے اسلام قبول کرلیا۔ (ماہنامہ "حکایت" لاہور۔ شمارہ بابت ستمبر ۲۰۰۴ء۔ صلوٰۃ وسلام: ع۔م۔ چوہدری)

(۲۱) درود شریف کے ورد کی برکت سے آوارہ شوہر سُدھر گیا:

حضرت سیدنا اسد الرحمٰن قدسی رحمۃ اللہ علیہ ریاست بھوپال کے مہاجر تھے۔ چکوال کے قریب بھون میں آپ کی خانقاہ ہے اور وہیں وصال فرمایا۔ جناب محمد عبد المجید صدیقی ایڈوکیٹ مصنف "زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری" میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے تین چار مرتبہ بھون میں حضرت کی زیارت کی اور ساتھ چائے پی۔ صدیقی صاحب کو حضرت کے کسی مرید نے ۱۹۸۳ء میں بتایا کہ ان کے مرشد حضرت قدسی رحمۃ اللہ علیہ کو حالت بیداری میں رسولِ مقبول ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ امام الانبیاء ﷺ کے قدموں پر گر گئے اور بعد سلام عرض کیا کہ مجھے کچھ عنایت فرمایا جائے۔ اس پر آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن و حدیث میں سب کچھ موجود ہے۔ پھر عرض کیا کہ کوئی خاص چیز مجھے عنایت ہو۔ اس پر رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا "ہر کام کے لیے پڑھا کرو "اَللّٰھُمَّ یَاسَلَامُ وَسَلِّمْ" ترجمہ: اے اللہ! اے سلامتی عطا کرنے والے حضورِ اقدس ﷺ پر سلامتی اور رحمت بھیج اور مجھے بھی سلامتی سے نواز۔ ایک عورت آپ کے پاس اپنے میاں کا شکوہ کرتے ہوئے آئی۔ آپ نے فرمایا ہر نماز کے بعد ایک تسبیح (اَللّٰھُمَّ یَاسَلَامُ وَسَلِّمْ) پڑھ لیا کرو۔ یہ بات اس کے دل کو لگی۔ روزانہ کئی ہزار مرتبہ پڑھنے لگی۔ آوارہ شوہر جو غیر عورتوں کے پیچھے بھاگتا تھا، صرف دس دن میں تکلا سا سیدھا ہوگیا۔ یہ واقعہ سیرتِ النبی بعد از وصال النبی جلد ۷ میں واقعہ نمبر ۱۵۳ پر درج ہے۔ اور مصنف نے "زیارت النبی ﷺ بحالتِ بیداری" حصہ اول و دوئم کے صفحہ ۷۵ پر اس وظیفہ کو پڑھنے کی عام اجازت دی ہے۔

(۲۲) روضۂ اقدس ﷺ سے آواز آئی، سب بخش دیے گئے:

حضرت رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور اس قدر روئے کہ بے حال ہوگئے۔ اسی حالت میں نیند آگئی۔ جب سوگئے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمجھے کہ شاید بحالتِ خواب آپ کچھ بڑبڑا رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگا دیا۔ آپ نے بیدار ہوکر فرمایا کہ اس وقت میں اور رسول اللہ ﷺ عرش کے نیچے تھے اور آپ ﷺ جنابِ باری میں بتضرع عرض کر رہے تھے کہ "میری اُمت کو بخش دے"۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ آپ اس قدر پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مراد برلائے گا۔ یکا یک ندا آئی "ہم نے بخشا، ہم نے بخشا"۔ اتنے میں آپ نے مجھے جگا دیا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ کس قدر اُمت بخشی گئی۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی یہ بات ختم نہ کی تھی کہ روضہ اقدس سے آواز آئی "سب بخش دیے گئے۔"

(التحفۃ المرضیہ)

مراد یہ ہے کہ جو طریقہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلے گا بخشا جائے گا۔ یہ بھی مراد لی جاسکتی ہے کہ انجام کار پوری اُمتِ محمدیہ ﷺ نجات پاکر جنت میں داخل ہو جائے گی، اگرچہ بعض گناہ گاران اُمت پہلے سزا کے طور پر عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے۔

(۲۳) نعت گو شاعر مولانا عبد الستار خان نیازی عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی مدحت میں کئی نعتیں تحریر فرمائیں۔ "زیارتِ نبی ﷺ بحالتِ بیداری" کے مصنف محمد عبد المجید صدیقی ایڈوکیٹ لکھتے ہیں کہ مولانا اپنے احباب کے ہمراہ مدینہ منورہ میں جلیل القدر صحابی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ یہیں حضورِ اقدس ﷺ نے ہجرت کے بعد کئی ماہ قیام فرمایا تھا۔ نوافل ادا کر رہے تھے کہ اچانک خیال آیا کہ یہ اصلی جگہ ہے بھی کہ نہیں؟ کیونکہ سعودی حکمرانوں نے اکثر مقدس مقامات کے نشانات مٹا دیے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی مولانا نیازی نے کھلی آنکھوں دیکھا کہ حضرت رحمتِ کائنات ﷺ اونٹنی سے نیچے اُتر رہے ہیں۔

(۲۴) مولانا حبیب اللہ بیجاپوری (بیجاپور۔ بھارت) کئی مرتبہ مدینہ منورہ گئے اور حضورِ انور ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ایک طویل قصیدہ بھی کہا، جس میں ایک شعر اس مفہوم کا ہے۔ میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت بحالتِ بیداری کی اور آپ ﷺ نے مجھے اپنے قریب بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا۔

(نزہۃ الخواطر۔ زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری حصہ اول و دوئم)

(۲۵) علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کے عظیم احسانات میں سے مجھ پر یہ بھی احسان وانعام ہے کہ حضرت امام الانبیاء ﷺ کے دربار عالی کا حاضر باش ہوں۔ اکثر اوقات یوں ہوتا ہے کہ میرے اور روضہ اقدس کے درمیان فاصلہ بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ میں اپنے ہاتھ کو روضہ اطہر پر پاتا ہوں اور اسی طرح حضرت محبوب رب العالمین ﷺ کے ساتھ کلام کرتا ہوں، جس طرح اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی کے ساتھ گفتگو کی جاتی ہے۔

(۲۶) حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم دین تھے، آپ کا مقبرہ قبرستان پیر عمر (ملتان) میں واقع ہے۔ آپ درس دیا کرتے تھے، اگر پڑھاتے وقت کوئی پیچیدہ مسئلہ آجاتا تو حجرے میں جاکر دروازہ بند کرکے حضرت رسول اللہ ﷺ سے التجا کرتے تو مسئلہ حل ہوکر سمجھ میں آجاتا اور باہر آکر درس میں مشغول ہوجاتے۔

(اولیائے ملتان: از فرحت ملتانی)

(۲۷) ایک ریٹائرڈ سرکاری افسر جناب ضیاء اللہ خان نیازی نے ایک مرتبہ حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی صابری رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی وظیفہ بتایئے جس کا ورد کیا کروں۔ فرمایا کاپی پنسل لے کر آئیں میں لکھ دیتا ہوں۔ صوفی صاحب نے خوبصورت حروف میں ایک چھوٹی سی درود شریف کی تحریر فرما دی اور ہدایت کردی کہ روزانہ پابندی کے ساتھ کم از کم پانچ مرتبہ ضرور لکھا کریں۔ اگر زیادہ لکھ سکیں تو اور اچھا ہے، اسے معمولی وظیفہ نہ سمجھیں، یہ بہت بڑا وظیفہ ہے۔ ایک روز فرمایا: ہمارے ایک دوست تھے ہم نے انہیں یہی وظیفہ بتایا جس پر انہوں نے عمل کیا۔ ایک روز وضو کررہے تھے کہ حضرت امام الانبیاء ﷺ نے بہ نفسِ نفیس انہیں (اپنی) زیارت کرادی۔ نیازی صاحب نے اس پر عمل کرکے فائدہ حاصل کیا۔

حضرت عبدالمجید صدیقی مصنف ''زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری'' اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے ایک نہایت پیچیدہ مقدمے میں کامیابی کے لیے میرے کہنے پر ایک لاکھ مرتبہ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' لکھا اور کامیاب ہوئے۔ واقعی یہ ایک نہایت مبارک اور سودمند عمل ہے۔ یہ عمل کرنے کی وفات کے بعد بھی درود شریف والے کاغذ جب تک محفوظ رہیں گے فرشتے اس کی طرف سے درود شریف بھیجتے رہیں گے۔ جس کا اسے آخرت میں فائدہ پہنچے گا۔ آپ بھی اگر چاہیں روزانہ ایک خاص تعداد مقرر کرکے جب تک چاہیں لاکھوں کی تعداد میں لکھ سکتے ہیں اور پھر ان کاپیوں کو محفوظ کرلیں۔ ان شاء اللہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔

(۲۸) رجسٹر کھولو اور لکھ دو:

محمود احمد صاحب شاہدرہ لاہور سے لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ روضۂ رسول اللہ ﷺ پر حاضر

ہوں۔ وہاں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہیں۔

اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا اور حضور اکرم ﷺ نے جماعت کی امامت فرمائی۔ جماعت کرانے کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ رجسٹر کھولو اور لکھ دو، جس نے مجھ پر:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ.

ایک مرتبہ پڑھا، اس کے لیے جنت پکی ہوگئی۔ سبحان اللہ

(ماہ نامہ ''لاثانی انقلاب'' فیصل آباد مئی ۲۰۰۲/صلوعلیہ وآلہ: ع۔م۔چوہدری)

(۲۹) عجب اسرار:

''اسرار الابرار'' میں درج ہے کہ فرمایا سرکارِ مدینہ ﷺ نے جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا تو ساتوں آسمانوں کے ملائکہ اس پر درود پڑھیں گے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جو شخص دو بار درود شریف پڑھے گا تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے عرشِ عظیم، کرسی پر درود پڑھیں گے اور یہ سلسلہ بھی قیامت تک جاری رہے گا۔

اور جو شخص تین بار مجھ پر درود شریف پڑھے گا تو میں اس شخص کا ضامن ہوں گا کہ روزِ قیامت اس کے چھوٹے بڑے گناہوں کا حساب نہیں لیا جائے گا اور وہ پل صراط سے بجلی کی طرح تیزی سے گزر کر جنت میں میرے قریب بصد اعزاز سکونت پذیر ہوگا۔ (صلوا علیہ و آلہ: ع۔م۔چوہدری)

خلوصِ دل سے تین مرتبہ پڑھیں ہوسکتا ہے آپ ہی وہ خوش نصیب ہوں جس کو اللہ عزوجل کے ہاں سے یہ اعزاز ملے۔

(۳۰) دُعا ہو تو ایسی:

ایک مرتبہ سرخ آندھی اور زلزلہ آیا۔ حضرت محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت موسیٰ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ یہ آفت دور ہو۔ حضرت محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ رو کر فرمانے لگے کہ اس بات کو ہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ تم کہیں میری وجہ سے ہلاک نہ ہو۔ حضرت موسیٰ بن قاسم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے آندھی اور زلزلہ دور ہوگیا۔

(سیرت النبی بعد از وصال النبی، حصہ دوئم)

(۳۱) سُنّتِ رسولِ مقبول ﷺ کی اہمیت:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اولیاء اللہ میں ہیں۔ انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ خواب دیکھا کہ نہایت عالی شان عمارت ہے جس میں اولیاء اللہ آجا رہے ہیں، مگر جب وہ خود اندر جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو دروازہ بند پاتے ہیں۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ ہے۔ دل میں سوچنے لگے کہ اللہ پاک نے مجھے بہت سے انعامات سے نوازا ہے کیا وجہ ہے جو مجھے اس دربارِ گوہر میں جانے کی اجازت نہیں۔ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت سیدِ عالم ﷺ نے عمارت کے ایک حصے سے سرِ مبارک نکال کر فرمایا "یہاں صرف اس کو باریابی ہو سکتی ہے جو میری سنت ادا کرے۔ آنکھ کھلی تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ آبدیدہ ہو گئے۔ فرمایا حکمِ نبوی ﷺ سے چارہ نہیں اور ضعیف العمری کے باوجود شادی کر لی، شام میں بمقام بسطام مزار شریف ہے۔

(مکتوباتِ شیخ الاسلام، مولوی حسین احمد مدنی جلد دوئم/ سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ اوّل)

اس واقعے سے نبی مکرم ﷺ کی سنتوں کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ ذرا سوچیے ہم حضور اکرم ﷺ کی کتنی سنتوں کی پیروی کر رہے ہیں جبکہ ہم فتنوں کے اس دور سے گزر رہے ہیں کہ اگر ہم نبی برحق ﷺ کی کسی ایک سنت مبارکہ پر عمل کر لیں تو ہمیں سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

(۳۲) ستّر ہزار فرشتوں کا درودِ پاک پڑھنا:

جناب ع۔م۔ چوہدری "صلوٰۃ وسلام" میں "آبِ کوثر" کے حوالے سے لکھتے ہیں حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جس دن ستر ہزار فرشتے روضہ رسول ﷺ پر حاضری نہ دیتے ہوں۔ روزانہ ستر ہزار ملائکہ دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری دیتے ہیں اور روضہ انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے نورانی پروں کے ساتھ روضہ اطہر کو چھوتے ہیں اور درودِ پاک پڑھتے رہتے ہیں۔

جب شام ہوتی ہے تو وہ آسمان کی طرف پرواز کر جاتے ہیں اور مزید ستر ہزار آجاتے ہیں۔ صبح ہوتی ہے تو وہ پرواز کر جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو سرکارِ عالم ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں تشریف لائیں گے اور انہی فرشتوں کے ساتھ میدانِ حشر کی طرف روانہ ہوں گے۔ سبحان اللہ۔

ذرا سوچیے تو سہی جب شافع محشر ﷺ ستر ہزار ملائکہ کے جلو میں حشر کے میدان میں تشریف لائیں گے تو

آپ ﷺ کی کیا شان ہوگی۔ یہ عظمت و مرتبہ صرف ہمارے نبی رحمت کے لیے ہوگا اور کسی بشر کے لیے نہیں کیونکہ ہمارے آقا ﷺ سب سے اولیٰ و اعلیٰ نبی ہیں۔

(۳۳) درود شریف سے معاشی بدحالی کا خاتمہ:

علامہ اقبال احمد فاروقی (نگران اعلیٰ مرکزی مجلس رضا لاہور) فاضل جلیل مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ ساری ساری رات حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود پاک کا نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ کھجور کی ہزاروں گٹھلیاں صاف اور معطر کرا کر کورے گھڑوں (مٹکوں) میں بھر رکھتے اور اپنے تمام شاگردوں کو حکم دیا کرتے کہ ان گٹھلیوں پر درود پاک پڑھیں۔

آپ کا یہ معمول سال ہا سال جاری رہا۔ بعض اوقات آپ کے شاگرد (درویش) شکایت کرتے کہ روٹی میں کمی آگئی ہے اور کھانا کم ملتا ہے تو آپ فرماتے کہ تم نے درود پاک پڑھنے میں کوتاہی کی ہوگی۔ شاگرد بعض اوقات ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر کئی گٹھلیاں گرا دیتے۔ اس طرح درود شریف مقررہ تعداد سے کم پڑھا جاتا۔ آپ دوسری صبح خود حلقہ درود میں بیٹھتے اور شاگردوں کے معمول پر کڑی نگاہ رکھتے اور پھر دوپہر کا کھانا اپنے سامنے کھلاتے اور فرماتے اگر آج کھانا کم ہو تو مجھ سے گلہ کرنا۔ فاروقی صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کھانا آیا، بیس (۲۰) درویش پیٹ بھر چکے لیکن پھر بھی دس روٹیاں بچ جاتیں۔ یہ بچی ہوئی روٹیاں حضرت شاہ غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار بیرون دہلی دروازہ (لاہور) پر بیٹھے ہوئے مساکین میں تقسیم کی جایا کرتی تھیں۔ (فضائل درود بحوالہ قلمی یادداشت از مولانا اقبال فاروقی۔ صلوٰۃ وسلام از: ع۔م۔ چوہدری)

آپ نے درج بالا واقعہ سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ درود پاک کا ایک مقررہ مقدار میں ورد کرنے سے رزق میں کتنی زیادہ برکت ہوتی ہے۔ کم اناج میں زیادہ سے زیادہ انسان کھانا کھا لیتے ہیں بلکہ بچ جاتا ہے۔

اسی طرح احادیثِ مبارکہ کے مطابق سورہ واقعہ کی رات کے وقت تلاوت بھی برکت کے لیے بہت مفید ہے۔ رات کے وقت سورہ واقعہ پڑھنے والا کبھی بھی فاقہ سے نہ رہے، بھوکا نہ سوئے گا۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کیا کہ سورہ واقعہ تونگری کی سورت ہے لہٰذا اسے پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موفوعاً روایت کی کہ اپنی عورتوں کو سورۃ الواقعہ سکھاؤ کہ یہ تونگری اور مالداری کی سورت ہے۔ (روح المعانی)

آپ چاہے سورہ واقعہ کے ذریعے رزق حاصل کریں یا درود شریف کے ورد کی برکت سے، اللہ تعالیٰ کے اذن سے نبی رحمت کے توسط سے رزق حاصل کرتے ہیں کیونکہ مدنی سرکار ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے ''اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(۳۴) اللہ کی قسم یہ میرا قول ہے:

حضرت حمزہ بن عبدالمجید فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ میں نے حضور اکرم نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور کہا قربان جائیں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر۔ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث کوئی شخص سنے اور اس میں خواب کی بات ہو اور وہ عمل کرے با امید ثواب، تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر چہ وہ حدیث فی نفسہ باطل ہو۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ''اللہ کی قسم یہ میرا قول ہے اور میں نے کہا ہے''۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ چہارم۔ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ ع۔م۔ چوہدری)

سبحان اللہ! یہ کتنی بڑی بات ہے کہ باطل حدیث پر بھی نیک نیتی سے عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

(۳۵) جس دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت ہے اسے آتشِ دوزخ سے نجات:

عارف باللہ عاشقِ رسول ﷺ حضرت شاہ عبدالغنی نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ تسبیح و تہلیل کے ورد کا ثواب حضورِ اقدس ﷺ کی روحِ پُر فتوح کو بخشا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ مبارک عمل آپ سے ترک ہو گیا تو آپ نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ''اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ محبت بڑھائے جا۔ دیکھ جس دل میں میری محبت ہے اسے آتش دوزخ سے نجات ہے۔''

(انوار العارفین۔ از مولانا صوفی محمد عابد ڈابھیلی/ بارگاہ رسالت مآب ﷺ: ع۔م۔ چوہدری)

عاقلاں را اِشارہ کافی است

(۳۶) ان کی نجات کے لیے اس قدر کافی ہے:

عارف باللہ حضرت محمد کاظم پاشا قلندری علوی کاکوروی اکثر اوقات حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت با سعادت سے مشرف ہوتے۔ آپ نے ایک روز حضرت رسولِ کریم ﷺ سے تناسخ (ہندو عقیدہ آواگون۔ ایک صورت سے دوسری صورت اختیار کرنا) کی بابت دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُمم سابقہ میں تھا مگر میرے زمانے سے موقوف ہو گیا۔''

اسی طرح ایک روز وقتِ قیلولہ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''مونچھوں میں سبالہ رکھو'' اور اپنے دستِ مبارک سے مقدار معین فرما دی۔ اس سے قبل آپ اپنی مونچھیں بہت باریک کترواتے تھے۔ ایک روز پھر زیارتِ بابرکت سے مشرف ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے علاوہ مسلمانوں کے اہل ہنود (اہلِ ہند) بھی بہت رابطہ رکھتے ہیں۔ میں ان کو درود شریف بتا دیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کس قدر؟ ''عرض کیا ایک ہزار مرتبہ ورد کرنے کو کہتا ہوں۔'' محسنِ انسانیت ﷺ نے فرمایا ''ان کی نجات کے لیے کافی ہے۔'' (انفاس القلندریہ از مولوی محمد تقی حیدر۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ چہارم۔ بارگاہِ رسالت مآب)

درج بالا واقعے سے تین شرعی مسئلے حل ہوئے:

(الف) حضور اکرم اکرم ﷺ کی شریعت نافذ ہونے کے بعد ہندوؤں کا آواگون کا عقیدہ باطل قرار پایا اور

(ب) مونچھوں میں سبالہ رکھنے اور حضور اکرم ﷺ کے اپنے دستِ مبارک سے مقدار مقرر فرما دینے سے یہ شرعی مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو گیا۔ نبی برحق ﷺ نے ہمارے لیے جو مونچھوں کی مقدار مقرر فرمائی وہ مثالی ہے، نہ کم نہ زیادہ۔ اور

(ج) حضرت شاہ محمد کاظم پاشا قلندر علوی کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ ہند کو ایک ہزار مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیتے اور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا یہ ان کی نجات کے لیے کافی ہے۔ اس لیے کہ درود شریف میں اللہ تعالیٰ سے نبی رحمت ﷺ پر رحمت اور سلامتی بھیجنے کی التجائیں ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ جب غیر مسلم درود پاک کا ورد کرتا ہے تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا عقیدہ پختہ کر لیتا ہے اس لیے ان کی نجات کے لیے کافی ہے۔

(۳۷) گلاب کا پھول آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا:

روایت ہے کہ جس کسی مسلمان نے گلاب کے پھول کو سونگھا اور پھر مجھ پر درود شریف نہ بھیجا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ بزرگانِ دین میں سے ایک صاحب کو اس حدیث کے صحیح ہونے پر شک تھا کہ یہ پھول آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے ایک رات حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ دور سے تشریف لا رہے ہیں اور پسینہ مبارک آیا ہوا ہے۔ آنکھ اٹھا کر حضور اکرم ﷺ نے ان کی جانب دیکھا اور پیشانی مبارک سے پسینہ مبارک کو زمین پر گرا دیا۔ جب ان بزرگ کی آنکھ کھلی تو جس جگہ حضور اکرم ﷺ کے پسینہ مبارک کے قطرے گرے تھے۔ وہاں گلاب کے پھول پڑے تھے۔ سبحان اللہ۔

(گلدستہ باغ ارم: حضرت سید خیر الدین۔ بارگاہ رسالت مآب: ع۔م۔ چوہدری)

مسلمان پر یہ عید میلاد منانا واجب ہے۔ صاحبِ کتاب ''میلاد النبی کب سے؟'' لکھتے ہیں یہ میرا مطلب یا معانی یا حکم نہیں بلکہ ایچ پیچ کے بغیر اور بلا تاویل ترجمے سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے۔

(۶) معراج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشی میں رب تعالیٰ نے سدرہ (بیری کے درخت) کو سجایا:

جب آقائے دو جہاں معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشی میں رب تعالیٰ نے سدرہ بیری کے درخت کو سجایا۔ نور سے اور سبز پرندوں سے اور سدرہ بیری کا درخت چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان تک ہے۔ آسمانوں کا فاصلہ تو احادیث میں ذکر کر ہی دیا گیا ہے۔ گویا اتنا لمبا راستہ اللہ عزوجل نے پیارے حبیب ﷺ کی آمد پر سجایا اور بہت شان سے قرآنِ مجید میں سورۃ النجم کے اندر اس کا اظہار فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جس وقت چھا گئے تھے سدرہ پر وہ (انوار) جو چھا گئے۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی یہاں لفظ "اذ" ظرف زماں بتا رہا ہے کہ بیری کا درخت تو پہلے سے تھا مگر یہ انوار کا چراغاں آج معراج کے لیے خصوصی طور پر ہوا۔ مقامِ غور تو یہ ہے کہ وہاں بیری کا درخت اُگایا ہی کیوں گیا۔ ہزار حکمتوں کے علاوہ یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ کسی کی آمد کی خوشی منانے کے لیے درختوں کو سجانا اور چراغاں کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال حسبِ ذیل ہیں:

(الف) نورانی پرندوں نے اور ان کے علاوہ (انوار) نے بیری کو سجاوٹ کے لیے گھیرا۔

(ب) وہ نورانی مخلوق فرشتے تھے، جنہوں نے پرندوں کی شکل میں آکر بیری کو گھیرا یا پرندوں کی طرح اس کے آس پاس اُڑتے پھرتے تھے۔

(ج) اس چراغاں کا پورا نقشہ تو نبی اکرم ﷺ ہی جانتے ہیں۔ ہم ذرا یہ سوچیں کہ اگر کسی باغ کے کسی درخت پر لاکھوں کی تعداد میں جگنو بیٹھ جائیں تو کیسی پیاری زینت اور کیسا پیارا اور خوب صورت نظارہ ہوگا۔

(د) چھا گئے تھے اس درخت پر فرشتے کسی خاص پرندوں کی شکل میں۔ یا چھا گئے تھے اس درخت پر انوارِ الٰہی۔

(س) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ڈھک لیا تھا اس کو رب تعالیٰ کے نور نے اور ایک اور قول ہے کہ ڈھک لیا تھا اس درخت کو سبز رنگ کے پرندوں نے جن کا نام رفرف ہے۔

(ی) (ا) ان اقوال مفسرین و محدثین سے ثابت ہوا کہ آسمانوں پر یوم النبی ﷺ کس شان سے منایا گیا۔ رب تعالیٰ نے بڑی اہمیت سے اس چراغاں کا ذکر فرمایا مگر اللہ کریم جل وعلا نے وضاحت نہ فرمائی کہ کس طرح چراغاں فرمایا۔ ما یغشٰی کہہ کر صرف اشارہ فرما دیا یعنی سجاوٹ اور روشنی ہوئی جو بھی ہوئی ہوگی تاکہ زمین کے فرش پر یوم

النبی ﷺ منانے والوں کے لیے بھی عام اجازت ثابت ہو جائے کہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ میں خوشی مناتے ہوئے چراغاں ضرور کرو خواہ کسی طرح کی بھی ہو۔

(۲) پس معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں اپنے محبوب محمد عربی ﷺ کا جشن میلاد منایا۔ پھر اس کے بعد اپنے حبیب ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری پر خوشیاں منائیں۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ملاقات سے قبل عید میلاد النبی ﷺ منایا۔ یہی نہیں تمام مسلمانوں کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ میرے محبوب ﷺ کی دنیا میں موجودگی پر خوب خوب خوشیاں منائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان احکامات سے نبی محترم ﷺ کے اعلیٰ مراتب کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ یہ اعزاز کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آیا۔

(۷) اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی سید الانبیاء ﷺ کے جشن ولادت کا اپنے اپنے دور میں مختلف طریقوں سے اہتمام کیا۔ آیئے ان میں سے چند واقعات کا احوال جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے واقعات اختصار سے پیش کیے جاتے ہیں۔

(۷۔۱) حضرت آدم علیہ السلام اور محفل میلاد:

امام حاکم نیشاپوری ''المستدرک'' اور امام بیہقی ''دلائل النبوت'' میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا ''اے میرے رب! میں محمد ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔'' رب تعالیٰ نے فرمایا ''تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا۔'' عرض کیا جب آپ نے میرے جسم کے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا! آدم تم نے سچ کہا یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی تو میں نے قبول کی، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ یہاں حضور اکرم ﷺ کے بہترین تخلیق ہونے اور آپ ﷺ کے وسیلے سے دعا کے قبول ہونے کا عندیہ ملتا ہے۔

(۷۔۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خاتم المرسلین ﷺ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

مرشد پاک ہی لے کر آئے ہیں۔" (نوری کرنیں۔ بارگاہِ رسالت مآب: ع۔م۔ چوہدری)

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ مرشد رسولِ پاک ﷺ تک رسائی دلاتا ہے۔ مرشد کی قدم بوسی جائز ہے۔ (مؤلف)

(۴۱) حضور اکرم ﷺ نشہ آور چیزوں کے استعمال کو پسند نہیں فرماتے:

جناب محبوب احمد بھٹی، ریلوے اسٹیشن کروڑ کے اسٹیشن ماسٹر ہیں۔ کروڑ، ڈاکخانہ و تحصیل کروڑ لعل عسیین ضلع لیہ میں واقع ہے۔ آپ عشق و محبت رسول مقبول ﷺ سے سرشار ہیں۔ آپ نے درود شریف کے فیوض و برکات سے متعلق دو ایمان افروز واقعات لکھے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے یہ واقعات اختصار سے پیش کیے جا رہے ہیں۔ بھٹی صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مرید احمد قریشی نقش بندی نہایت متقی و پرہیز گار بزرگ تھے۔ آپ بستی (گاؤں) کلول میپل شریف ضلع بھکّر کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اپنے مرشد خواجہ غلام حسن نقش بندی سواگ شریف کروڑ لعل عسیین ضلع لیہ میں ۱۹۳۹ء میں خلافت حاصل کی۔

حضرت مرید احمد قریشی کے دو مرید حقیقی بھائی بستی رضائی شاہ ضلع بھکّر قوم بلوچ سے تھے۔ یہ انیس سو ساٹھ (۱۹۶۰ء) کے عشرے کی بات ہے کہ اس علاقے میں پکی سڑکیں نہ تھیں۔ تنگ دستی اور غربت عام تھی۔ مال کی بار برداری صرف اونٹوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ عام مشکلات کے باوجود لوگوں کے ایمان بہت پختہ و مضبوط تھے۔ دونوں مرید جو کہ حقیقی بھائی تھے، دن میں اونٹوں کے ذریعے محنت مزدوری کرتے اور رات کو ذاتی تعمیر کردہ کچی مسجد میں عبادت اور درود شریف کا ورد کثرت سے کرتے۔ ایک دن کچہ کے علاقے سے اناج کی بوریاں لاد کر شہر کی غلہ منڈی تک پہنچانے کے لیے دونوں بھائی اونٹوں پر روانہ ہوئے۔ بارش کی وجہ سے راستے میں پھسلن ہوگئی۔ دونوں میں سے ایک بھائی کا اونٹ پھسلن کی وجہ سے زمین پر گر گیا۔ کوشش بسیار کے باوجود بھی وہ اونٹ کھڑا نہ ہو سکا، کیونکہ اس کی اگلی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ لدا ہوا اناج اتار کر اسے کھڑا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ناکامی ہوئی۔ وہ اپنے اونٹ کے ساتھ وہیں بیٹھ گیا اور اس کا بھائی اپنا اونٹ اور اس پر لدا ہوا سامان لے کر شہر روانہ ہوگیا۔

چونکہ دونوں بھائی عبادت گزار اور کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے تھے اس لیے مصیبت زدہ بھائی نے وہیں بیٹھ کر دعا مانگنا شروع کردی۔ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں فریاد شروع کی۔ یا رسول اللہ ﷺ میں تو بہت مفلس اور غریب ہوں۔ اگر اونٹ ہی نہ رہا تو میری گزر بسر مشکل ہو جائے گی۔ مصیبت کی اس گھڑی میں میرا کوئی مددگار نہیں۔ آہ و زاری کرنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ میری مدد فرمائیں۔ یا رسول اللہ مدد فرمائیں۔

یہ آہ و زاری جاری تھی کہ دو گھڑ سوار نقاب پوش نظر آئے۔ انہوں نے اس کے پاس آ کر ماجرا دریافت کیا اور مدد کی حامی بھر لی۔ ایک گھڑ سوار نے مل کر اونٹ پر بوریاں لدوائیں اور دوسرے نے اونٹ کی مہار (نکیل) پکڑ کر اسے اٹھایا تو وہ بالکل صحیح سلامت اٹھ کھڑا ہوا، جیسے اس کی ٹانگ کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ یہ حضرات جب واپس جانے لگے تو شتربان نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ابوبکر صدیق ہوں اور وہ حضرت عمر فاروق ہیں۔ تم نے حضور اکرم ﷺ سے مدد کے لیے دعا مانگی تھی۔ اس لیے ہم تمہاری مدد کو یہاں آئے ہیں۔ اب تمہارا کام ہوگیا ہے، اس لیے واپس جا رہے ہیں۔ اس اونٹ والے نے پھر عرض کی یہ بتایئے کہ آپ نے نقاب ڈال کر اپنے چہرے کیوں چھپا رکھے ہیں۔ تو فرمایا تم حقہ پیتے ہو۔ اس حقے کی بُو سے ہمیں نفرت ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور غائب ہو گئے۔ جب یہ اپنا اونٹ لے کر شہر کی غلہ منڈی پہنچا تو پہلے آنے والے بھائی نے اس سے پوچھا تمہارا یہ اونٹ چنگا بھلا کیسے ہوگیا۔ تو اس نے سارا ماجرا سنایا اور کہا کہ یہ درود شریف کے ورد کی برکتیں ہیں۔

اسی طرح ایک رات وہ دونوں بھائی نماز تہجد کے بعد حضورِ اقدس ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر درود شریف کا ورد کر رہے تھے کہ وہ بھائی جس کے اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی اس نے کہا کہ میں تھوڑی دیر کے لیے گھر جا رہا ہوں کیونکہ مجھے حقہ کی طلب ہے اور وہ حقہ پینے کے لیے اپنے گھر چلا گیا۔ دوسرا حقہ نہ پینے والا بھائی درود شریف کے ورد میں مصروف رہا کہ اسی دوران وہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "تمہارا بھائی حقہ پیتا ہے۔ وہ اس وقت مسجد میں نہیں ہے۔ اسی لیے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ جیسے ہی دوسرا حقہ پینے والا، بھائی حقہ پی کر مسجد واپس آیا۔ حضور اکرم ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے، کیونکہ آپ ﷺ حقے جیسے نشے کی چیز سے نفرت فرماتے ہیں۔ بعد میں حضور اکرم ﷺ کے بدن مبارک سے نکلنے والی خوشبو ایک عرصے تک مسجد میں محسوس کی جاتی رہی تا آنکہ اس گارے مٹی سے بنی ہوئی مسجد کو ڈھا کرنئی پکی مسجد تعمیر نہ کرلی گئی۔

بھٹی صاحب نے ایک اور قصہ روایت فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں۔ تقسیمِ ہند سے پہلے حجاج کرام پیدل یا بحری جہاز کے ذریعے سفرِ حج کیا کرتے تھے۔ انہی دنوں سرگودھا شہر کا حج قافلہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوا۔ اس قافلے میں ایک حاجی صاحب کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آقائے نامدار نے ان حاجی صاحب سے فرمایا کہ وطن واپسی پر رانا محمد حسین ساکن موضع دھول کدھی (نزد ساہیوال) ضلع سرگودھا والے کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ تم جو روزانہ درود پڑھتے ہو وہ منظور و مقبول نہیں ہو رہے بلکہ میں ان کی گٹھڑیاں باندھ

کرایک طرف رکھ رہا ہوں، جب تک حقہ پینا نہیں چھوڑو گے۔

حجاج کرام کا قافلہ حج کے بعد سرگودھا واپس پہنچ گیا۔ لیکن حاجی صاحب سرکارِ مدینہ ﷺ کا پیغام رانا محمد حسین کو پہنچانا بھول گئے۔ حاجی صاحب مذکور کو دوبارہ سرکار عالی مقام ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میرا پیغام بھول گئے۔ حاجی صاحب فوراً اُٹھے اور صبح سویرے ہی سرگودھا سے ڈھول کدھی پہنچ گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے رانا محمد حسین کا پتا دریافت کیا۔ ایک صاحب نے بتایا کہ سامنے بیٹھک میں جو صاحب حقہ پی رہے ہیں وہی رانا محمد حسین نمبردار ہیں۔ حاجی صاحب نے نمبردار رانا محمد حسین کو حضور اکرم ﷺ کا یہ پیغام پہنچایا کہ تم جو درود شریف بھیج رہے ہو، وہ قبول نہیں ہو رہے کیونکہ تم حقے کا نشہ کرتے ہو اور درود شریف کے ورد کے وقت تمہارے منہ سے بدبو آتی رہتی ہے۔

یہ پیغام سنتے ہی رانا محمد حسین پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس نے اپنا حقہ فرش زمین پر دے مارا۔ اور گلیوں میں دوڑ لگانے لگا۔ جس کا حقہ سامنے نظر آتا اسے توڑ دیتا۔ دو تین دن تک رانا محمد حسین پر یہی کیفیت طاری رہی، جس کا حقہ دیکھتا توڑ دیتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اسے پاگل کہنے لگے۔

محبوب احمد بھٹی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ یہ واقعات اس لیے ارسال کر رہا ہوں کہ لوگ درود شریف تو پڑھتے ہیں لیکن نشے کی چیزیں مثلاً حقہ، سگریٹ، پان چھالیہ اور نسوار وغیرہ ترک نہیں کرتے۔

مؤلف کی رائے یہ ہے کہ درود شریف کے ورد کی مقبولیت اسی وقت ہوتی ہے جب درود شریف کے ورد کے آداب ملحوظ خاطر رکھے جائیں یعنی منہ، بدن، کپڑے جگہ اور روح کی پاکیزگی اور اگر ہو سکے تو خوشبو وغیرہ کا استعمال کریں۔ اس سے آپ کو حضور اکرم ﷺ کی محبت حاصل ہوگی۔



چودھواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کا جشنِ عید میلاد

(۱) میلاد کے معنی ہیں، ''ولادت کا وقت یا عظیم الشان ولادت'' اہلِ اسلام کے عرف میں میلاد یا مولد کا مطلب سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی تخلیق یا ولادت باسعادت ہے۔ محفل میلاد یا جلسہ میلاد یا میلاد کانفرنس سے مراد ایسا روح پرور اجتماع ہے۔ جس میں سرکار مدینہ حضرت محمد ﷺ کی تخلیق یا ولادت طیبہ کے زمانے میں یا اس کے بعد ظاہر ہونے والے عجیب وغریب واقعات کا تذکرہ کر کے برکات حاصل کی جائیں۔

(۲) انبیاء کی ولادت کا ذکر اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حضرت آدم علیہ السلام اور سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت ان انبیاء عظام کی ظاہر ہونے والی عظمتوں اور شانوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سنت رسول، سنت صحابہ و اہلِ بیت اور سنت سلف صالحین سے بھی ذکر میلاد ثابت ہے، اور محدثین نے تو کتبِ احادیث میں مولد النبی ﷺ کے عنوان سے ابواب باندھے ہیں۔

سب سے پہلا عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ

(۳)(الف) محمد عربی ﷺ کا میلاد سب سے پہلے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے منایا۔ سورہ آلِ عمران آیت نمبر ۸۱ میں ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ٥

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔''

(ب) یہ وہ پہلی عید میلاد النبی ﷺ کی محفل ہے جو عالم ارواح میں تخلیق انبیاء کے وقت منعقد ہوئی۔ اس محفل میں وعظ و بیان فرمانے والا خود رب العالمین اور سامعین کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کرام ہیں۔ کتنا بڑا اجتماع تھا اور کتنے مقدس سامعین تھے، اور ذکر تھا احمدِ مجتبیٰ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کا۔ اسی کو یوم میلاد کہتے ہیں۔ مسلمان بھی آج اسی دن کی یاد مناتے ہوئے، حضور اکرم ﷺ کے اسی (دنیا میں) تشریف لانے کا اور اس کے بعد کے واقعات کا ذکر کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے اور حیات طیبہ کے بعد کے واقعات نہایت عظیم ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ عالمِ ارواح میں انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کا یہ وعظ و بیان سن کر انتہائی فرحت و خوشی اور سرور حاصل ہوا ہوگا۔ پس اسی خوشی کا نام عید ہے۔ لہٰذا عالم ارواح کی اس پہلی محفل کا نام عید میلاد النبی ﷺ ہی رکھا جا سکتا ہے، جو رب کریم نے نبی آخر الزمان کی تخلیق کے بعد لیکن پیدائش سے پہلے منایا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد ﷺ کی پیدائش کے موقع پر آپ کا میلاد منایا:

(الف) جب آقائے دو جہاں اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو شبِ ولادت، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک جھنڈا خانہ کعبہ کی چھت پر آویزاں کیا اور مشرق و مغرب میں دو جھنڈے لہرائے گئے۔ یہ اہتمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ایک جھنڈا خانہ کعبہ پر، ایک بیت المقدس پر اور تیسرا جائے ولادت پر نصب کیا گیا تھا۔

(ب) آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کے فوراً بعد غیبی طور پر ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق تا مغرب، سب روشن ہو گئے حضرت اُم النبی سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس نور کی روشنی میں، میں نے ملک شام کے محلات اور بازار اور راہوں میں چلنے والے قافلوں میں شامل اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔

(ج) حضرت عثمان ابنِ وقاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ "میں خانہ کعبہ کے پاس تھی کہ میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے بھر (معمور) گیا اور ستارے زمین سے اس قدر قریب آ گئے کہ مجھے گمانِ ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔" (زرقانی، المواہب الدنیہ)

(د) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی آمد کی خوشی میں اس دن مکہ میں سب لڑکے ہی لڑکے پیدا کیے۔

(س) آپ ﷺ کی دنیا میں آمد کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے مکہ اور اس کے گرد و نواح میں بہت سارا غلہ پیدا فرمایا اور اسے خوشحالی کا سال قرار دیا گیا۔

(ی) مسلمان بارہ ربیع الاول کو ہر سال سنت خداوندی کے مطابق اپنے مکانوں، دکانوں اور مساجد پر

جھنڈے لہراتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں۔

(۵) آمدِ رسول ﷺ پر خوشی منانا:

(الف) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ○ (یونس ۔۵۸)

ترجمہ: اے حبیب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آنے پر اور اس کی رحمت کے تشریف لانے پر پھر خوب خوشیاں منائیں۔ وہ خوشیاں منانا اچھا ہے اس تمام مال و اعمال سے جو یہ منکرین جمع کرتے ہیں۔

(ب) اس کی تفسیر میں صاوی نے فرمایا:

اے حبیب ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آنے پر اور اس کی رحمت کے تشریف لانے پر (پس اس کے آنے پر) خوب خوشیاں منائیں وہ خوشی منانا اچھا ہے، ان تمام مال و اعمال سے جو یہ منکرین جمع کرتے ہیں۔

(ج) غور طلب بات یہ ہے کہ یہاں رحمت سے کیا مراد ہے اور فضل سے کیا مراد ہے۔ اس میں بھی مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ علامہ نسیم احمد صدیقی مصنف "میلاد النبی ﷺ کب سے؟" فرماتے ہیں۔

متعدد مفسرین میں اکثر کا یہ قول مطالعہ کیا کہ فضل و رحمت سے نبی کریم ﷺ ہی کی ذات مراد ہے۔ بعض نے دین اسلام اور قرآن کو بھی فضل خدا اور رحمتِ الٰہی قرار دیا ہے تو یہ قول بھی راقم (مصنف میلاد النبی کب سے؟) کی تائید کرتا ہے کہ اسلام اور ایمان اور قرآن کے نزول کا ظرف زمان، رسولِ اکرم ﷺ کا زمانہ ہے اور قرآن کے نزول کا ظرفِ مکان رسولِ اکرم ﷺ کا قلب مقدس ہے اور مفتی اقتدار خاں نعیمی فرماتے ہیں کہ ہم خود قرآنِ مجید سے پوچھتے ہیں کہ رحمت کون ہے؟ قرآن مجید میں لفظ رحمت تقریباً ایک سو تیرہ (۱۱۳) مرتبہ ارشاد ہوا ہے۔ مگر کسی بھی آیت میں قرآنِ مجید کو یا اسلام کو اتنے وسیع اور صاف لفظوں میں رحمت قطعاً نہیں فرمایا گیا جتنا صاف، وسیع اور ذاتی خطاب کی ضمیر سے آقائے کائنات، کریم، رؤف و رحیم ﷺ کو رحمت فرمایا گیا ہے۔

(د) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.

ترجمہ: ہم نے صرف آپ ہی کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

اس آیتِ پاک میں کوئی تاویل تغیر و تبدل یا اختلاف کی گنجائش نہیں۔ ہر طرح سے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ پاک ہی رحمت ہے، لہٰذا ہر اعتبار سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے پر ہی خوشی مناؤ اور خوشی منانے کا نام ہی عید ہے اور چونکہ آیت میں "فلیفرحوا" امر ہے (حکم ہے) اس لیے یہ خوشی اور عید بھی دو عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی طرح واجب ہوئی اور چونکہ امر (حکم) جمع غائب ہے، اس لیے قیامت تک ہر

مسلمان پر یہ عید میلاد منانا واجب ہے۔ صاحب کتاب ''میلاد النبی کب سے؟'' لکھتے ہیں یہ میرا مطلب یا معانی یا حکم نہیں بلکہ ایچ پیچ کے بغیر اور بلا تاویل ترجمے سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے۔

(۶) معراج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشی میں رب تعالیٰ نے سدرہ (بیری کے درخت) کو سجایا:

جب آقائے دو جہاں معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشی میں رب تعالیٰ نے سدرہ بیری کے درخت کو سجایا۔ نور سے اور سبز پرندوں سے اور سدرہ بیری کا درخت چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان تک ہے۔ آسمانوں کا فاصلہ تو احادیث میں ذکر کر ہی دیا گیا ہے۔ گویا اتنا لمبا راستہ اللہ عزوجل نے پیارے حبیب ﷺ کی آمد پر سجایا اور بہت شان سے قرآنِ مجید میں سورۃ النجم کے اندر اس کا اظہار فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جس وقت چھا گئے تھے سدرہ پر وہ (انوار) جو چھا گئے۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی یہاں لفظ ''اذ'' ظرف زماں بتا رہا ہے کہ بیری کا درخت تو پہلے سے تھا مگر یہ انوار کا چراغاں آج معراج کے لیے خصوصی طور پر ہوا۔ مقام غور تو یہ ہے کہ وہاں بیری کا درخت اُگایا ہی کیوں گیا۔ ہزار حکمتوں کے علاوہ یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ کسی کی آمد کی خوشی منانے کے لیے درختوں کو سجانا اور چراغاں کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال حسب ذیل ہیں:

(الف) نورانی پرندوں نے اور ان کے علاوہ (انوار) نے بیری کو سجاوٹ کے لیے گھیرا۔

(ب) وہ نورانی مخلوق فرشتے تھے، جنہوں نے پرندوں کی شکل میں آ کر بیری کو گھیرا یا پرندوں کی طرح اس کے آس پاس اُڑتے پھرتے تھے۔

(ج) اس چراغاں کا پورا نقشہ تو نبی اکرم ﷺ ہی جانتے ہیں۔ ہم ذرا یہ سوچیں کہ اگر کسی باغ کے کسی درخت پر لاکھوں کی تعداد میں جگنو بیٹھ جائیں تو کیسی پیاری زینت اور کیسا پیارا اور خوب صورت نظارہ ہوگا۔

(د) چھا گئے تھے اس درخت پر فرشتے کسی خاص پرندوں کی شکل میں۔ یا چھا گئے تھے اس درخت پر انوار الٰہی۔

(س) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ڈھک لیا تھا اس کو رب تعالیٰ کے نور نے اور ایک اور قول ہے کہ ڈھک لیا تھا اس درخت کو سبز رنگ کے پرندوں نے جن کا نام رفرف ہے۔

(ی)(ا) ان اقوال مفسرین و محدثین سے ثابت ہوا کہ آسمانوں پر یوم النبی ﷺ کس شان سے منایا گیا۔ رب تعالیٰ نے بڑی اہمیت سے اس چراغاں کا ذکر فرمایا مگر اللہ کریم جل وعلا نے وضاحت نہ فرمائی کہ کس طرح چراغاں فرمایا۔ مـا یغشٰی کہہ کر صرف اشارہ فرما دیا یعنی سجاوٹ اور روشنی ہوئی جو بھی ہوئی ہوگی تا کہ زمین کے فرش پر یوم

النبی ﷺ منانے والوں کے لیے بھی عام اجازت ثابت ہو جائے کہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ میں خوشی مناتے ہوئے چراغاں ضرور کرو خواہ کسی طرح کی بھی ہو۔

(۲) پس معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں اپنے محبوب محمد عربی ﷺ کا جشن میلاد منایا۔ پھر اس کے بعد اپنے حبیب ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری پر خوشیاں منائیں۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ملاقات سے قبل عید میلاد النبی ﷺ منایا۔ یہی نہیں تمام مسلمانوں کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ میرے محبوب ﷺ کی دنیا میں موجودگی پر خوب خوب خوشیاں منائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان احکامات سے نبی محترم ﷺ کے اعلیٰ مراتب کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ یہ اعزاز کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آیا۔

(۷) اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی سید الانبیاء ﷺ کے جشن ولادت کا اپنے اپنے دور میں مختلف طریقوں سے اہتمام کیا۔ آیئے ان میں سے چند واقعات کا احوال جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے واقعات اختصار سے پیش کیے جاتے ہیں۔

(۷۔۱) حضرت آدم علیہ السلام اور محفل میلاد:

امام حاکم نیشاپوری ''المستدرک'' اور امام بیہقی ''دلائل النبوت'' میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا ''اے میرے رب! میں محمد ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔'' رب تعالیٰ نے فرمایا ''تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا۔'' عرض کیا جب آپ نے میرے جسم کے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔ میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا! آدم تم نے سچ کہا یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی تو میں نے قبول کی، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ یہاں حضور اکرم ﷺ کے بہترین تخلیق ہونے اور آپ ﷺ کے وسیلے سے دعا کے قبول ہونے کا عندیہ ملتا ہے۔

(۷۔۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خاتم المرسلین ﷺ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

تورات نازل ہوئی تو انہوں نے اس کتاب کو پڑھا اور اس میں اس اُمت (اُمتِ محمدیہ) کا ذکر پایا جو ہوں گے سب سے آخری مگر سب پر سبقت لے جانے والے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا وہ اُمت مجھے عنایت فرمادیجئے جواب ملا وہ جنابِ احمد ﷺ کی اُمت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا یا اللہ ان تختیوں میں ایسی اُمت کا ذکر ہے جو سب پر سبقت لے جانے والے ہوں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ وہ اُمت مجھے عنایت فرمادیں، ارشاد ہوا وہ اُمت احمد ﷺ ہے۔ پھر عرض کیا، یا اللہ! ان تختیوں (تورات) میں ایک ایسی اُمت کا ذکر ہے جو نیکی کا ارادہ کرے گی اور ابھی عمل بھی نہ کیا ہوگا کہ اس کے لیے نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر عمل کیا تو اس کے لیے دس گنا اجر لکھ دیا جائے گا اور اگر گناہ کیا تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔ یہ اُمت روزِ قیامت تیری بارگاہ میں حاضر ہوگی تو اس کے چہرے، ہاتھ، پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ وہ اُمت مجھے دے دے، جواب وہی تھا۔ وہ اُمت احمد ﷺ کی ہے۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے احمدِ مجتبیٰ ﷺ کا اُمتی ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ سبحان اللہ! جب حضور اکرم ﷺ کی اُمت کی یہ شان ہو تو سید الانبیاء ﷺ کی کیا شان ہوگی۔ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو نبی کریم کی ولادت کے وقت سے آگاہ فرمایا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہ نشانی بتادی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک فلاں نام سے مشہور ہے جب اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ وقتِ محمد ﷺ کی ولادت کا ہوگا۔ یہ بات نبی اسرائیل میں عام تھی کہ علماء ایک دوسرے کو بتاتے تھے اور اپنی آنے والی نسل کو اس سے مطلع رکھتے تھے۔

(۷۔۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضورِ اکرم ﷺ کا میلاد منایا:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ م بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ.

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب فرمایا تھا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اے بنی اسرائیل! بے شک میں رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا اس کی جو میرے سامنے ہے توریت کی اور بشارت کرنے والا ہوں ایک معظم رسول کی جو تشریف لائیں گے۔

تفاسیر میں یہ روایت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آپ کے

بہت سے حواری حاضر بارگاہ تھے۔ کسی نے عرض کیا سرکار کیا ہمارے بعد بھی کوئی اُمت ہے۔ تب ان کے جواب میں کثیر مجمع میں جہاں بنی اسرائیل کا جمِ غفیر تھا۔ آپ نے بہت فصیحانہ وعظ فرمایا، جس میں آقاء کائنات کی شان، صفات، آنے کا زمانہ، مقام وعلاقہ اور جائے ولادت کا ذکر فرمایا اور آپ ﷺ کا یہ نام بھی بتایا اور اس وعظ کی اہمیت بتانے کے لیے پہلے اپنی شان کا تعارف کرایا۔ قرآنِ پاک میں (یہاں) اس کا اجمالی ذکر ہے۔

انجیل ''برناس'' میں اس وعظ کی کچھ تفصیل موجود ہے ''جب بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے القاب ''کلمۃ اللہ'' اور ''روح اللہ'' کی بنیاد پر آپ کو اپنا نجات دہندہ قرار دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! نہیں۔ میں نجات دہندہ نہیں بلکہ نجات دہندہ کی خبر لے کر آیا ہوں۔ جو اتنا صاحبِ فضیلت ہے کہ اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی اپنے آپ کو نہیں سمجھتا، وہ آنے والا ایسا ہے کہ پنگھوڑے میں لیٹ کر چاند سے باتیں کرتا ہوگا۔ (یہ سچ ہے کہ آپ ﷺ پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کیا کرتے تھے)۔

اسی طرح کے وعظ، بیان اور اجتماع کا نام محفل میلاد ہے۔ یہ ایسی معظم محفل ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا بیان فرمانے والے ایک عظیم صاحبِ کتاب نبی مرسل جناب مسیح علیہ السلام ہیں اور سننے والے اس وقت کے ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل ہیں۔

(۸) اُمّ النبی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور محفل میلاد:

درج بالا عید میلاد النبی ﷺ کے یہ واقعات حضور اکرم ﷺ کی تخلیق کے وقت سے متعلق ہیں، یعنی جب آپ ﷺ عالمِ ارواح میں تھے اور دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے۔

اب عید میلاد النبی ﷺ سے ان واقعات کا ذکر ہوگا جو سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت آپ ﷺ کی دنیا میں آمد کی خوشی میں منائے گئے اور اب بھی جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۸۔الف) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں کروڑوں رحمتوں کا نزول ہو، اپنے بزرگوار سسر حضرت عبد المطلب کے کاشانۂ اقدس میں رونق افروز ہوئیں۔ سرکارِ دو عالم کا نور حضرت عبد اللہ کی جبیں سعادت سے منتقل ہو کر آپ کے شکم طاہر میں قرار پزیر ہوا، لیکن یہاں بھی اس نورِ پاک کی شان نرالی تھی۔

سیدتنا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''مجھے پتا ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں، نہ مجھے وہ بوجھ محسوس ہوا جو کہ ان حالات میں حاملہ عورتوں کو

محسوس ہوتا ہے۔ ایک روز میں خواب اور بیداری کے بین بین تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا آمنہ! تمہیں علم ہے کہ تم حاملہ ہو؟ میں نے جواب دیا نہیں، پھر اس نے بتایا کہ تم حاملہ ہو اور تمہارے بطن میں اس اُمت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے۔ جس دن یہ واقعہ پیش آیا وہ سوموار کا دن تھا۔"

(۸۔ب) مزید فرماتی ہیں کہ ایام بڑے آرام سے گزرے جب وقت پورا ہو گیا تو وہی فرشتہ، جس نے مجھے خوش خبری دی تھی، آیا اور مجھ سے کہا "یہ کہو کہ میں اللہ واحد سے اس کے لیے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں"۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی میں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اُٹھے، یہاں تک کہ میں ان کو دیکھ رہی تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ایک نور نکلا جس نے سارے گھر کو بقعہ نور بنا دیا، ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا۔

(۸۔ج) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

یہ وہ درود شریف ہے جو ۱۲ ربیع الاول (۵۷۱ء ، اب ۶۲۸) بروز پیر بوقت صبح صادق اس کرۂ ارضی پر ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ خیر الانام میں پیش کیا۔

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پیارے صاحبزادے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ابھی اپنے قدوم میمنت سے کائنات کو مشرف نہیں فرمایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبو دار شربت سے بھرا پیالہ تھا۔ مجھے دیا کہ اسے پی لیں۔ میں نے اس کو پی لیا۔ جبرائیل نے پھر کہا سیر ہو کر پیو تو میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اس نے پھر کہا اور پیو، میں نے اور پیا۔ پھر اس نے ہاتھ نکال کر میرے شکم پر پھیرا اور کہا:

- اے رسولوں کے سردار ظہور فرمائیے۔
- اے خاتم النبیین! جلوہ افروز ہو جائیے۔
- اے رحمت اللعالمین (دنیا میں) قدم رنجہ فرمائیے۔
- اے نبی اللہ! (دنیا میں) رونق افروز ہو جائیے۔
- اے رسول اللہ (دنیا میں) تشریف لائیے۔
- اے خیر الخلق! جہاں کو منور فرمائیے۔

- اے نور من نور اللہ! جلوہ افروز ہو جائیے۔
- بسم اللہ اے محمد بن عبداللہ تشریف لائیے۔

پھر حضور اکرم ﷺ چودھویں کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے اس جہاں میں رونق افروز ہوئے اور جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

(بیان المیلاد النبی: محدث ابن جوزی، صلوٰۃ و اسلام۔ ع۔م۔ چودھری)

(۸۔۲) اُم الشفاء (والدہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف) اور محفلِ میلاد:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ اُم الشفاء، کو حضور اکرم ﷺ کی دائی (دایہ) بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہ کہتی ہیں "جب سیدہ آمنہ کے ہاں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر سہارا اور میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی " رحمک ربک " تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے۔" اُم الشفاء مزید فرماتی ہیں: اس نورِ مجسم کے ظاہر ہونے پر میرے سامنے مشرق و مغرب میں روشنی پھیل گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات دیکھے۔"

(۸۔۳) جدِ رسول ﷺ اور محفلِ میلاد:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ کی ناف پہلے ہی کٹی ہوئی تھی۔ وہب بن زمعہ کی پھوپھی کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں محمد عربی ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے (حضور اکرم ﷺ کے دادا) حضرت عبدالمطلب کو اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیجا۔ جب وہ خوش خبری سنانے والا پہنچا اس وقت آپ حطیم میں اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے مردوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو آپ کی خوشی و مسرت کی حد نہ رہی۔ آپ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جائے ولادت پر تشریف لے گئے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے ولادت کے وقت جو انوار و تجلیات دیکھی تھیں اور جو آوازیں سنی تھیں ان کے بارے میں بتایا۔

حضرت عبدالمطلب حضور اکرم ﷺ کو لے کر کعبہ شریف میں گئے۔ وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور اس عظیم انعام کا شکر ادا کیا۔ ابن واقد کہتے ہیں اس وقت حضرت عبدالمطلب کی زبان پر

فی البدیہہ یہ اشعار جاری ہو گئے۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا کیا۔ یہ اپنے پنگھوڑے میں سارے بچوں کا سردار ہے، میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں۔

یہاں تک کہ میں اس کو طاقتور اور توانا دیکھوں میں اس کو ہر دشمن اور ہر حاسد آنکھوں کے گھمانے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ مختون (ختنہ شدہ) تھے اور ناف کٹی ہوئی تھی۔ یہ معلوم کر کے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ "میرے اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہوگی۔" بعد میں دنیا نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے کہے ہوئے الفاظ سچ ثابت ہوئے کیوں کہ آپ ﷺ کی شان اور عظمت والا کوئی اور دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔

(۸۔۴) علمائے یہود اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ:

شاعر دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میری عمر ابھی سات یا آٹھ سال تھی، اس عمر میں جو دیکھتا اور سنتا وہ یاد رکھتا تھا۔ ایک دن علی الصبح ایک اونچے ٹیلے پر یثرب (مدینہ) میں ایک یہودی کو میں نے چیختے چلاتے ہوئے دیکھا وہ یہ اعلان کر رہا تھا۔ "اے گروہِ یہود! سب میرے پاس اکٹھے ہو جاؤ۔"

وہ اس کا اعلان سن کر بھاگتے ہوئے آئے اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے پوچھا بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا، "وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے اس شب کو طلوع ہونا تھا جو بعض کُتب قدیمہ کے مطابق احمد ﷺ کی ولادت کی رات ہے۔"

(۸۔۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں جو ولادت باسعادت کے وقت موجود تھے، آپ نے کہا، "مکہ میں ایک یہودی سکونت پزیر تھا۔ جب اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات آئی تو اس یہودی نے ایک محفل میں جا کر پوچھا؟ اے قوم قریش کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ اہلِ قریش نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس یہودی نے کہا میری بات خوب یاد کر لو! اس رات اس آخری اُمت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلے میں سے ہوگا اور اس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے انہیں بتایا گیا کہ آج رات حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک

فرزند پیدا ہوا ہے۔ جس کو "محمد" کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ لوگوں نے یہودی کو یہ قصہ سنایا۔ وہ یہودی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر اہلِ مکہ کے ساتھ آیا۔ اور کہا کہ ہمیں اپنا فرزند دکھاؤ۔ اس نے بچے کی پشت سے کپڑا اٹھایا وہ یہودی بالوں کے اس گچھے کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو لوگوں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تھا؟ اس نے بصدِ حسرت کہا "آج بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی۔" اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ، اس مولود مسعود کی برکت سے مشرق و مغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں رات کو کعبہ میں تھا۔ میں نے بتوں کو دیکھا سب بُت اپنی اپنی جگہ سے سر بہ سجود سر کے بل گر پڑے اور دیوار کعبہ سے یہ آواز آ رہی ہے۔ "مصطفیٰ اور مختار پیدا ہوا ہے۔ اس کے ہاتھ سے کُفار ہلاک ہوں گے اور کعبہ بُتوں کی عبادت سے پاک ہوگا اور وہ اللہ کی عبادت کا حکم دے گا جو حقیقی بادشاہ اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

(۸۔۶) ابوطالب بن عبدالمطلب اور میلاد النبی ﷺ:

ابوطالب سرورِ کونین ﷺ کے چچا تھے۔ آپ کے والد حضرت عبدالمطلب کے بعد آپ نے حضور اکرم ﷺ کی پرورش فرمائی۔ آپ کے چچا ابوطالب نے اپنے پیارے بھتیجے محمد عربی ﷺ کے لیے عربی میں اشعار کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ ان اشعار کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

خدا کی قسم! وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک ہرگز پہنچ نہیں سکتے
جب تک مجھے دفن کر کے مٹی میں ٹیک لگا کر لٹا نہ دیا جائے

تو اپنا کام کیے جا تجھ پر کسی قسم کی تنگی نہیں ہے
اور خوش رہ اور اس کام کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیے جا

تو نے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تو میرا خیر خواہ ہے
تو نے سچ کہا، اور پھر تُو تو ایک امانت دار (امین) رہ چکا ہے

اور تو نے وہ دین پیش کیا جو یقیناً
دنیا کے ادیان میں بہترین دین ہے

اگر ملامت کا خوف اور سبکی کا اندیشہ نہ ہوتا
تو اس دین کو قبول کر لینے میں تو یقیناً مجھے برملا فراخ دل پاتا

(۸۔۷) عرب وعجم کے سردار ﷺ نے اپنا میلاد بیان کیا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی محفلِ میلاد منعقد کی۔

احادیث مطہرات کے دلائل کے مطابق:

سن ۹ ہجری میں غزوہ تبوک سے واپسی پر رسولِ اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجلس میں حاضر ہوتے ہیں، جہاں کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے سے موجود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ تو سب حاضرین نے جواباً آواز بلند انت رسول اللّٰه کا نعرہ لگایا یعنی آپ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ پھر اگلی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا "میں محمد ہوں عبداللہ کا بیٹا وہ عبدالمطلب کے بیٹے بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان میں سے اچھی مخلوق بنایا۔ پھر اس بہتر مخلوق کے دو حصے کیے تو مجھ کو اچھے حصے میں بنایا۔ پھر اس اچھے حصے میں قبیلے بنائے تو مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں بنایا پھر اس قبیلے کے شہر و گھر بنائے تو مجھ کو ساری زمین کے اچھے شہر میں رکھا اور شہر و گھر میں بھی افضل کیا۔

(۸۔۸) پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربارِ رسالت سے اجازت چاہی کہ میں آپ کا ذکر ولادت بیان کروں، اجازت ملنے پر انہوں نے منظوم مولود نامہ پیش کیا۔ جن کے اشعار کا ترجمہ اس طرح ہے۔

آپ پہلے سایوں میں تھے، منزل مخصوص میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا
پھر آپ بلاد میں اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ گوشت پوست نہ خون بستہ
بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا جب طوفان نے بُت "نسر" کے پوجنے والوں کو ڈبو ڈالا
آپ صلب (پیٹھ) سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے
آپ آتش خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے جب ان کے صلب میں تھے تو وہ کیونکر جلتے
تا آنکہ آپ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلند مرتبہ ہے
جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہوگئے
اور اب ہم اس ضیائے نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔

(۸۔۹) اس حدیثِ پاک نے بالکل آج کی محفل میلاد کا نقشہ کھینچ دیا کہ جس طرح ہم اپنی محافل میں کسی عالم کی تقریر اور وعظ ذکر میلاد شریف سے پہلے نعرہ رسالت لگاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے بھی ابتداء میں نعرہ فرمایا، مَنْ اَنَا (میں کون ہوں) سب نے زور سے کہا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)۔

آج مسلمانوں نے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے صرف اتنا فرق کرلیا کہ ایک شخص کہتا ہے نعرہ رسالت تو سب کہتے ہیں "یارسول اللہ"۔ یہ فرق بھی صرف ابتدائی لفظ میں ہے، کیونکہ وہاں فرق ضروری تھا، ورنہ جواب میں حقیقی فرق نہیں کیونکہ اَنتَ رسول اللّٰه اور یا رسول اللّٰه دونوں ہی حاضر کے صیغے ہیں۔

اس محفلِ میلاد کے بارے میں مولف "میلاد النبی ﷺ کب سے" علامہ نسیم احمد صدیقی فرماتے ہیں کہ انہیں صوفی غلام قادر صاحب گلزار مدینہ والی سرکار نے بتایا کہ میرے پیر و مرشد بابا جی رحمۃ اللہ کے مطابق یہ محفل میلاد شریف حجۃ الوداع کے سال بارہ ربیع الاول شریف کو مسجدِ نبوی پاک میں منعقد ہوئی تھی اور اس میں صحابہ کی کثیر تعداد موجود تھی۔

(۸۔۱۰) ذکرِ نبی ﷺ سننے کے لیے لوگوں کا کسی عالم کے پاس آنا محفل سجانا۔ حدیث شریف میں ہے "روایت ہے حضرت عطار بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف اس لیے ملاقات کی کہ وہ مجھ کو نبی کریم ﷺ کی ثنائیں بیان کریں اور خبر دیں مجھ کو حالاتِ مبارکہ کی اور دوسری حدیث میں ہے:

"حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بہت سے لوگ حضرت ثابت کے گھر میں داخل ہوئے اور عرض کیا ہم کو پیارے آقا ﷺ کی حدیثیں اور باتیں سنائیے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے ذکر کی محفل منعقد کرنا سنت صحابہ ہے۔

(۹) صحابہ کرام اور محفل میلاد

(۹۔۱) خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جس کسی نے محفلِ میلاد میں ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"

(۹۔۲) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول:

"جس کسی نے نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت کی عظمت کو بیان کیا تو گویا اس نے اسلام کو زندہ کیا۔"

(۹۔۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذی النورین فرماتے ہیں:

"جس کسی نے بھی ولادت باسعادت نبی مکرم ﷺ پر ایک درہم بھی خرچ کیا تو گویا وہ غزوۂ بدر وحنین میں حاضر ہوا۔"

(۹۔۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

''جس کسی نے ظہورِ قدسی ﷺ کی عظمتوں کو بیان کیا وہ دنیا سے صاحبِ ایمان رخصت ہوگا اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔

(۹۔۵) سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسولِ خدا ﷺ اپنے حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

''اے صحابہ! آج تمہارا یہاں بیٹھنا کس لیے ہے؟'' عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج ہم بیٹھ کر اس رب کی حمد وثناء کر رہے ہیں، جس نے فقط اپنے فضل وکرم سے اپنا محبوب ہمیں عطا کیا اور اپنے دین کے ماننے کا شرف بخشا۔

(۹۔۶) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابہ کی ایک محفل کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صحابہ آپس میں مختلف انبیاء علیہم السلام کے درجات و مقامات کا تذکرہ کر رہے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے۔ اتنے میں نبی اکرم محمد عربی ﷺ تشریف لائے اور صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارا تعجب بھی ملاحظہ کیا، یہ بات درست ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت آدم کو اس نے صفی اللہ بنایا لیکن متوجہ ہو کر سن لو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں''۔

(۹۔۷) مذکورہ محافل صحابہ سے واضح ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد، ولادت اور درجات کی بلندی کا تذکرہ نہایت ہی محبوب ترین عمل ہے۔ آپ ﷺ کی ہر محفل کو محفلِ میلاد قرار دیا جاتا ہے کیونکہ محفلِ میلاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکرہ ولادت اور آپ ﷺ کو وقت ولادت سے لے کر وقتِ وصال اور وقتِ وصال کے بعد کی آج تک کی زندگی میں عطا شدہ عظمتوں اور رفعتوں کے بیان پر مشتمل ہوا کرتی ہے۔

(۹۔۸) اگرچہ کہ ذکرِ مصطفوی ﷺ کی محفل روزِ اول سے جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گی، تاہم کچھ لوگوں کے شکوک رفع کرنے کے لیے ہم اہلِ حرمین کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کس طرح مناتے تھے۔ تاریخ حرمین، خصوصاً تاریخ مکہ پر لکھی جانے والی کتب کے مطالعہ کے بعد اہلِ حرمین کے درج ذیل معمولات سامنے آتے ہیں۔

(۹۔۹) اہلِ مکہ کا معمول تھا کہ ولادت نبی مکرم ﷺ کی رات محلّہ بنو ہاشم میں واقع مولد النبی ﷺ (مولد یعنی جائے ولادت) کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔

(۹۔۱۰) امام ابوالحسین محمد المعروف بابن جبیر اندلسی المتوفی ۶۱۴ ہجری اپنے تاریخی سفرنامے میں مولد رسول کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک مولد پاک بھی ہے اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے کائنات میں سب سے پہلے محبوب خدا ﷺ کے جسم اقدس کو مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام امت کے لیے رحمت ہیں۔ ماہِ ربیع الاوّل میں خصوصاً آپ ﷺ کی ولادت کے دن اس مکان کو زیارت کے لیے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔

ہم نے مولد پاک میں داخل ہو کر اپنے رُخسار اس مقدس مٹی پر رکھ دیے کیونکہ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں کائنات کے سب سے مبارک اور طیب بچے کی ولادت ہوئی۔ ہم نے مولد پاک کی زیارت کے ذریعے خوب برکات حاصل کیں۔

(۹۔۱۱) امام جمال الدین محمد بن جاراللہ لکھتے ہیں:

''ہر سال بارہ ربیع الاول کی رات اہلِ مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی المذہب ہیں کی زیرِ سرپرستی، مغرب کی نماز کے بعد لوگ قافلہ در قافلہ مولد پاک کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے۔ اہلِ مکہ کی عادت ہے کہ مشائخ، اکابر، علماء اور معزز شخصیات ہاتھوں میں فانوس اور چراغ لے کر مولد پاک کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔

(۹۔۱۲) ہر سوموار مولدِ پاک میں محفلِ ذکر ہوتی:

امام قطب الدین حنفی (متوفی ۹۸۸ھ) آپ مکہ مکرمہ میں علومِ دینیہ کے استاد تھے۔ آپ اہلِ مکہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہلِ مکہ ہمیشہ ہر سوموار کی رات مولد پاک میں محفل ذکر سجاتے تھے۔

مولدِ پاک معروف ومشہور جگہ ہے اب تک اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اہلِ مکہ ہر سوموار ذکر کی محفل سجاتے ہیں اور ہر سال بارہ ربیع الاول کی رات زیارت کی رات ہوتی ہے۔

(۹۔۱۳) مولد النبی ﷺ کے پاس محفلِ میلاد:

مولد النبی ﷺ کی زیارت کے ساتھ ساتھ وہاں محفلِ میلاد بھی منعقد کی جاتی ہے جس میں آپ ﷺ کی

ولادت اور اس موقع پر ظاہر ہونے والی نشانیوں کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا۔ شیخ قطب الدین علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

''لوگ جوق در جوق مسجد حرام سے نکل کر ''سوق اللیل'' کی طرف جاتے ہیں، اور وہاں مولد پاک کے مقام پر اجتماع اور محفل منعقد کرتے ہیں اور اس میں ایک شخص خطاب بھی کرتا ہے۔''

(۹۔۱۴) امام ابنِ ظہیرہ علیہ الرحمہ اس جلسہ عام کی روئیداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مولد پاک کی مناسبت سے وہاں خطبہ دیا جاتا ہے پھر عشاء کی نماز سے پہلے لوگ لوٹ کر مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) آجاتے تھے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہمارے تمام اسلاف نے تصریح (صاف طور پر بیان کیا ہے) کی ہے کہ مولد پاک ان مقدس مقامات میں سے ہے، جن کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ مفتی مکہ شیخ عبدالکریم القطبی (التوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

''مولدالنبی ﷺ کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ مقام محلہ بنی ہاشم میں مشہور و معروف ہے''۔

(۹۔۱۵) میلاد کی خوشی میں کھانا کھلایا جاتا تھا:

اہلِ مکہ کا یہ بھی معمول تھا کہ آپ کی ولادت کی خوشی میں کھانا تقسیم کرتے تھے۔ دوست احباب کی دعوت کرتے، فقراء و مساکین کی خدمت کرتے، خصوصاً حرم شریف کے خدام کی خدمت کرتے، مشہور سیاح ابن بطوطہ علیہ رحمہ اپنے سفر حج ۷۲۸ھ میں ''ذکر قاضی مکہ وخطیبہا'' کے تحت لکھتے ہیں۔

اس وقت مکہ کے قاضی جو کہ عالم صالح اور عابد ہیں نجم الدین محمد بن الامام محی الدین الطبری بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور کعبہ شریف کا کثرت سے طواف کرنے والے ہیں۔ حج کے مہینوں میں بہت زیادہ کھانا کھلانے والے ہیں اور خصوصاً حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے موقع پر'' مکہ کے شرفاء، معززین، فقراء اور حرم شریف کے خدام اور مجاورین کو کھانا کھلاتے تھے۔

(۹۔۱۶) میلاد پاک کی خوشی میں اہل حرمین کا جلوس:

اہلِ حرمین میلاد پاک کی خوشی میں مختلف محافل کے ساتھ چراغاں کرتے اور جلوس نکالتے تھے۔ جن میں علماء، مشائخ اور شہر کی تمام معزز شخصیات کے علاوہ حاکم وقت بھی شرکت کرتے۔ دور دراز دیہاتوں سے لوگ آتے حتیٰ کہ جدہ شہر سے جلوس میں شرکت کے لیے آنے والے لوگوں کے ہاتھوں میں فانوس ہوتے اور ہاتھوں میں جھنڈے ہوتے۔ یہ جلوس مسجدِ حرام سے شروع ہوتا اور سڑکوں، شاہراہوں سے گزرتا ہوا محلہ بنی ہاشم میں

مولد پاک پر جاتا۔ وہاں جلسہ عام ہوتا اور پھر وہاں سے یہ جلوس مسجد حرام آتا جہاں بادشاہِ وقت علماء و مشائخ کی دستار بندی کرتا۔ آخر میں دعا ہوتی اور بعد ازاں لوگ اپنے گھروں کو رخصت ہوتے۔

اس جلوس کی روداد درج ذیل عبارات میں ملاحظہ ہو۔

(الف) شیخ قطب الدین الحنفی بارہ ربیع الاول کو اہلِ مکہ کا معمول لکھتے ہیں:

۱۲ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجدِ حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا۔ تمام علاقوں کے علماء، فقہا، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجدِ حرام میں اکٹھے ہو جاتے۔ ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولدالنبی ﷺ (وہ مکان جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی) کی زیارت کے لیے جاتے ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں فانوس اور مشعلیں ہوتیں گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا۔ وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی۔ پھر ایک عالمِ دین وہاں خطاب کرتے۔ تمام مسلمانوں کے لیے دعا ہوتی۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریف ہوتے اور آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

(ب) امام جمال الدین محمد بن جاراللہ ظہیرہ لکھتے ہیں:

ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاول کی رات کو اہلِ مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے جمِ غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تینوں مذہب فقہ کے ائمہ، اکثر فضلاء، فقہاء اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔ وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہِ وقت، امیرِ مکہ اور قاضی شافعی کے لیے (منتظم ہونے کی وجہ سے) دعا کی جاتی ہے۔ اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجدِ حرام میں آجاتے ہیں۔ مقامِ ابراہیم پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں اس میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شریک ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر الوداع ہو جاتے ہیں۔ مصنف کے مطابق انہیں یہ علم نہیں یہ سلسلہ کب سے شروع ہوا اور کس نے شروع کیا۔

(ج) محدث ابن جوزی اہلِ حرمین اور عالم اسلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اہلِ مکہ و مدینہ، اہلِ مصر، یمن، شام اور تمام عالمِ اسلام مشرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور اکرم ﷺ کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ ﷺ کی

ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے۔ مسلمان ان محافل کے ذریعے عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔

(د) امام حسن بصری علیہ الرحمہ اور محفلِ میلاد:

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: ''مجھے اگر جبل اُحد کے مثل سونا مل جائے تو میں سب کو میلاد شریف پر خرچ کردوں۔''

(ذ) امام محمد باقر علیہ الرحمۃ اور محفلِ میلاد:

''میلادالنبی ﷺ کے دن جائے ولادت محمد ﷺ مکہ شریف جاتا ہوں اس سے یہ برکات حاصل ہوتی ہیں کہ ہماری محفل میں میرے نانا نبی پاک ﷺ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ ہم زیارت کرتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا میلاد جس جگہ کیا جائے، دل کے اعتقاد کے ساتھ، وہاں مصیبت اور بیماری نہیں آتی۔

(ر) حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ اور محفلِ میلاد:

سید الاولیا حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: ''جس نے ذکرِ رسول ﷺ میں حاضری دی اس کی قدر و عظمت کو سمجھا وہ ایمان میں کامیاب و کامران ہوا۔''

(س) امام ابن جریر طبری مفسر قرآن اور محفلِ میلاد:

مفسر قرآن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں صاحب خزینۃ القرآن امام محمد باقر کا شاگرد ہوں اور امام محمد بن اسماعیل بخاری بھی آپ علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں۔ ہم دونوں اپنے استاد کے ہمراہ ہر سال بارہ ربیع الاول شریف میں مکہ مکرمہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی جائے ولادت پر جایا کرتے ہیں۔ وہاں جھوم جھوم کر وعظ کیا کرتے اور سید الانبیاء ﷺ کو کبھی کبھی ہم اس محفل میں دیکھتے اور ہم کہتے کہ کیا خوب بات ہے کہ میلاد نبی کریم ﷺ کا ہے اور منانے والے آپ ﷺ کے نواسے ہیں۔

(ش) امام بخاری علیہ الرحمہ اور محفلِ میلاد:

''جب سے مجھے ابولہب والی روایت ملی ہے تو اس وقت سے میں ہر سال صاحب خزینۃ القرآن کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی جائے ولادت پر حاضری دیتا ہوں''۔

(ص) حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

''جس نے محفل میلاد منعقد کی اور شریک ہونے والوں کو دستر خوان پر جمع کیا۔ کھانا کھلایا، روشنی کی،

چراغاں کیا اور نئے کپڑے پہنے، لوبان اور عطر کا استعمال کیا تو روزِ محشر اللہ تعالیٰ اسے اس پہلی جماعت میں شامل فرمائے گا جو انبیاء پر مشتمل ہوگی اور اعلیٰ علیین میں جگہ پائے گا۔

(ض) سیدنا امام شافعی علیہ الرحمہ محفلِ میلاد کے بارے میں فرماتے ہیں:

''جس نے میلاد شریف کی محفل میں اپنے بھائیوں (برادرانِ اسلام) کو جمع کیا۔ انہیں بٹھایا، کھانا کھلایا اور ان سے اچھا سلوک کیا تو اس سبب سے اللہ تعالیٰ اسے یوم قیامت صدیقین، شہدا اور صالحین کی جماعت میں شامل فرمائے گا اور جنت النعیم میں داخل فرمائے گا۔

(ف) شیخ طریقت سیدنا سری سقطی علیہ الرحمۃ (حضرت جنید بغدادی کے ماموں) فرماتے ہیں:

''جس نے کسی علاقہ میں محفلِ میلاد کا انعقاد کیا تو گویا اس نے روضۃ من ریاض الجنۃ کا قصد کیا، اس لیے کہ نبی پاک ﷺ کی محبت کے بغیر محفلِ میلاد کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا۔

(ق) پانچویں صدی کے مجدد امام محمد غزالی علیہ الرحمہ اور ذکرِ میلادِ رسول ﷺ:

ایک شخص، نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، تو حضور ﷺ نے کچھ توجہ نہ فرمائی، اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری جانب التفات فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا ''تیری جانب توجہ نہ کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ میں تجھے نہیں پہچانتا بلکہ اس سبب سے ہے کہ تو میرا ذکر نہیں کرتا، مجھے درود شریف کے ذریعے یاد نہیں کرتا جبکہ میں اپنے امتی کو درود شریف پڑھنے کے نتیجے میں یاد رکھتا ہوں اور پہچانتا ہوں۔

(مکاشفۃ القلوب المقرب الی علام الغیوب)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے وقتِ آخر (یعنی وصال کے وقت) وصیت فرمائی ''مجھے غسل اور کفن دے کر کوئی میرے قریب نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ والسلام بھیجے گا، پھر ملائکہ المقربین حضرت جبرائیل، حضرت میکائل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام اور دیگر تمام فرشتے، پھر میرے اہلِ بیت و صحابہ پھر خواتین اور بچے سب درود و سلام بھیجیں گے اور جو میرے بعد اور ہیں (یعنی آنے والے ملت اسلامیہ کے افراد) انہیں بھی میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دیں۔ مطلب یہ ہوا کہ بعد کی اُمت محمدیہ کو یہ پیغام دیں کہ درود و سلام کے ذریعے مجھے یاد کرتے رہیں، محفلِ میلاد منعقد کرتے رہیں۔

(ک) نویں صدی ہجری کے مجدد امام جلال الدین سیوطی الشافعی قدس سرہٗ اپنی تصنیفِ لطیف ''الوسائل فی شرح الشمائل'' میں لکھتے ہیں ''وہ گھر، مسجد، محلہ اور وادی امن میں ہیں جن میں نبی مکرم ﷺ کی محفل میلاد کا انعقاد ہو،

ملائکہ اس گھر، مسجد اور محلّہ کو گھیر لیتے ہیں اور رحمتیں نازل کرتے ہیں وہاں مقیم افراد پر۔ (یعنی ان جگہوں کے رہنے والوں پر) انہیں اللہ تعالیٰ رحمت ورضوان کی نظروں سے دیکھتا ہے۔"

(ک) مُلّا علی قاری (دسویں صدی کے مجدد برحق) محفلِ میلاد سے متعلق لکھتے ہیں:

"ہمیشہ سے اہلِ اسلام ہر سال محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں اور حضورِ اکرم ﷺ کی میلاد خوانی کرتے ہیں۔ جس کی برکت سے اللہ عزوجل کا فضل نازل ہوتا ہے۔

(ل) امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ محفل میلاد کے انعقاد کے لیے فرماتے ہیں:

"ہم نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر قسم قسم کے کھانے پکانے اور محفل مسرت قائم کرنے کو کہا ہے"۔

(م) شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہما الرحمہ اور محفلِ میلاد:

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "میرے والدِ گرامی فرماتے تھے کہ یومِ میلاد کے موقع پر کھانا پکوایا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک سال کوئی چیز میسر نہ آسکی کہ کھانا پکواؤں صرف بھنے ہوئے چنے موجود تھے۔ چنانچہ یہی چنے میں نے لوگوں میں تقسیم کردیے۔ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں اور وہی چنے آپ ﷺ کے سامنے رکھے ہیں اور آپ ﷺ نہایت خوش اور مسرور دکھائی دے رہے ہیں۔"

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ مزید لکھتے ہیں:

میں مکہ معظمہ میں مولد النبی ﷺ میں بارہویں شریف کو موجود تھا سب لوگ درود شریف پڑھ رہے تھے اور ان عجائب واحوال کا تذکرہ ہوتا تھا جو ولادت شریفہ کے وقت ظاہر ہوئے تھے اور بعثت سے پہلے کا احوال بیان ہو رہا تھا کہ مجھے نظر آیا کہ انوار کی بارش ہو رہی ہے۔"

(ن) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور محفل میلاد:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے ایک خط میں علی محمد خان صاحب مراد آبادی کو لکھا "بارہویں شریف کی محفل میلاد شریف اور عاشورہ کی مجلس میرے معمولات میں سے ہے۔

(و) شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور محفلِ میلاد:

"اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرورِ عالم ﷺ موجب خیرات و

برکات دنیوی اور اُخروی ہے۔ رہا اعتقاد کہ جس مجلس مولد میں حضور پُرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا، حد سے بڑھنا ہے، کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً، بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کے علم روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے، یہ ادنیٰ سی بات ہے، علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اُٹھ جائیں، بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے۔ پس تحقیق مختصر اس مسئلے میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔"

(ھ) تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور محفلِ میلاد:

"ہمارے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق میں سب سے اوّل ہیں، اسی طرح اذن شفاعت میں بھی سب سے اوّل ہوں گے، باعتبار ظہور خارجی آپ خاتم النبیین ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کی مثل اور نظیر ناممکن ہے، کیونکہ جس طرح ثانی نہیں ہوسکتا، ثانی بھی اوّل نہیں ہوسکتا۔"

(ی)(۱) شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی اور محفلِ میلاد

شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمہ خلیفہ مجاز حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر ایک تحقیقی کتاب "الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم ﷺ" تصنیف فرمائی جس میں نبی کریم ﷺ کا بیان فرمودہ بابت میلاد شریف رقم کرکے موجودہ مروجہ میلاد شریف کے دلائل وبراہین تحریر کیے ہیں۔

(ی)(۲) شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے دلائل پوچھنے والے اے عالمو! یاد رکھو! میلاد شریف کی محفل میں آپ ﷺ کی کمالِ شان پر دلالت کرنے والی آیات صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وفات کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگانِ دین کا طریقہ رہا ہے، لہٰذا تمہارے انکار کی وجہ ضد کے سوا کوئی نہیں، اگر تم مسلمان ہو اور محبوب رب العالمین ﷺ کے احوال سننے کا شوق رکھتے ہو تو ہمارے پاس آؤ اور سنو (تاکہ) تمہیں پتا چلے کہ ہمارا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے۔

(ی)(۳) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اور محفلِ میلاد:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی من جملہ ایک ہزار سے زائد تصنیفات میں

میلاد شریف کے عنوان سے ایک درجن سے زائد تالیفات ہیں۔ آپ نہایت تزک و احتشام سے محافل میلاد کا اہتمام فرمایا کرتے اور محفل سے خطاب فرماتے۔ آپ نے چھ سال کی عمر میں میلاد شریف کے موضوع پر پہلا خطاب فرمایا اور تا دمِ زیست سالانہ محافل میلاد سے خطاب فرماتے رہے۔

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تو واجب ہوگیا ہم پر بیان کرنا اس امر کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا جو ایسی نعمت بھیج دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ پھر کون سا بڑا دن ہے حضرت کے یومِ ولادت شریف سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا'' اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ رحمت ہیں اور فضل بھی۔ پس واجب کر دیا اللہ تعالیٰ نے فرحتِ ولادت کا تو ہمیں چاہیے، مولود شریف کو عید بنالیں۔

اس کے علاوہ اور بھی علماء کرام، محدثین و مشائخ کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے ہر دور میں محافلِ میلاد کا انعقاد کیا۔

(۱۰) اب تک ہم نے مکہ معظمہ میں مولد النبی ﷺ میں اور اردگرد ہر سال بارہ ربیع الاوّل کو مختلف مکاتبِ فکر کے علمائے کرام کے محمد عربی ﷺ کی دنیا میں آمد کی خوشی منانے کے واقعات پڑھے۔

آیئے اب مسجد نبوی ﷺ میں اور مدینۃ النبی ﷺ میں حضور اکرم ﷺ کے محاسن و محامد، اچھائیاں، خوبیاں اور عمدہ اوصاف بیان کر کے خوشیاں اور جشن منانے کے واقعات کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

(۱۰۔الف) مسجد نبوی، مسجدِ بیت المقدس، مساجد اور چراغاں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے، اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ . اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ (سورہ توبہ آیت ۱۸ پارہ دہم)۔ مسجد کی تعمیر مسجد کی آبادی ہے یعنی مسجد کو آباد کرنا کے معنی ہیں۔ مفسرین کہتے کہ مسجد بنانا اور خوبصورت فرش بچھانا اور زینت کے لیے چراغاں (بہت زیادہ روشنی) کرنا بھی مسجد کو آباد کرنے کے مترادف ہے، یعنی مسجدوں میں چراغوں سے زینت کرنا مسجد کی آبادی ہے۔ یہ پرانے زمانے کی بات ہے، اب برقی قمقموں سے سجانے کا زمانہ ہے۔ ان حوالوں سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ وہ موقع بموقع اللہ کی مسجدوں میں چراغاں اور زیب و زینت کرتے ہیں۔

آیئے ایسا ہی قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس بنوائی تو زیادہ سے زیادہ اس میں زینت، خوبصورتی کا بندوبست کیا۔ یہاں تک کہ مسجد کے قُبہ شریف کے اوپر ''کبریت احمر'' کا چراغ بنوایا۔ اس زمانے میں یہ بہت قیمتی چیز تھی آج نایاب ہے۔ اس چراغ کی روشنی کئی میل دور تک جاتی تھی اور بارہ (۱۲) میل تک اس کی روشنی میں عورتیں چرخہ کات لیتیں تھی۔ حضرت سلیمان کے حکم سے سونے کے ایک ہزار سات سو چراغ بنائے گئے اور ان کی زنجیریں چاندی کی تھیں۔ ان چراغوں سے مسجد شریف میں چراغاں کیا جاتا۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور ضرورت سے کہیں زیادہ صرف زیب و زینت کے لیے مسجد شریف میں چراغاں فرما رہے ہیں۔

(۱۰۔ب) حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحابی رسولِ مقبول ﷺ نے سب سے پہلے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی موجودگی میں مسجدِ نبوی شریف میں بہت شاندار چراغاں کیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی کو چراغاں سے منع نہیں فرمایا کہ یہ فضول خرچی ہے بلکہ انہیں دعائیں دیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''جب حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس میں چراغاں دیکھ کر مدینہ منورہ آئے تو ان کے ساتھ بہت زیادہ چراغ اور بتیاں اور تیل تھا۔ انہوں نے ان چراغوں کو مسجدِ نبوی کے ستون کے ساتھ لٹکا دیا اور سب چراغ روشن کیے گئے تو آقا ﷺ نے فرمایا ''تم نے ہماری مسجد کو منور کیا۔ اللہ تعالیٰ تم پر نور ڈالے یا تم کو منور کرے۔'' آج کے مسلمان بھی اپنے آقا ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور دعائیں لینے کے لیے اپنے علاقوں میں جشنِ میلاد پر مسجدوں اور گھروں کو سجاتے ہیں اور برقی قمقموں کے ذریعے چراغاں کرتے ہیں۔

اسی سلسلے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آقا ﷺ نے جس شخص نے ہماری کسی مسجد میں چراغاں کیا تو فرشتے اور حاملین عرشِ اعظم اس کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔ جب تک اس مسجد میں روشنی رہے۔

معترضین لاکھ بہانے ڈھونڈیں کہ مساجد اور گھروں کو سجانا اور چراغاں کرنا فضول خرچی ہے، لیکن جب ان کے اپنے وعظ ہوتے ہیں تو وہ اپنی شہرت کی خاطر اس فضول خرچی کی اجازت دے دیتے ہیں۔ آپ ان کے مذہبی جلسوں میں جا کر فضول خرچی کا حال اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

محفلِ میلاد کے لیے مال و دولت خرچ کرنا بالکل جائز، کارِ خیر اور باعثِ رحمت و برکت ہے۔ چنانچہ سورۂ یونس آیت ۵۸ پارہ ۱۱ میں ہے۔ ''وہ یعنی رحمت اللعالمین کے (دنیا میں) آنے کی خوشی منانا اچھا ہے، اس مال و

دولت وغیرہ سے جو وہ منکرین جمع رکھتے ہیں بلکہ اعمال وعبادات سے بھی۔'' اس آیت میں اقتضاء النص سے ثابت ہو رہا ہے کہ اظہار خوشی ہوتا ہی دولت خرچ کرنے سے ہے۔

(۱۰۔ج) مسجد نبوی ﷺ میں محفل نعت، مجلس میلاد کا اہتمام:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اکثر اوقات حضرت حسان بن ثابت کے لیے مسجد نبوی میں منبر بچھواتے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اکرم ﷺ کی طرف سے فخر کا اظہار کرتے۔ ان کے عربی اشعار کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

میری آنکھوں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا
عورتوں نے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی صاحبِ جمال نہیں جنا
آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے
جیسے آپ ﷺ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں

پیغمبر اسلام ﷺ کی موجودگی میں ہدیہ نعت پیش کرنے یا مدینہ طیبہ آمد رسولِ مقبول کے موقع پر خوشی منانے کے لیے انصار کی ننھی منی بچیوں نے یہ استقبالیہ اشعار پڑھے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

ترجمہ: وداع کی گھاٹیوں میں سے ہم پر بدر (چاند) طلوع ہوا۔ جب تک اللہ کے لیے دعوت دینے والا ہمارے پاس ہے ہم پر شکر کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ اس نعتیہ کلام کو سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے بچیوں کو یہ کلام سنا کر خوشی منانے سے نہ روکا کیونکہ اس میں حقیقت کو بیان کیا گیا تھا۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے ''اللہ تعالیٰ روح القدس، حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے۔ اس بات سے حضرت حسان کی عظمت کا اندازہ تو لگائیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے دوسرے مقام پر ''باب الشعر فی المسجد'' جلد اوّل کے تحت اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ کے دعائیہ کلمات نقل کیے ہیں۔ ''سنن نسائی شریف'' میں جلد اول "باب الرخصة فی انشاء الشعر الحسن فی المسجد" کے تحت یہی دعائیہ کلمات ہیں۔

(۱۰۔چ) مصطفیٰ کریم ﷺ نے نعت خواں حضرات کو عزت بخشی:

اللہ تعالیٰ کے محبوب اُمت کے مطلوب ﷺ کی بارگاہ میں نعتیہ قصائد کہنے والے متعدد اصحاب رسول کا نام ضبطِ تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چند کے نام درج کیے جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب ابن زبیر، عبداللہ ابن رواحہ، عبداللہ ابن عباس، کعب بن مالک اور حضرت عمرو بن ربیعہ رضی اللہ عنہم اور دیگر۔ ان سب کو صاحب لولاک ﷺ نے عزت بخشی اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی اور انہیں دعاؤں سے بھی نوازا۔ رسولِ اکرم ﷺ فرمایا کرتے:

''اے حسان! کفار کی ہجو بیان کرو، جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ، حسان سے فرماتے میری طرف سے جواب دو اور دعا فرماتے ''اے اللہ! جبرائیل کے ذریعے حسان کی مدد فرما''۔

(۱۰۔د) نعتیہ قصائد کے ذریعے شاتمانِ رسول کی مذمت:

ہجرت مدینہ منورہ کے موقع پر انصارِ مدینہ کے ساتھ ہی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اور پھر تمام عمر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے محاسن ومناقب بیان کر کے مدح وذکرِ رسول ﷺ کا حق ادا کرتے رہے۔ قریش مکہ نے میدانِ جنگ میں معرکہ آرائیوں کے علاوہ میدانِ شاعری میں بھی نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو یعنی مذمت شروع کر دی، جو سرکارِ مدینہ ﷺ کی طبع پر گراں گزرتی اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے جانثاروں سے فرمایا ''کیا وجہ ہے کہ تم لوگ ہتھیاروں سے امداد کے علاوہ زبانوں سے اپنے رسول کی امداد نہیں کرتے؟ فوراً حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ تم قریش کی ہجو کیسے کرو گے؟ جبکہ میرا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے بہترین رسول میں آپ کو ان سے اس طرح صاف نکال لوں گا (علیحدہ کر دوں گا) جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اللہ کے پیارے اور لاڈلے رسول نے فرمایا'' تم ان کفار کی ہجو کرو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کفار کی ہجو کہہ کر انہیں سخت ذہنی تکلیف پہنچائی اور ان کی زبانیں بند کر ڈالیں۔

ایسے ہی موقع پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک مکی کافر شاعر کو یہ کہہ کر زچ کر دیا کہ تم قریشی ہو کر محسنِ انسانیت کی ہجو کرتے ہو اور میں انصارِ مدینہ ہو کر آپ ﷺ کی مدح سرائی کرتا ہوں۔ آج بھی مسلم اور غیر مسلم

گستاخانِ رسول ﷺ کو اسی طرح سے بھرپور جواب دینے کی اشد ضرورت ہے۔

مداحِ رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ ۸ ہجری میں کفار پر اپنے اشعار کے تیر برسانے شروع کیے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں یہ کہہ کر ٹوکا کہ حرم خدا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسے اشعار پڑھتے ہو تو نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا "اے عمر اس کو چھوڑ دے، اس کے اشعار کفارِ مکہ کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہیں۔"

اگر سوچ میں بخیلی نہ ہو تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ رسولِ اکرم نے نعتیہ مجالس کو پسند فرمایا ہے۔ حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ الثناء نے اپنا میلاد خود بیان فرمایا اپنے فضائل بیان فرمائے، ایک یا دو نہیں سینکڑوں احادیث کے مضامین کا آغاز واحد متکلم "انا" "میں ایسا ہوں"۔ مثلاً "میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔"

ان مضامین کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورِ پُر نور ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی منشاء ہی سے اپنی فضیلت کو بیان فرمایا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ ہمارا نبی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتا موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام علماء ومحدثین رحم اللہ اجمعین کے درمیان اتفاق ہے، وہ دو رائے نہیں ہیں، کہ حضور سید عالم کے اقوال، اعمال، خلوت، جلوت، مجالس غزوات الغرض تمام حیاتِ مقدسہ لحہ لحہ۔۔۔ لحظ لحظ۔۔۔ سب اللہ رب العالمین کی رضا کا پابند ہے۔

(۱۱) مدینہ منورہ میں عید میلاد النبی ﷺ:

بارہ ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں محفلِ میلاد مسجد نبوی میں ہوتی ہے۔ (تواریخ الٰہ) سید محمد سلطان شاہ کے پاس مدینہ منورہ کے نور حزیں کی ایک تحریر موجود ہے۔ جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ اہلِ محبت اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مناتے ہیں۔ لوگ حرم نبوی میں جوق در جوق آتے ہیں اور ایام حج کا سا منظر ہوتا ہے۔

(۱۱۔الف) حکیم موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ محفلِ میلاد کراتے تھے۔ مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمہ نے تقریباً ۷۵ سال جنت البقیع میں دفن ہونے کی آرزو میں دیارِ حرم میں گزار دیے اور انہوں نے آقا ﷺ کی محفل میلاد میں کبھی کوتاہی نہیں ہونے دی۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے پیر و مرشد حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۷۵ سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں محفلِ میلاد ہوتی انہیں ضرور دعوت دی جاتی۔ ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمہ کے ہاں محفلِ میلاد کے بارے میں مولانا حسن الدین خاموش لکھتے ہیں:

(۱۱۔ب) "مولانا ضیاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محفلِ میلاد تھی۔ مدینہ منورہ میں اس قسم کے جلسے میں میری پہلی حاضری تھی، یہاں میلاد خواں کتاب لے کر نہیں پڑھتے، بلکہ یوں ہوتا ہے کہ باری باری چند لوگ نعتیہ کلام پڑھتے ہیں اس کے بعد سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور سلام پڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ فاتحہ پڑھ کر تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ ہماری آج کی محفل خاصی پُرکیف تھی کیونکہ حضرت شاہ غلام محمد خاں تشریف فرما تھے اور ان کے قوالوں نے (جو ان کے ساتھ یورپ بھی گئے تھے) سلام پڑھ کر بہتوں کو بے خود کر دیا۔ بس یہ محسوس ہو رہا تھا کہ حضور پُر نور ﷺ تشریف فرما ہیں اور ہم غلام سلام عرض کر رہے ہیں۔ حاضرین کو تبرک کی شیرینی کے علاوہ نفیس پلاؤ اور زردہ کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھنوی پان دان مع جملہ لوازمات ہمارے سامنے دھرا، ہم نے پان بنا کر کھائے۔"

(۱۱۔ج) مکہ اور مدینہ منورہ میں محافلِ میلاد کا حال آپ نے پڑھا۔ محافل میلاد کا انعقاد صرف ان دو شہروں تک ہی محدود نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دنیائے اسلام کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں میلاد النبی کی محافل کا سلسلہ سالوں سے اب تک جاری ہے۔ بغداد یعنی عراق، متحدہ عرب امارات، مملکت مصر، جنوبی افریقا، یمن، شام، تیونس، لیبیا، برونائی دارالسلام، سلطنتِ آصفیہ، دورِ عثمانی، عہد شاہ جہاں میں دہلی، آگرہ، لکھنو، دکن، بہار شریف، لاہور، الٰہ آباد غرض تمام اسلامی ممالک میں آمدِ رسول ﷺ کے جلسے بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوتے تھے اب تو ان کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔

(۱۲) پاکستان میں عید میلاد النبی ﷺ:

(۱۲۔الف) پاکستان میں عید میلاد النبی ﷺ کا جشن سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے۔ اس دن پورے ملک میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ اس مبارک دن نماز فجر کے بعد شہروں میں گھر گھر ختم میلاد ہوتا ہے۔ قریباً تمام مساجد میں محافل میلاد منعقد کی جاتی ہیں اور ملک بھر کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس نکالے جاتے ہیں۔ رات کو سرکاری اور غیر سرکاری عمارات نیز مساجد ومزارات پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ بالکل عید کا سا سماں ہوتا ہے۔ شہر کے گلی کوچوں کو جھنڈیوں اور برقی قمقموں سے سجایا جاتا ہے۔ آرائشی دروازے اور محرابیں شاندار

طریقے سے بنائی جاتی ہیں۔ جلوس کے راستے میں سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔

(۱۲۔ب) شہروں کی فلاحی اور مذہبی تنظیمیں میلاد النبی ﷺ کے جلوسوں کا انتظام کرتی ہیں۔ ان میں نبی کریم ﷺ کے میلاد و سیرت کا بیان ہوتا ہے۔ نعت خوانی کی محافل ہوتی ہیں۔ میلادیہ مشاعروں کا سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر انتظام کیا جاتا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد سب سے پہلا عید میلاد النبی ﷺ کا مشاعرہ نواب افتخار حسین ممدوٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کی نگرانی میں شاہی قلعہ لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں پاکستان کے قومی ترانے کے خالق حفیظ جالندھری کو مدعو کیا گیا تھا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن محافل عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں مشاعرے اور نعت خوانی کا اہتمام کرتے ہیں۔ مختلف ادارے سیرت و نعت خوانی کے مقابلے کراتے ہیں۔ اخبارات اور رسائل اپنی خصوصی اشاعتوں کے ذریعے محسنِ انسانیت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ الغرض جشن، میلاد النبی ﷺ کے دن اس نسبت سے قرآن خوانی، نعت خوانی، ختم میلاد، جلسے، جلوس مشاعرے، محافلِ سماع اور بزرگانِ دین کے اجتماعات دعوت الی اللہ کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔

(۱۲۔ج) ایک بات جو عام مسلمانوں کو بری طرح کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کے دن بیشتر مساجد زیب و زینت سے معمور اور بقعۂ نور بنی نظر آتی ہیں اور ان میں درود و سلام کی صدائیں سنائی دیتی ہیں اور اس کے برعکس کچھ مساجد میں تالے پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جو ساری کائنات کے لیے رحمت اور نورِ ہدایت بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں، آپ کی بعثت اور میلاد کی خوشیوں کا اظہار محبت و عقیدت ہر جگہ نمایاں نظر آنا چاہیے۔

سالانہ تعین سے یومِ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دن جس اہتمام سے منائے جاتے ہیں وہ سب جانتے ہیں مگر میلاد النبی ﷺ اور یومِ علی کرم اللہ وجہہ کا دن منانا کچھ لوگوں کے نزدیک کیوں بدعت ہے؟ یہ جمیع اُمت کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ کاش ملتِ اسلامیہ محبتِ رسول ﷺ کے ایک مرکز پر جمع ہو جائے۔

(۱۳) میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے یہ واقعات پڑھ کر آپ کا دل خود بخود کہہ دے گا کہ:

(۱) اللہ کے محبوب ﷺ کی تعریف کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۲) اللہ کے محبوب ﷺ کا ذکر کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۳) اللہ کے محبوب ﷺ پر درود و سلام پڑھنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۴) اللہ کے محبوب ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۵) اللہ کے محبوب ﷺ کی احادیث پڑھنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۶) اللہ کے محبوب ﷺ کا حسن و جمال بیان کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۷) اللہ کے محبوب ﷺ کے معجزات بیان کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۸) اللہ کے محبوب ﷺ کی تخلیق کے واقعات بیان کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۹) اللہ کے محبوب ﷺ کا نسب شریف بیان کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۱۰) اللہ کے محبوب ﷺ کی دنیا میں تشریف کا بیان کرنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(۱۱) اور بارہ ربیع الاوّل کو عیدِ اکبر سمجھنا ہی میلادِ محمد عربی ﷺ ہے۔

(ماخوذ از میلاد النبی ﷺ کب سے۔۔۔۔از علامہ نسیم احمد صدیقی)

(۱۴) جشنِ میلاد النبی ﷺ کی حقیقت و اصلیت:

جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منانے کا موجودہ مروجہ طریقہ تقریباً پانچویں صدی ہجری سے شروع ہو کر آج تک تمام عالمِ اسلام میں بہت ہی زیب و زینت اور شان و شوکت سے جاری ہے۔ دراصل عید میلاد النبی ﷺ منانے کا یہ مندرجہ ذیل آٹھ اعمال کا مجموعہ ہے۔

(۱) آقائے دو جہاں ﷺ کا دن منانا۔

(۲) پیارے نبی ﷺ کی آمد کی خوشی کا اظہار کرنا۔

(۳) لوگوں کو جمع کرنا اور ان کے سامنے آقا ﷺ کی آمد کا ذکر کرنا۔ ان کی شان بیان کرنا اور ولادت کا ذکر کرنا۔

(۴) محفل میں آقا ﷺ کے ماہ و سال بیان کرنا اور ولادت پاک کا ذکر کرنا۔

(۵) محفل کے لیے اہتمام کرنا اور روشنی کرنا، گلیوں، بازاروں اور شاہراہوں پر جھنڈے لگانا جلوس نکالنا اور یا رسول اللہ کے نعرے لگانا۔

(۶) کھڑے ہو کر سلام پڑھنا۔

(۷) ذکرِ خیر کے بعد دعا مانگنا۔

(۸) خوشی میں غریبوں، امیروں، دوستوں، اپنوں اور پرایوں کو کھانا کھلانا

(الف) ان آٹھ اعمال کے مجموعے کا سالانہ انتظام و انصرام کرنے کا نام ہی جشن، عید میلاد النبی ﷺ ہے۔

پہلا عمل: دن منانا یا یوم منانے پر دلائل

یوم یا دن منانے کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ ثبوت میں پارہ نمبر ٦، سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱۴ کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: عرض کیا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے۔ "اے اللہ ہمارے رب نازل فرما ہم پر دستر خوان آسمان سے۔ وہ دن ہمارے لیے پہلوں کے لیے ہمارے آخروں کے لیے (سالانہ یا ہفتہ وار) عید قرار پائے۔

کسی دن کو منانے اور یادگار قائم کرنے کے ثبوت کے لیے یہ آیتِ پاک ایسی مضبوط دلیل ہے کیونکہ یہاں دن منانے کا صاف ذکر ہے۔ اس آیت مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عمل شریف اور رب تعالیٰ کی تائید و حمایت اور خوشنودی کا بھی پتا چلتا ہے۔ اس لیے کہ نزولِ مائدہ (دستر خوان جس پر کھانا چنا گیا ہو) اس وعدے کے بعد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عید منانے کے لیے کیا اور بعد والی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: "بے شک میں اس (نعمت) کو تم پر اتار رہا ہوں لیکن پھر تم میں سے جس نے اس کے نزول کے بعد کفر کیا تو اس کو ایسا عذاب دوں گا جو میں نے جہانوں میں سے کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہوگا۔"

اس سے پتا چلا کہ یادگار قائم کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور آیتِ مبارک میں نہ ماننے یا منانے کے لیے "یکفر" کفر کرنے میں شامل ہے۔ اگر یہ عید منانا بُرا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا وعدہ ہی نہ کرتے کیونکہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور معصوم بُرے کام نہیں کرتے اور دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ دستر خوان نہ بھیجتا کہ لوگ اس دن کو عید نہ منانا شروع کر دیں مگر نہیں رب تعالیٰ نے وعدے ہی کی وجہ سے خوان نازل فرمایا اور قرآنِ مجید میں اس کا ذکر فرما کر مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ انہوں نے چھوٹی نعمت کے نزول کو "یوم عید" منایا۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری تو نعمت عظمیٰ ہے۔ اے ایمان والو! تم پر وہ نعمت نازل فرمائی جس کا آنا رب تعالیٰ کا احسان عظیم ہے وہ ذاتِ پاک مصطفیٰ ﷺ ہے، لہٰذا اس دن عید میلاد النبی ﷺ نہ منانا، کفرانِ نعمت ہے۔ ہم ہر سال عید الاضحیٰ اور عید الفطر کیوں مناتے ہیں اور کس کے حکم پر مناتے ہیں؟ خوشیاں منانے کے یہ احکامات ہمیں کس کے ذریعے ملے؟ خوشیاں عطا کرنے والے اس عظیم انسان کی دنیا میں آمد کی خوشیاں کیوں کر نہ منائی جائیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن منانے کی اجازت ہے۔

(۱۴-۲) دوسرا عمل۔ آمدِ رسول پر خوشی منانا:

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ سورہ یونس کی آیت نمبر ۵۰ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"اے حبیب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آنے پر اور اس کی رحمت کے تشریف لانے پر خوب خوشیاں منائیں۔ وہ خوشی منانا اچھا ہے اس تمام مال و اعمال سے جو یہ منکرین جمع کرتے ہیں۔

(۱۴-۳) تیسرا عمل۔ لوگوں کو جمع کرنا:

پہلی محفلِ عید میلاد النبی ﷺ عالم ارواح میں منعقد ہوئی۔ وعظ فرمانے والا خود رب العالمین تھا اور سامعین ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ اس عظیم اجتماع میں تمام مقدس سامعین تھے۔ اور ذکر کیا گیا احمد مجتبیٰ ﷺ کے دنیا میں آنے کا۔ آیات مبارکہ ۸۱-۸۲ سورہ آلِ عمران کا ترجمہ اس طرح ہے۔

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"

(۱۴-۴) چوتھا عمل۔ ذکرِ ولادت اور سیرتِ طیبہ:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ۔ اور ذکر کرو ان اُمت والوں سے اللہ کے دنوں کا۔

یہاں ارشاد ہے۔ ذَكِّرُوْا بابِ تفعیل کا امر حاضر ہے۔ نحوی قانون کے مطابق باب تفعیل کے پانچ وزن پر مصدر ہوتے ہیں، جن میں سے ایک تذکرہ ہے۔ اس کے معنی ہیں "کسی کی یادگار قائم کرنا یا یادگار منانا" اور جب اس کا مفعول بہ بھی موجود ہو تو یعنی ہوگا "یادگار منوانا"۔ اس آیت میں دونوں باتیں ہیں۔ اول باب تفعیل بھی دوئم "ہم" ضمیر مفعول بہ بھی ہے لہٰذا ترجمہ یوں ہوگا کہ "یادگار منواؤ۔"

با قاعدہ اصولِ فقہ، امر اصلاً وجوب کے لیے ہوتا ہے، گویا کہ یادگار منوانا، یاد تازہ رکھنا حکم واجبی ہے، نہ منانے والا گناہ گار ہے۔ آگے ارشاد ہے "بایام اللّٰہ" اللہ کے دنوں کی یاد مناؤ۔ باعتبار ملکیت تو سب دن ہی اللہ عز و جل کے ہیں مگر یادگار منانے والے کچھ دن خصوصی ہیں۔ جن میں اللہ کے پیارے تشریف لائے۔ یہ واضح دلائل ہیں جن سے عید منانے کا قرآن اور ربانی حکم ظاہر ہو رہا ہے۔

(۱۴۔۵) پانچواں عمل۔ چراغاں کرنا، پرچم لہرانا اور جلوس نکالنا:

یہ تو آیاتِ قرآنی سے ثابت ہوگیا کہ دن منانا بالکل جائز ہے بلکہ اللہ کے دن منانا بہت ضروری اور واجب ہیں۔ اسی طرح آقائے دو عالم ﷺ کے تشریف لانے کا دن منانا اور اس دن خوشی کرنا اشد ضروری ہے مگر اس عید میلاد النبی ﷺ کے منانے کا طریقہ ہم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عمل سے ملا جو مدینہ منورہ کے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی پاک ﷺ کی مدینہ آمد پر اختیار کیا اور نبی پاک ﷺ کی موجودگی میں وہ عمل کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس طریقے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

ترجمہ: جب سرورِ انبیاء ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے خوب جشن اور خوشی منائی اس طرح کہ مردوں اور عورتوں نے اپنی چھتوں پر چڑھ کر اور نوجوان لڑکے نوکر چاکر غلام و خدام وغیرہ راستوں میں پھرتے تھے اور نعرۂ رسالت لگاتے اور کہتے "یا محمد رسول اللہ، یا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"۔ (مسلم شریف)

جھنڈے لہرانا:

جب آقائے دو جہاں ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تو شبِ ولادت کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر آویزاں کیا اور مشرق و مغرب میں دو جھنڈے لہرائے گئے۔ بعض روایات کے مطابق ایک جھنڈا خانہ کعبہ پر دوسرا بیت المقدس پر اور تیسرا مولود النبی ﷺ کے گھر پر لہرایا گیا۔ یہ اہتمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی دنیا میں آمد کی خوشی منائی تو ہم کیوں نہ منائیں۔

چراغاں کرنا:

جب آقائے دو جہاں ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو غیبی طور پر ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق تا مغرب روشن ہوگئے۔ حضرت اُمّ النبی ﷺ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس نور کی روشنی میں، میں نے ملک شام کے محلات اور بازار اور راہوں پر چلنے والے قافلوں میں شامل اونٹوں کی گردنوں کو دیکھا اللہ تعالیٰ کی اس سنت کو زندہ رکھنے کے لیے ہمیں بارہ ربیع الاول کو چراغاں کرنا چاہیے۔

اسی طرح حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی میں چراغاں کیا تو حضورِ اکرم ﷺ اپنے صحابی کے اس عمل سے خوش ہوئے اور اسے دعائیں دیں۔ اس سے معلوم ہوا مساجد میں چراغاں کرنا چاہیے۔

جلوس نکالنا:

تبع حمیری یمن کی حمیری سلطنت کا حاکم تھا۔ اس نے سب سے پہلے بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا۔

اور جب اسے معلوم ہوا کہ نبی آخر الزماں ﷺ یہاں مکہ میں جلوہ گر ہوں گے تو یہ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مکہ میں مقیم ہوگیا اور اپنی سلطنت کو ٹھوکر ماردی، چونکہ یہ ملک یمن کا رہنے والا تھا اور یمن ٹھنڈا ملک ہے اس لیے مکہ کے موسم کی شدت کے باعث تبع حمیری (یثرب) مدینہ منورہ آگیا اور وہیں آباد ہوگیا کہ اسے کتب توریت و انجیل سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ختم مرسلاں ﷺ ہجرت فرما کر یہیں تشریف لائیں گے۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے بسترِ مرگ پر اپنے بچوں کو بلا کر یہ وصیت کی کہ افسوس میں نے آخری رسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ میرے بعد شاید تمہیں یہ سعادت مل جائے، لہٰذا میں نے یہ تحریر اپنے ایمان لانے کی لکھ دی ہے، جو اللہ کے پیارے حبیب کو پیش کردینا اور یہ بات یاد رکھنا کہ ہم نے محض آخری رسول ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین اور عظیم الشان سلطنت کو چھوڑ دیا ہے اور شہر مدینہ منورہ (یثرب) میں آباد ہوئے ہیں۔

یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ بادشاہ یا سلطان اکیلے سفر نہیں کرتے اپنے مصاحبین کے ساتھ جلوس کی شکل میں آتے جاتے ہیں۔ تبع حمیری کے بعد اس کی اولاد نے باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ماہانہ اور سالانہ ایک جلسہ اور ایک جلوس کا اہتمام کیے رکھا جس میں نبی الزماں ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہوتا، عشق و محبت کا مظاہرہ ہوتا اور جلوس کے ذریعے اہلِ شہر کو بتایا جاتا کہ ہم ہزاروں میل دور سے آکر یہاں اسی مقصد کے لیے آباد ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اہلِ مکہ اور مدینہ کے جلوس کی شکل میں میلاد النبی ﷺ منانے کا حال تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں۔

(۱۴۔۶) چھٹا عمل۔ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا:

کھڑے ہو کر سلام پڑھنا۔ اس میں دو عمل ہیں۔ اول کھڑا ہونا۔ دوئم سلام پڑھنا۔ یہ دونوں کام بھی قرآن و حدیث سے اور عمل صحابہ و تابعین اور بزرگانِ دین سے ثابت ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، غیب کی خبریں بتانے والے نبی ﷺ پر، اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب خوب سلام بھیجو۔ (احزاب:۵۶)

یہ قانون نحو میں موجود ہے کہ مفعول مطلق تاکید اور مبالغہ (زیادتی، کثرت) کے لیے آتا ہے۔ آیت میں درود شریف کے ساتھ مفعول مطلق نہیں مگر سَلِّمُوْا کے ساتھ تسلیما مفعول مطلق موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ذکر میں صیغہ صلوٰۃ کا حکم پہلے اور سلام کا بعد میں مگر اہمیت سلام کی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

اس کی چھ مختلف صورتیں ہیں۔

اول: یہ کہ نماز پڑھنے میں سلام پہلے ہے اور صلوٰۃ بعد میں۔

دوئم: یہ کہ نماز میں سلام واجب ہے اور درود سُنّت۔

سوئم: یہ کہ سلام دو مرتبہ، درود شریف ایک مرتبہ، یعنی قعدہ آخر میں پڑھا جاتا ہے۔

چہارم: یہ کہ سلام حاضر و ناظر کے صیغے سے السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں مگر درود شریف غائب کے صیغے سے۔

پنجم: یہ کہ سلام بغیر درود شریف پڑھنا اور کرنا، جائز ہے کہ سلام پڑھتے وقت نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر (موجود اور دیکھ رہے) ہونے کا عقیدہ بنانا واجب ہے اور رب کا وجوبی حکم ہے۔

ششم: یہ کہ درود ابراہیمی میں یہ اظہار نہیں یہ تو نماز کے اندر سلام پڑھنے کا حکم ہے۔ اس لیے بیٹھ کر سلام پڑھا گیا، لیکن زمانہ صحابہ سے آج تک مدینہ منورہ میں ہر نماز کے بعد روضہ انور اور مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہو کر بالکل اسی طرح ہاتھ باندھ کر حضور اکرم ﷺ کو موجود اور آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں سمجھ کر، یعنی حاضر و ناظر جان کر مخاطب کے صیغے سے سلام پڑھا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح آج کل عید میلاد النبی ﷺ میں کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ صرف زبان اور طرزِ تکلم میں کچھ فرق ہو جاتا ہے۔ خیال رہے کہ قیام (کھڑا ہونا) چار قسم کا ہے۔

اوّل قیام کی ضرورت: جیسے دن رات آنے جانے اور اٹھتے بیٹھتے میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔

دوئم قیام عبادت: جیسے نماز میں اٹھنا رکعت پڑھنا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔

سوئم قیام تعظیم: کسی کے احترام میں کھڑا ہونا۔ خواہ کسی شخص کا احترام یا کلام کے تبرکات کے احترام میں قیام کرنا، تینوں قسم کی تعظیم کا جائز ہونا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

چہارم قیام خوشی: خوشی ہونے یا پانے یا ملنے کے وقت اظہارِ خوشی کے لیے کھڑا ہونا۔

چونکہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بے انتہا خوشی بھی ہوتی ہے اور اپنے آقا ﷺ کو سلام کرنا ہے۔ اس سلام کی تعظیم بھی ہے، لہٰذا کھڑا ہو کر سلام پڑھنا عین ادب رسول ﷺ ہے۔

(۱۴۔۷) ساتواں عمل۔ جلسہ میلاد کے بعد دعا مانگنا:

عید میلاد النبی ﷺ کی محفلوں میں بڑے اہتمام سے رب کے حضور حاضری دیتے ہوئے مسلمان دعائیں کرتے ہیں۔ یہ عمل بھی قرآن پاک اور احادیث مطہرات سے جائز و ثابت ہے۔ اگر چہ رب تعالیٰ سے ہر وقت

دعا مانگنا جائز اور بہتر ہے اور حکم ربی بھی ہے، مگر مقدس مقامات مقام ابراہیم، میدانِ عرفات، مزدلفہ، منیٰ اور روضہ مبارک اور پاکیزہ ذکر اور بہترین محفلوں میں دعا مانگنا بہت ہی فائدہ مند ہے اور باعث قبولیت بھی۔ قرآنِ مجید میں ایسی دعا کی شان کا اظہار ہے اور جواز مذکور ہے۔ پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: (حضرت) زکریا علیہ السلام نے (حضرت مریم کے قرب کو باعثِ برکت اور وقتِ قبولیت سمجھتے ہوئے) وہیں پر کھڑے کھڑے فوراً اپنے رب تعالیٰ کے حضور دعا مانگی''۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اچھی محفلوں میں دعا مانگنا سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ آج دنیائے کائنات میں مسلمانوں کے لیے محفلِ میلاد اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفل سے زیادہ کون سی محفل مقدس و مطہر و منور ہو سکتی ہے۔ اس لیے تمام مسلمان عید میلاد النبی ﷺ کے دن تمام ذکر و اذکار سے اپنے قلب و زبان کو مزین کرنے کے بعد اپنی دعائیں عرض کرتے ہیں۔ اور تجربہ یہ ہے کہ ایسی محفلوں کی دعا ضائع نہیں ہوتی۔

(۱۴۔۸) آٹھواں عمل: رزقِ حلال سے دسترخوان سجانا:

محفلِ عید میلاد النبی ﷺ کے اختتام پر مسلمان اپنے آقا و مولیٰ کی دنیا میں آمد کی خوشی میں نبی محترم ﷺ کے نام پر ایصالِ ثواب اور شرفِ قبولیت کے لیے عمدہ کھانے پکا کر ہر امیر غریب کو کھلاتے ہیں۔ جس سے ثواب کے نیک عمل سے امرا اور صاحبِ حیثیت لوگوں کے ذریعے غربا کی پرورش ہوتی ہے اور یہ کام شریعت مطہرہ میں نا صرف جائز ہے بلکہ باعثِ برکت ہے۔ اس کے ثبوت میں چند قرآنی احکامات پیش کیے جاتے ہیں۔

(الف) سورہ حج، آیت ۲۸:

ترجمہ: اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے خود بھی کھاؤ اور ضرورت مندوں (مصیبت زدہ) محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔ اگر چہ کہ یہ آیت حاجیوں کو اور قربانی کرنے والوں کو گوشت کھلانے کا حکم دے رہی ہے مگر مقصد ہر وقت عام ہے۔

(ب) دوسرا حکم۔ سورہ الماعون، آیت ۳:

ترجمہ: یہ کافر لوگ مسکین کو کھانا کھلانا پسند نہ کرتے تھے نہ کھلانے دیتے تھے۔

(ج) تیسرا اور چوتھا حکم: سورۃ الدھر، آیات ۸۔۹:

ترجمہ: (رب کے عاشق بندے) کھانا کھلاتے ہیں فقط اس کی محبت میں مسکینوں کو یتیموں کو اور اسیروں کو (اور یہ کہتے ہیں کہ) ہم تو فقط اللہ کی خوشنودی کے لیے تم کو کھانے پکا کر کھلا رہے ہیں تم سے کسی جزا یا شکریہ کے طالب نہیں۔

یہ تو رب تعالیٰ نے قیامت تک مومنوں کی نشانیاں بتائیں کہ ہر طریقے سے میلاد کے ذریعے (یا کسی اور ذریعے سے جن کا ذکر نیچے آرہا ہے) مسلمان بندے، محبانِ رسول ﷺ و عوام اہلِ سنت اپنے غریب دوستوں، ساتھیوں، پڑوسیوں وغیرہ کو کھانا کھلاتے رہیں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام نے جتنا کھلانے کا حکم دیا ہے اتنا کسی اور مذہب میں نہیں ہے عقیقہ یعنی یومِ ولادت کی یادگار، ولیمہ، شادی و نکاح کی یادگار سوئم، دسواں، چالیسواں، قربانی وغیرہ سب غریب پروری کے ذرائع ہیں، مگر رب تعالیٰ نے بے دینوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ نہ خود کھلاتے ہیں اور نہ کھلانے دیتے ہیں۔ (میلاد النبی کب سے، علامہ نسیم احمد صدیقی)

(۱۴۔۹) ذکرِ انبیاء سے ایمان کی مضبوطی:

ذکرِ انبیاء سے ایمان مضبوط ہوتا ہے، اور قلب میں ثبات پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے پارہ نمبر ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۲۰ میں ہے "اور یہ سب کچھ انبیاء کی خبریں ہم آپ پر بیان کرتے ہیں۔ جن کے سبب ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔" نیز توحید اور تمام عقائد اسلامیہ کے دعوے ہیں اور حضرت محمد ﷺ سب سے بڑی اور روشن دلیل ہیں۔ دلیل ثابت ہونے سے دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے حضورِ اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات بیان کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ میلاد النبی ﷺ میں حضور پُرنور ﷺ کے کمالات اور معجزات کا تذکرہ کرکے ایمان کو مضبوط کیا جاتا ہے۔

(۱۴۔۱۰) جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ قرآنِ مجید کے گیارہویں پارہ کی سورہ یونس آیت نمبر ۵۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "آپ فرما دیں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے ساتھ پس اسی پر وہ (اہل ایمان) خوش ہوں۔ یہ خوشی (اس دولت) سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت، رحمت و فضلِ عظیم ہیں آپ کی آمد کی خوشی میں جشن منانا اس آیتِ مبارکہ کی تعمیل ہے اور شاندار نیکی ہے۔

صحیح بخاری شریف کتاب النکاح میں ہے: حضرت ثوبیہ کو ابولہب نے نبی ﷺ کی وِلادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ جب ابولہب فوت ہوا تو اسے گھر کے ایک فرد، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: تم کس طرح ہو؟ ابولہب نے جواب دیا میں نے تمہاری جدائی کے بعد کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ سوائے اس کے کہ مجھے ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مشروب پلایا جاتا ہے۔

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ "مدارج النبوۃ" میں فرماتے ہیں۔ "اس واقعہ میں میلاد

منانے والوں کے لیے اور جو رسول ﷺ کی ولادت کی شب مسرور ہوتے ہیں اور اپنی دولت خرچ کرتے ہیں ان کے لیے سند ہے۔ ابولہب کافر تھا اس کی مذمت میں قرآنِ کریم نازل ہوا۔ جب اس نے نبی ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا (ثوبیہ باندی آزاد کی) تو اسے بھی جزا دی گئی، تو ایک مسلمان جس کا دل محبت نبی سے بھرا ہوا ہے اگر نبی ﷺ کی خوشی منائے اور دولت خرچ کرے تو اس کا کیا حال ہوگا۔"

(۱۴۔۱۱) بات حاضر و ناظر کی:

(الف) قرآنِ مجید پارہ نمبر ۲۶ سورہ فتح آیات ۸ اور ۹ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے "بے شک ہم نے آپ کو حاضر (موجود) ناظر (دیکھنے والا) اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (ان کی یہ شانیں دیکھ کر) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس رسول کی عزت کے ساتھ مدد کرو اور ان کی تعظیم بجالاؤ۔ اور پھر اس اللہ کی صبح و شام تسبیح بیان کرو۔" اس آیتِ مبارکہ میں بعثتِ نبوی کا ایک مقصد یہ بھی بیان کیا ہے کہ اہلِ ایمان پیارے مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم بجالائیں۔

محدث کبیر علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ "میلاد منانا بھی آپ کی تعظیم کا حصہ ہے۔"

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا دل کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔"

قرآنِ مجید پارہ ۱۷ سورہ حج آیت ۳۲ اور یقیناً حضورِ اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نشانی ہیں۔ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر افضل عبادت ہے۔

(ب) عملِ میلاد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوقات کو اپنی نعمتِ عظمیٰ حضور ﷺ عطا کرنے پر اس کے شکر کا اظہار ہے۔ گویا عملِ میلاد اللہ تعالیٰ کے ارشاد " وَاشْكُرُوْا لِیْ " یعنی "میرا شکر ادا کرو" کی تعمیل ہے۔

(ج) میلاد شریف اشاعتِ علم کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس میں فضائلِ نبوی اور سیرتِ مصطفیٰ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ جو کہ تمام علوم میں بڑی فضیلت والا علم ہے۔

(د) میلاد شریف کی محافل منعقد کرنے اور ان محافل میں شرکت کرنے سے حضورِ اکرم ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ " مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ ". یعنی "جو کسی شے سے محبت رکھتا ہو تو اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔" لہٰذا میلاد شریف کے ذریعے ذکرِ فضائل النبی ﷺ حُبِ رسول ﷺ کی علامت ہے۔ اور یہ بہت بڑی دولت ہے۔

(س) صلوٰۃ و سلام سے د◈ و دنیاوی اور اخروی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ اور خصوصی طور پر بارگاہِ نبوی میں

قرب ملتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے" تم میں سے قیامت کے روز میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا اور میلاد النبی کی محافل میں درود شریف کی کثرت ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت، سعادت دارین کے حصول کا ذریعہ ہے۔ محفلِ میلاد میں قرآنِ مجید کی تلاوت بھی کی جاتی ہے اور ذاتی طور پر ذکرِ خدا بھی ہوتا رہتا ہے۔

(۱۴-۱۲) نعت خوانی کو حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا:

نعت خوانی کو حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔ نعت خوانوں کو اپنی دعاؤں سے نوازا ہے بلکہ ایک نعت گو صحابی حضرت کعب بن زہیر سلمی رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر مبارک بھی عطا فرمائی۔ جس سے مسلمان سات صدیوں سے زائد عرصہ تک برکت حاصل کرتے رہے اور بغداد شریف پر ہلاکو خاں کے حملے کے وقت یہ عظیم نشانی ضائع ہوگئی۔ میلاد شریف میں کثرت کے ساتھ نعت خوانی ہوتی ہے اور یہ حضور ﷺ کی بارگاہ سے انعامات کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۱۴-۱۳) یہ ناچیز مولف یہ عرض کرتے ہوئے انتہائی خوشی محسوس کرتا ہے کہ آج بھی ایسے نعت خواں عام طور سے ہر ملک میں اور خاص طور پر پاک و ہند میں موجود ہیں جنہیں سرورِ کونین کی بارگاہِ اقدس ﷺ سے انعامات عطا کیے جاتے ہیں۔ کسی کے لیے ارشاد ہوتا ہے تمہاری عمر بڑھا دی گئی ہے۔ کسی کے لیے یہ حکم ہوتا ہے کہ فلاں آیت کا ورد کرتے رہو، صحت و تندرستی قائم رہے گی۔ کسی کو غربت سے نجات کی اور خوشحالی کی بشارت دی جاتی ہے۔ کسی کو مشکلات کے حل کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اُمتیوں کے لیے دعا کا اختیار عطا فرما رکھا ہے۔

(۱۴-۱۴) سند المحدثین حضرت ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ "فیوض الحرمین" صفحہ ۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں:

"میں مکہ مکرمہ میں ولادت نبی کے روز مولد مبارک (جہاں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی) میں حاضر ہوا تو لوگ درود شریف کا ذکر کر رہے تھے اور وہ معجزات بیان کر رہے تھے۔ جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تو میں نے اس مجلس میں انوار و برکات کا مشاہدہ کیا۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس میں مقرر کیے جاتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔"

(از پیر محمد افضل قادری۔ مطبوعہ نوائے وقت جمعۃ المبارک ۱۱ فروری ۲۰۱۱)

(۱۴-۱۵) آپ نے مسلمانوں کے محافل میلاد النبی ﷺ منعقد کر کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے واقعات پڑھے۔ غیر مسلم بھی میلاد النبی ﷺ منانے میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ چند واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱۴-۱۵)(الف) سکھوں کے مذہبی پیشوا گرونانک کو ہمارے پیارے نبی ﷺ سے بہت محبت تھی۔ انہوں نے نہایت ہی انکساری سے نبی محترم ﷺ کی خدمت میں سلام کا نذرانہ پیش کیا۔

(ب) سیام (تھائی لینڈ) کے بادشاہ بھومی بھول بدھ مت کے پیروکار ہیں لیکن ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کے دن منعقد ہونے والے مسلمانوں کے جلسہ میلاد النبی ﷺ میں شرکت کر کے نہایت عقیدت و احترام سے حضور سید عالم ﷺ کا ذکر سنتے ہیں۔

(ج) ہندوستان کے مسلم و غیر مسلم سیاسی لیڈر، حکمران، منکرین اور شعراء اپنے اپنے فن کے ذریعے حضور اقدس ﷺ کا میلاد مناتے ہیں۔

(د) کئی مغربی مفکروں نے اپنی تحریروں کے ذریعے نبی رحمت کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔

ایسے کئی واقعات آپ کو اگلے باب بعنوان "مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں" ملیں گے۔

فاضل نوجوان مولانا محمد ناصر خان چشتی "برکاتِ میلاد النبی ﷺ" کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

"حضور رحمت دو عالم ﷺ کے میلاد شریف کی برکت سے نہ صرف حضرت ثویبہ کو غلامی سے آزادی ملی بلکہ لاتعداد غلاموں کو نعمتِ آزادی ملی..... ابولہب ایسے کافر کو عذابِ دوزخ میں تخفیف ملی..... اہل کفر کو ایمان کی دولت ملی..... اہل ضلالت کو رشد و ہدایت کی سعادت ملی..... تمام مخلوقات کو رحمتِ مصطفوی ﷺ میسر آئی..... اہلِ قرن (زمانہ) کو افضل ترین زمانہ ملا..... بے زبانوں اور بے جانوں کو بھی سلام و کلام اور کلمہ پڑھنے کا شرف ملا..... اہل لسان کو فصاحت و بلاغت کا عظیم شاہکار ملا..... اہل ایمان صحبت یافتہ کو "صحابیت" ایسی انمول ترین نعمت و سعادت حاصل ہوئی..... اور ان شاء اللہ! میلادُ النبی ﷺ کی برکت سے تمام صاحبان ایمان کو دنیوی اور اُخروی نعمتیں، سعادتیں، جنت الفردوس کی اعلیٰ ترین دولت، رفاقت مصطفوی ﷺ اور دیدارِ خداوندی ایسی لازوال اور عظیم الشان نعمتیں ملیں گی، جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

عالم اسلام کے تمام مسلمان بارہ ربیع الاوّل کو یہ عظیم الشان اور ایمان افروز تہوار جشن عید میلادُ النبی ﷺ ہمیشہ سے مناتے چلے آرہے ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم و دائم ہے اور ایک بھی مسلمان روئے زمین پر باقی ہے،

یہ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ اسی طرح عقیدت ومحبت، خوشی ومسرت اور پوری آب وتاب کے ساتھ منایا جاتا رہے گا اور اہلِ ایمان میلاد شریف کی برکتوں، رحمتوں اور دنیوی واُخروی سعادتوں سے فیض یاب ہوتے رہیں گے"۔

(سیرت پیغمبر انقلاب: ص ۱۵۔۱۴، مولانا محمد ناصر خان چشتی، مطبوعہ الناصر ریسرچ اکیڈمی کراچی)

اہلِ ایمان سے التماس والتجا

آخر میں تمام اہلِ ایمان واہلِ محبت سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ محافلِ میلاد ضرور منعقد کریں، اس میں شرکت بھی کریں لیکن محافلِ میلاد کے آداب واحترام کو ملحوظ رکھیں اور محافلِ میلاد کی تمام تقریبات میں باوضو شرکت کریں اور سراپا ادب بن کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا ذکر پاک کریں اور سنیں اور بالخصوص حضور سید عالم ﷺ کی کامل اطاعت ومحبت میں اپنی زندگی گزارنے کا عزم مصمم کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور رحمت دوعالم ﷺ کی ایسی سچی محبت نصیب فرمائے کہ ہم خود بہ خود سنتِ مصطفوی ﷺ کے سانچے میں ڈھلتے چلے جائیں اور ہمارا وجود دوسروں کے لیے مینارۂ نور اور مشعلِ راہ بن جائے۔

(آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)



پندرہواں باب

مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں

(۱) بھارت کے سابق صدر آنجہانی ڈاکٹر رادھا کرشن نے ایک مرتبہ دہلی میں عید میلاد النبی ﷺ کی ایک تقریب کے دوران کہا تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ پر جتنا لکھا جاچکا ہے اور جتنا آپ ﷺ کی بابرکت ہستی پر بولا جاتا ہے۔ دنیا کی کسی اور شخصیت کے متعلق اتنا اظہار خیال نہیں کیا گیا۔ مسلمان اپنے کردار کے اعتبار سے خواہ کیسے ہی ہوں انہوں نے سیرت رسول اللہ ﷺ پر جو کام کیا ہے۔ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے سلسلے میں جو تحقیقی اور تخلیقی کارنامے مسلمانوں اور غیر مسلموں نے انجام دیے ہیں، اُن کا عشرِ عشیر بھی کسی دوسرے بانی مذہب کے حصے میں نہیں آیا۔ عربی، فارسی اور اردو میں بہت سی معیاری کتب سیرتِ طیبہ پر ملتی ہیں۔

(۲) غیر مسلموں نے اپنی اپنی مادری زبانوں، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی اور امریکی مستشرقین نے گو متعصبانہ انداز اختیار کیا ہے، مگر سیرتِ النبی ﷺ پر تھامس کارلائل، ایچ جی ویلس، نکلسن، واشنگٹن اروِنگ، باس ورتھ اسمتھ، مارگولتھ، گارساد تاسی، اسپرنگر وان کریمر، ولیم میور وغیرہ نے کتابیں لکھیں۔

(۳) ایک نومسلم کے۔ ایل گابا اسلامی نام خالد لطیف گابا نے "پیغمبر صحرا" نامی کتاب لکھی۔ کئی ہندو اور سکھوں نے بھی سیرت النبی ﷺ پر کتابیں لکھی ہیں۔ جن کا اجمالی ذکر ان ہی صفحات میں کیا جائے گا۔ فرانسیسی زبان میں "محمد رسول اللہ ﷺ" گوسٹن ویرزیل گیور گیو نے لکھا، جس کا ترجمہ عبدالصمد صارم الازہری نے کیا ہے۔ اس فرانسیسی سیرت نگار نے بالکل سچ لکھا کہ "دنیا میں آج تک جتنے بڑے آدمی گزرے ہیں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان میں سب سے بڑے ہیں اور یہ وہ رسول ہیں جن کو ازسرنو سمجھنے کی ضرورت ہے"۔

(۴) اسی طرح "رسولِ عربی ﷺ" از پروفیسر جی ایس: ارابا رایٹ لاہ نے بھی بڑی پیاری کتاب تحریر کی ہے، حالانکہ آپ سکھ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں نبی رحمت محسن انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ کی سوانح حیات پر کوئی نہ کوئی کتاب آپ کو ضرور مل جائے گی۔

(۵) دنیا کی مشہور کتاب (۱۰۰) مصنفہ مائیکل ایچ ہارٹ نے دنیا کی سو اہم شخصیات کی مختصر سوانح عمری ترجیحی طریقے پر شائع کی ہے۔ اوّل نمبر پر حضور اکرم محمد عربی ﷺ کی شخصیت ہے۔ اس ترجیحی فہرست پر مغربی دنیا میں

بڑی لے دے ہوئی اور مصنف کو بہت پریشان کیا گیا۔ اس نے کہا آپ ثابت کر دیں کہ دنیا کی ہر دل عزیز ترین شخصیت کوئی اور ہے تو میں ترجیحی فہرست تبدیل کر دوں گا۔ دنیا میں آج تک کسی ہستی کو اتنا اور اتنی شدّت سے نہیں چاہا گیا جتنا محمدِ عربی ﷺ کو چاہا گیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ''محمد ﷺ'' رکھا جس کے معنی بہت تعریف کیا گیا یعنی جس کو بہت سراہا گیا ہو۔ میں نے دنیا کی موثر ترین شخصیات کی فہرست میں محمد ﷺ کو جو سرِ فہرست رکھا ہے اس میں کچھ قارئین کو تعجب ہوگا اور کچھ لوگ اس پر اعتراض بھی کریں گے لیکن تاریخ میں صرف محمد ﷺ ہی ایک واحد شخصیت ہیں جو کامیابی کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں۔ دونوں پہلوؤں سے مذہبی اور دنیاوی، چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کا اثر اب بھی طاقتور ہے اور نفوذ پذیر ہے (یعنی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔)

محمد ﷺ نے تاریخ میں پہلی مرتبہ عربوں کو منظم کیا اور ان میں توحید اور ایمان کا جذبہ پیدا کیا کہ عربوں کی چھوٹی چھوٹی فوجوں نے تاریخ انسانی میں عظیم الشان اور حیرت انگیز فتوحات حاصل کیں۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

(مقامات قرآنی از ڈاکٹر محسن فاروقی)

(۶) ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری کے سلسلے میں آج بھی بہت ساری بشارات موجود ہیں۔

(الف) اتھروید میں لکھا ہے (ترجمہ) پیدا کرنے والا کون ہے؟ عظمت والے رسول محمد ﷺ کا۔ اللہ۔

(ب) رگ وید کے منتر میں نام احمد ﷺ اور یجر وید کے منتر میں نام محمد ﷺ موجود ہے۔

(ج) ان کی عبارت جو ہندوؤں میں مشہور ہے اور جس کو نانوا بھی کہتے ہیں (ترجمہ) یعنی لا الٰہ گناہ دور کرنے والی چیز ہے۔ الا اللہ سے بہت بڑے درجے ملتے ہیں، اگر تم جنت میں ہمیشہ رہنا چاہتے ہو تو محمد ﷺ کے نام کا وظیفہ کیا کرو یعنی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو۔

(د) چھٹی کانڈ بارہویں اسکینڈ پوتھی راسنگ رام میں جو ''بیاس جی'' نے لکھی ہے۔ اس کے بھاشا زبان کے ترجمے میں گوشائیں تلسی داس جی نے حاشیے کے اوپر یوں لکھا ہے، جس کا ترجمہ یوں ہے:

(۱) یہاں میں آپ کی طرف داری میں کچھ نہ کہوں گا۔

(۲) جو وید پران میں لکھا ہے، وہی سچ کہوں گا۔

(۳) یعنی برس دس ہزار تک رسالت تمام ہوگی۔

(۴) بعد کو یہ مرتبہ کوئی نہیں پا سکتا (یعنی رسالت ختم ہوگی)۔

(۵) دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا۔

(۶) اچھی شان کی زمین ہوگی۔

(۷) انہونی باتیں (معجزات) اُن سے ظہور ہوں گی۔

(۸) ولی اللہ قاسم کہا جاوے گا (یعنی بانٹنے والا یا ابوالقاسم کنیت)

(۹) صدی بکر ماجیت (ہندو، کیلنڈر) کی سمندروں کی تعداد کے مطابق (ساتویں صدی میں پیدا ہوگا، کیونکہ سات سمندر ہیں)

(۱۰) نہایت اندھیری رات میں مثل آفتاب کے چمکے گا۔

(۱۱) بادشاہی کے قاعدے کے موافق باوقار انداز میں خُلق و محبت ظاہر کرے گا اور اپنا مذہب سب کو سمجھا دے گا۔

(۱۲) اس کے چار خلیفہ ہوں گے۔

(۱۳) اس سے نسل بہت بڑھے گی۔

(۱۴) اس دین کے جاری رہنے تک جو اللہ تک پہنچنا چاہے گا بغیر ذریعہ (وسیلہ) محمد ﷺ کے پار نہ ہوگا۔

(۱۵) تب ایک مرد کامل پیدا ہوگا۔

(۱۶) امام مہدی کہیں گے اس کو سب جہان والے بعد ان کے ولایت نہیں ہوگی۔

(۱۷) تُلسی داس یہ بات سچ سچ کہتا ہے۔

(ذ) بابا گرونانک کی نصیحت:

پہلا نام خدا کا اور دوجا نام رسول ﷺ، تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگا ہویں قبول

ترجمہ: پہلا نام خدا کا دوسرا نام رسول کا تیسرا کلمہ پڑھ لے نانک تاکہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے۔

(س) گُرو کبیر داس کی نصیحت:

لا الٰہ کا تانا الا اللہ کا بانا　　درس کبیر بُنن کو بیٹھا الجھا سوت پرانا

(ش) گوشائیں تلسی داس کی نصیحت:

کاشی پربت یاد،بن تیرتھ نکام　　　　ب ے کنٹھ باس نپائی بنا محمد نام

ترجمہ: کاشی پہاڑ پاؤں تیرتھ کے لیے سب بے کار، بغیر محمد ﷺ کا نام لیے جنت میں جگہ نہیں مل سکتی۔

(سیرت النبی بعداز وصال النبی، حصہ ششم از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈوکیٹ)

(ے) کالنکی اوتار اور حضرت محمد ﷺ:

ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے نے یہ کتاب ۱۹۶۹ء میں شائع کی تھی۔ فاضل مصنف نے براہین وشواہد سے ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں آخری اوتار کی جن خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے وہ صرف حضرت محمد ﷺ میں پائی جاتی ہیں اور جس کالیکی (کالنکی) اوتار کا انتظار تھا وہ آنحضرت ﷺ ہی تھے، وہ لکھتے ہیں:

''گیتا وید پرانوں کی تحقیق کے مطابق جس طرح محمد ﷺ مسلمانوں کے آخری نبی ہیں اسی طرح ہندوؤں کے آخری اوتار بھی تھے۔'' ہندومت میں ''آخری اوتار'' کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) پرانوں میں آخری اوتار کی سواری گھوڑا بتائی گئی ہے جو تیز رفتار ہوگا، اس گھوڑے کو دیودت یعنی دیوتا خفیہ قرار دیا گیا ہے۔ (براق النبی)

(۲) وہ آٹھ صفاتِ الٰہی سے آراستہ ہوں گے۔

ا۔علم ودانائی	ب۔عالی نسبی	ج۔نفس پر قابو یافتہ
د۔حامل وحی	و۔طاقتور بہادر	ر۔کم سخن
ز۔صدقہ وخیرات کرنے والا	ح۔شکر گزار احسان مند	

(۳) جگت پتی یعنی معلم انسانیت

(۴) آخری اوتار کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوگی کہ وہ بدکاری کو مٹائیں گے اور اچھے لوگوں سے کچھ نہیں کہیں گے۔

(۵) آخری اوتار کے چار مددگار ہوں گے جو ہر طرح سے ان کی حمایت کریں گے۔ (یعنی خلفائے راشدین)

(۶) جنگ میں فرشتے ان کی مدد کے لیے آسمان سے اتریں گے۔ (آل عمران ۱۲۳)

(۷) آخری اوتار کا جسم پُرنور ہوگا ان جیسا پُرنور کوئی دوسرا اوتار نہیں ہوگا۔ (آپ ﷺ کے روئے

مبارک چودھویں رات کے چاند سے زیادہ تاباں اور درخشاں تھے۔ (رواہ انس بن مالک)

(۸) آخری اوتار کے جسم سے خوشبو نکلے گی جو ہوا میں مل کر لوگوں کے دلوں کو نرم کرے گی (میں نے کوئی عطر آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو سے زیادہ اثر آفرین نہیں پایا)۔ (رواہ انس بن مالک)

(۹) آخری اوتار معاشرے کی عظیم اصلاح کریں گے۔

(۱۰) آخری اوتار کی پیدائش شمبھل کے وشنوئس (وشنو بھگت) کے یہاں ہوگی اور والدہ کا نام سومتی ہوگا (شمبھل کے معنی ہیں ''امن کا گھر'' اور مکہ مکرمہ ہی دارالامن ہے وشنوجگت کے معنی اللہ کا بندہ اور سومتی کے معنی ہے ''امن والی یا آمنہ''۔

پنڈت اپادھیائے کالنکی اوتار کی علامات اور سرورِ کائنات ﷺ کے خصائل اور عادات وحالات میں پوری طرح یکسانیت پاتے ہیں اور آپ ﷺ کو ہی ہندوؤں کے کالنکی اوتار اور انتم رشی قرار دیتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ میرے ضمیر کی آواز ہے کہ میں کتاب لکھنے پر مجبور ہوا۔

(۸) ۱۹۰۷ء مین شری پرکاش دیو جی نے حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر ایک کتاب لکھی ''سوانح عمری حضرت محمد ﷺ بانی اسلام'' میں انہوں نے لکھا ہے:

آپ ﷺ ان بزرگ اشخاص میں سے ہیں جنہوں نے قانون قدرت کے موافق جہالت اور تاریکی کے زمانے میں پیدا ہو کر دنیا میں بہت کچھ صداقت کے روشنی کا پھیلایا اور لوگوں کو روحانی اور دنیاوی ترقی کا راستہ دیکھایا۔

جس طرح ہندوستان کو شاکیہ منی، گوتم بدھ، راجہ رام موہن رائے اور فارس کو زردشت اور چین کو کنفوشسی اور یہودیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فخر ہے ویسے ہی عرب کے لیے محمد ﷺ کا وجود ان کی عزت وعظمت کا باعث ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی ذات سے دنیا کو فیض پہنچا، ان کے لیے نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کو آپ ﷺ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

(۹) پروفیسر جی سنگ دارا نے ''رسول عربی ﷺ'' کتاب لکھی۔ فرماتے ہیں آؤ لوگو! دیکھو یہ طلسم حق ہے۔ اے آنکھوں والوں دیکھو تربیت کے سلسلہ کو درہم برہم نہ کرو اور نرنکار کے نور کو اجسام خاک میں نہ ملاؤ۔ آؤ لوگو! اس امین کو دیکھو یہ امن روپ ہے، یہ سندر سروپ ہے، اے کانوں والو! آؤ اس صادق کو سنو یہ قرآن ہے، یہ صداقت کا پیغام ہے۔

(۱۰) چودھری چھوٹو رام سابق وزیر ترقیاتی حکومت ہند نے قارئین سے گزارش کی ہے کہ میری مقدرت کے پیشِ نظر چشم پوشی سے کام لیں۔ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کا احترام و تقدیس پر ایمان ہے۔

''آپ ﷺ رُشد و ہدایت کا جو پیغام لائے وہ عالمگیر پیغام تھا۔ حضور ﷺ کا پیغامِ رحمت کرۂ ارض کے تمام ممالک، تمام اقوام اور تمام نوعِ انسانی کے لیے تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ ﷺ ایک انسان کامل تھے جنہیں مشیت ایزدی ہزاروں برسوں کے انتظار کے بعد نوع انسانی کو فسق و فجور، ظلم و معصیت اور بے دینی سے نجات دینے کے لیے پیدا کرتی ہے۔''

(۱۱) رانا بھگوان داس بھگوان نے ''پیکرِ خلق عظیم ﷺ'' میں فرمایا (اسلام میں) بنی نوع انسان کے ہر پہلو کو سنوارا گیا ہے۔ عبادات سے قطع نظر محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات نے زندگی کی ہر شعبہ کو نکھارا اور منزل رفعت پر پہنچا دیا۔ ہماری سماجی زندگی میں خوش خلقی کی صفت کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ شیریں کلامی اور رحمت و شفقت اہم اجزا خلق ہیں۔ قرآن مقدس میں اللہ عزوجل نے شیریں کلامی اور رحمت و شفقت کی ہدایت فرمائی اور محبوبِ رب العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''شہ زور اور طاقتور وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے غصے کو دبا دے۔'' ایک اور جگہ فرمایا ''کسی کے عیب تلاش مت کرو۔''

قیامت کے دن مومن کے اعمال کی ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہ ہوگی اور اللہ بدگو اور بدزبان شخص کو سب سے بُرا سمجھتا ہے۔''

(۱۲) دیوان چند شرما نے اپنی کتاب "Our Indian Heritage" کو بمبئی سے ۱۹۴۲ء میں شایع کرایا، اس کا ایک باب حضور ﷺ کی سیرت سے متعلق ہے۔

o ''جب مدینہ کی فضا توحید کے فلک شگاف نعروں سے گونج چکی بت پرستی سرزمین مدینہ سے نقش غلط کی طرح مٹ گئی۔ جب مدینہ کے در و دیوار سے ربانی وحدت کی صدائیں گونجنے لگیں تو آنحضرت ﷺ نے کعبہ کا رخ کیا اس مکہ سے جہاں سے آپ ﷺ کچھ عرصہ قبل کسمپرسی اور بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔''

o مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور قعر (تہہ۔ گہرائی) مذلت (رسوائی۔ ذلت) میں پڑے ہوئے مکی لوگوں کی کایا کو آنِ واحد میں پلٹ دیا۔ انہیں صراطِ مستقیم کا راستہ دکھا کر دنیا اور آخرت کی صعوبتوں سے بے نیاز کر دیا۔ انہیں سکونِ دل اور طمانیت قلب عطا کی۔''

o آپ ﷺ نے حقیقی جذبہ انکساری اور تحمل کے ساتھ روح کی بلندی اور قلب کی پاکیزگی اور شفقت کو کوٹ کوٹ کر ملا دیا۔''

(۱۳) مسٹر ناتھ رام ایم اے نے اپنے مقالے آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی خوبی پر خیال آرائی کی ہے۔

''بے شک صداقت میں فی نفسہ ایسی کشش موجود ہوتی ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر نبی کو اپنی زبان پر پوری قدرت حاصل ہونا چاہیے اور اسے درجہ فصیح و بلیغ (اور جامع) ہونا چاہیے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو بہترین الفاظ میں اور بہترین طریقے سے پیش کر سکے۔ آپ ﷺ کی زبان دانی کے جوہر چالیس سال کی عمر کے بعد (یعنی نبی ہونے کے بعد کھلے۔ احادیث میں ہمیں چار طرح کی چیزیں ملتی ہیں جو آپ ﷺ کی تیئیس سالہ تبلیغی زندگی کا آئینہ ہیں''۔

(۱) بعض قانونی دستاویزات ہیں مثلاً صلح نامہ حدیبیہ یا مدینے کے یہودیوں کے ساتھ عہد نامے۔

(۲) تبلیغی خطوط جو آپ ﷺ نے مختلف ملکوں کے بادشاہوں اور عرب قبائل کے رئیسوں کو لکھے۔

(۳) بعض خطبے جن میں حجۃ الوداع کا خطبہ سب سے زیادہ مشہور ہے کیونکہ انسانی حقوق کی منشور Human Rights Charter ہے۔

(۴) ''عام روزمرہ کی باتیں جن میں آپ ﷺ نے دینی اور دنیاوی مسائل پر اظہار رائے فرمایا۔''

(۱۴) سوامی آنند جنوبی ہند کے ممتاز مذہبی رہنما نے اپنے ایک تامل مضمون ''پیغمبر ﷺ اعظم۔ ایک معجزہ'' میں لکھتے ہیں:

''بدھ مت میں پورے چاند کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ مہاتما بدھ پونم (پورے چاند) کی رات ہی کو پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے گیان بھی بدر کامل کی رات میں حاصل کیا اور انتقال بھی بدر کامل کی رات کو ہوا۔ یہ بدر کامل آسمان پر نظر آتا ہے۔ لیکن ایک بدر کامل ایسا بھی ہے جو دھرتی پر چلتا پھرتا اور بھگوان وایشور کا پیغام پہنچاتا نظر آتا ہے۔ میرے نزدیک یہ بدر کامل حضرت محمد ﷺ ہیں۔ سورج جو ہمارے سیارے کی زندگی کا اصل منبع ہے اپنی حدت اور گرمائش سے پریشان کرتا ہے۔ لیکن بدر کامل انتہائی دل پسند انداز میں اپنا نور پھیلاتا ہے اور لوگوں کے لیے خوشی اور اطمینان کا باعث بنتا ہے۔ میرے لیے رسولِ اقدس ﷺ کی زندگی اور تعلیمات بدر کامل کی طرح ہیں۔'' (مسٹر اے آر واڈیہ بیرسٹر ایٹ لاء۔ پروفیسر مہاراجہ کالج میسور)

(۱۵) حضرت نبی کریم ﷺ بلاشبہ نسلِ انسانی میں سے عظیم الشان انسان تھے۔ بے شمار امور کے اندر آپ ﷺ کا

انصاف وعدل آپ ﷺ کا ترحم وتلطف آپ ﷺ کی سخاوت ومروت صاف صاف چشم بینا کو نظر آجائے گی۔ علاوہ بریں حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے عربی زبان کو چار چاند لگے اور آپ ﷺ نے حصولِ علم پر بہت زور دیا۔ جس کی وجہ سے دنیا میں سائنس اور علم کی ترقی ہوئی۔ عرب ہی علمی اور سائنسی تحقیقات کے جدید طریقوں کے موجد اور علمِ مساحت کے بانی تھے اور یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر ان ہی کے حاشیہ بردار تھے۔ البرٹ اعظم (Le Grand Albert) اور ایکویناس (Aquinas) عربی سائنس اور عربی فلاسفی کے عمیق مطالعہ کرنے والے تھے۔ راجر بیکن (Rager Bacon) جس کو یورپی سائنس تہذیب کا سنگِ بنیاد رکھنے والا سمجھا جاتا ہے اس کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے۔

o ''علم حاصل کرنے کا محض ایک ہی طریقہ ہے اور وہ عربی زبان اور عربی سائنس کا مطالعہ ہے۔ یہ ہے فضیلت علم کی سائنس کے اندر اور یہی حالت علم طب اور علم جراحی کے اندر۔''

یہ اسلامی عظمت وشوکت درحقیقت رسولِ خدا ﷺ کی تعلیم کا نتیجہ تھی اور وہ تعلیم کیا تھی۔ علم حاصل کرو خواہ چین میں ہی تم کو ملے۔

(۱۶) دیوان سنگ مفتوں ایڈیٹر ریاست۔ دلی

o ''قرآن وحدیث کے مطالعہ سے مجھ پر چند احادیثِ نبوی ﷺ کا بہت اثر ہوا۔ یا اللہ مجھے غریبوں کی صف میں رکھنا اور مرنے کے بعد مجھے مسکینوں میں جگہ دینا۔ اسی کا اثر ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں حق وصداقت کی آواز پیدا کرتے ہوئے بارہا خطرہ کو لبیک کہا۔
میں سکھ خاندان میں پیدا ہوا اور نسل کے اعتبار سے مجھے سکھ ہی سمجھنا چاہیے مگر ذاتی خیالات کے اعتبار سے میں حضرت مسیح علیہ السلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا اتنا ہی معتقد اور بھگت ہوں جتنا کوئی عیسائی یا مسلمان ہوسکتا ہے۔''

(۱۷) پروفیسر راما کریشنا راؤ کی کتاب Muhammad the Prophet of Islam میں سے کچھ اقتباسات

''میرے نزدیک وہ تمام فرزندانِ عرب میں سے زیادہ عالی دماغ انسان تھے۔''

سر ولیم میور کہتا ہے'' دنیا میں غالباً قرآن کے سوا کوئی دوسری کتاب نہیں ہے جس کا متن ۱۲۰۰ (اب ۱۴۰۰) سال گزرنے کے بعد بھی اسی درجہ خالص صورت میں محفوظ ہو۔''

''حضرت محمد ﷺ ایک تاریخی شخصیت ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر واقعہ نہایت احتیاط سے محفوظ کیا گیا ہے۔''

(۱۸) پروفیسر بیوان (Bevan) لکھتے ہیں محمد ﷺ اور اسلام کے بارے میں کتابیں جو یورپ میں انیسویں صدی کے آغاز سے پہلے چھپی تھیں آج ان کو محض قلمی عجوبے سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اسلام اور تلوار کا نظریہ آج کہیں بھی قابلِ لحاظ نہیں سمجھا جاتا۔ اسلام کا یہ اصول کہ مذہب میں کوئی زبردستی نہیں آج سب کو پوری طرح معلوم ہے۔

(۱۹) مورخ گبن (Gibbon) کہتے ہیں:

''مسلمانوں کی طرف ایک مجرمانہ اصول منسوب کیا جاتا رہا ہے کہ ہر مذہب کو تلوار کے زور پر ختم کر دیا جائے'' لیکن گبن کہتا ہے کہ'' جہالت اور تعصب کا یہ الزام قرآن سے مسلم فاتحین کی تاریخ سے نیز مسلم عوام کے رویہ سے غلط ثابت ہوتا ہے جو کہ ہمیشہ قانونی اور سماجی طور پر مسیحی عبادت کے ساتھ رواداری کا طریقہ اختیار کرتے رہے ہیں۔ محمد ﷺ کی زندگی کی عظیم کامیابی صرف اخلاقی طاقت کے ذریعہ ہوئی تلوار کی کسی مار کے بغیر۔''

(۲۰) سروجنی نائیڈو کہتی ہیں:

اسلام وہ پہلا مذہب تھا جس نے جمہوریت کی تبلیغ کی اور اس کو عمل کی صورت دی، کیونکہ مسجد میں جب اذانیں بلند ہوتی ہیں اور نمازی ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں تو اسلام کی جمہوریت روزانہ پانچ بار مجسم ہوتی ہے۔ میں اسلام کی اس ناقابلِ تقسیم وحدت کو دیکھ کر بار بار حیران ہوتی ہوں جو کہ آدمی کو طبعی طور پر بھائی بھائی بنا دیتی ہے۔ جب آپ ایک مصری، ایک الجزائری، ایک ہندوستانی یا ترک سے لندن میں ملتے ہیں تو ان میں جو فرق ملے گا وہ صرف اتنا سا ہے کہ ایک کی پیدائش مصر میں ہوئی اور دوسرے کی ہندوستان میں۔

(۲۱) مہاتما گاندھی لکھتے ہیں:

''کسی نے کہا کہ جنوبی افریقا کے لوگ اسلام کے ظہور سے ڈر رہے ہیں، وہ اسلام جس نے اسپین کو مہذب بنایا...... وہ اسلام جو روشنی کی شمع کو مراکش تک لے گیا...... اور دنیا کو اخوت کا مقدس پیغام دیا۔ جنوبی افریقا کے یورپی لوگ اسلام کے ظہور سے ڈر رہے ہیں کیونکہ اسلام

آئے گا تو وہ کالوں اور گوروں میں برابری کا اعلان کرے گا۔ ان کو اس سے ڈرنا چاہیے، اگر اخوت ایک گناہ ہے۔"

(۲۲) پروفیسر ہرگرونجی کے الفاظ میں اقوام کی جمعیت جو پیغمبر اسلام نے بنائی اس نے بین الاقوامی اتحاد اور انسانی اخوت کے اصول کو ایسی عالمی سطح پر قائم کیا جو دوسروں کو روشنی دکھانے والا ہے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو پیغمبر ﷺ کے داماد بھی تھے) خلیفہ منصور عباسی رضی اللہ عنہ جو خلیفہ وقت تھے اور دوسرے بہت سے خلفاء اور سلاطین اسلام عدالتوں میں معمولی آدمی کی طرح حاضر ہوئے۔ اذان کا کام ابتدائے اسلام میں برائی کا کام تھا۔ فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ (جو حبشی غلام تھے) کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دیں۔ اس وقت کچھ مغرور عربوں کو تکلیف ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے ان کو تنبیہ کی کیونکہ غرور اور تکبر کا یہ مزاج پیغمبر اسلام ختم کرنا چاہتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کا ان الفاظ سے استقبال کرتے کہ "یہ ہمارے سیدی آ گئے، یہ ہمارے سردار آ گئے۔"

(۲۳) برنارڈ شاہ (Bernard Shaw) "اگر کوئی مذہب ہے جو انگلستان ہی نہیں بلکہ یورپ پر اگلے سو سال کے اندر حکومت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ اسلام ہے۔"

(۲۴) عظیم جرمن شاعر گوئٹے (Goethe) نے کہا ہے "یہ کتاب (قرآن) تمام زمانوں میں سب سے زیادہ مؤثر کتاب کی حیثیت سے باقی رہے گی۔"

(۲۵) سر چارلس ایڈورڈ جیمس بالنڈ ہملٹن نے کہا ہے کہ "اسلام بتاتا ہے کہ انسان پیدائشی طور پر بے گناہ ہے (اور عورت اور مرد برابر ہیں) کیونکہ دونوں ایک ہی جوہر سے پیدا ہوئے ہیں۔"

"اسلام صنف نازک کا حامی بن کر آیا اور عورت کو یہ حق دیا کہ اپنے سرپرستوں کی وراثت کا حصہ دار بن سکتی ہے۔"

(۲۶) پروفیسر میسی نن (Massignon) کے مطابق "اسلام مبالغہ آمیز انتہاؤں کے درمیان توازن کو برقرار رکھتا ہے اور ہمیشہ کردار کی تعمیر پر زور دیتا ہے جو کہ تہذیب کی بنیاد ہے۔"

"پیغمبر (ﷺ) اسلام کی تعلیم کے تحت یتیم خانے قائم ہوئے دنیا اپنے یتیم خانوں کے لیے اسی پیغمبر ﷺ کی احسان مند ہے جو خود بھی ایک یتیم تھے۔"

(۲۷) تھامس کارلائل نے حضور ﷺ کے بارے میں لکھا ہے:

"یہ تمام خوبیاں انسانیت کی فکری آواز پارسائی، مساواتِ فطرت کے اس صحرائی فرزند کے دل میں جاگزیں ہونے کی وجہ سے آشکار تھیں۔"

(۲۸) ایک مغربی مورخ نے کہا ہے "کسی عظیم انسان کا امتحان تین باتوں کی روشنی میں لینا چاہیے:

(۱) کیا وہ اپنے معاصرین کی رائے میں حقیقی طور سے اونچے اخلاق کا حامل تھا؟

(۲) کیا وہ واقعتاً اتنا عظیم تھا کہ اپنے زمانے کے معیاروں سے بلند ہو گیا ہو؟

(۳) کیا اس نے اپنے بعد آنے والی دنیا کے لیے کوئی مستقل میراث چھوڑی؟

یہ بات اپنی جگہ واضح ہے کہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ عظمت کے اس معیار پر اعلیٰ ترین درجے میں پورا اترتے ہیں۔"

(۲۹) دائرۂ معارف برٹانیکا (Encyclopaedia Brittanica) میں لکھا گیا ہے:۔

o "محمد ﷺ تمام نبیوں اور دینی شخصیات میں سب سے زیادہ کامیاب ہیں۔" محمد ﷺ کی شخصیت ہمہ گیر ہے اور اس ضمن میں مکمل صداقت جاننا بہت مشکل ہے ان کی شخصیت کے خوبصورت مناظر یکے بعد دیگرے ڈرامائی طور پر سامنے آتے رہتے ہیں۔"

o "محمد ﷺ پیغمبر، جرنل، حکمراں، غازی، تاجر، مبلغ، فلسفی، سیاست داں، خطیب، مصلح، یتیموں کا ملجا، غلاموں کا والی، جج، پیشوا، ان تمام خوبصورت ادوار میں انسانی اعمال کے ان تمام دائروں میں آپ ﷺ ایک ذرِ نایاب معلوم ہوتے ہیں۔"

(۳۰) رینی ڈسکارٹز (Rene Descartes) نے حضور ﷺ کے بارے میں کہا کہ:

"وہ مکمل واعظ (Perfect Preacher) تھے اور وہ دنیا کے نایاب قسم کے افراد (Rarest Kin) میں سے ایک تھے۔"

موصوف نے ایک نظریہ پیش کر کے ساری دنیا میں تہلکہ مچا دیا کہ "آپ ہر چیز پر شک کریں۔ جب ثابت ہو جائے تسلیم کر لیں اور یقین کر لیں۔ انہوں نے اسے فلسفیانہ کسوٹی پر حضور ﷺ کو پرکھ کر تسلیم کیا۔"

(۳۱) ایڈولف ہٹلر (Adolf Hitler) مشہورِ زمانہ کتاب میری جدوجہد (Mein Kenepf) میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

o ''ایک عظیم خالقِ نظریہ (Theorist) شاذ و نادر ہی ایک رہنما بنتا ہے۔ ایک احتجاج کرنے والے میں مشکل سے یہ خوبیاں ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ (ہر موقع پر) ایک بہتر رہنما رہے۔ ان میں رہنمائی کی صلاحیت نہیں ہوتی۔''

o ''مختصر یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک نظریہ بھی پیش کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے رہنمائی کی اور کامیاب رہے۔ یہ دونوں صلاحیتیں شاذ و نادر ہی اکھٹی ہوتی ہیں۔ اور اس کو ہمیشگی بھی نصیب ہو۔'' مسولینی، ہٹلر، جمال ناصر، کارلس مارکس وقتی طور پر کامیاب ہوئے ہیں اور اپنی زندگی ہی میں شکست کھا گئے۔

(۳۲) محترم باسورتھ اسمتھ (Rev. Bosworth Smith) نے کہا ہے کہ:

''آپ ﷺ'' ایک مملکت کے سربراہ بھی تھے اور مکمل دینی تنظیم تھے۔ وہ جولیس سیزر اور یورپ کی شخصیات کے مجموعہ تھے لیکن وہ مذہبی پیشوا تھے لیکن اس کا دعویٰ انہوں نے نہیں کیا وہ جولیس سیزر کی طرح عظیم جرنیل تھے۔ لیکن کوئی مستقل فوج ان کے پاس نہ تھی نہ کوئی محافظ، نہ کوئی محل اور بغیر مقرر شدہ (Revenue) کے اگر دنیا میں کوئی شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کو خدائی طاقت حاصل ہے تو وہ محمد ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔''

(۳۳) تھامس کارلائل نے مزید لکھا ہے کہ:

''اسلامی تعلیم کے مطابق ہماری ساری طاقت خدا کی اطاعت میں چھپی ہوئی ہے چاہے وہ ہمارے ساتھ کچھ بھی کر رہا ہو چاہے وہ موت سے برتر کوئی چیز بھیج رہا ہو وہ بہر حال ہمارے لیے اچھی ہے اور یوں ہم اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔''

(۳۴) گوئٹے (Goethe) کا کہنا ہے کہ:

اگر اسلام یہی ہے تو کیا ہم سب اسلام میں نہیں رہ رہے ہیں۔ یہ وہ سب سے بڑی حکمت ہے جواب تک آسمان نے زمین پر آشکار کی ہے۔''

(۳۵) رائے صاحب شری لالہ رگھوناتھ سہائے نے ۱۹۴۰ء میں روشن ستارے کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب میں دس نامور مذہبی بزرگوں کے حالات درج تھے۔ ایک باب حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے متعلق تھا۔

''ان میں شروع سے ہی غور و فکر کی عادت تھی۔ اکثر چپ چاپ بیٹھے زندگی کے مسائل پر سوچا کرتے تھے۔ انہوں نے عربوں کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ انہوں نے اپنی

سادہ زندگی سے یہ ثابت کر دیا کہ کسی قسم کا پیشہ ذلیل نہیں بشرطیکہ راست بازی اور دیانت داری کو مدِ نظر رکھا جائے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

o ''جو بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا اور بچوں پر شفقت نہیں کرتا وہ امت میں سے نہیں۔
o خادم کا قصور دن میں ستر مرتبہ معاف کر دو۔
o پرائے مال پر نگاہ رکھنا حرام ہے۔
o جو چیز اولاد کے لیے بازار سے لاؤ، سب سے پہلے لڑکی کو دو۔
o جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ بدلہ نہیں لیتا اس لیے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ انتقام میں تاخیر کرو۔
o ایسا اشارہ کرنا بھی بُرا ہے، جس سے دوسرے کو رنج پہنچے۔''

(۳۶) ڈچ مستشرقین نے Encyclopaedia of Islam میں لکھا ہے کہ:

''اسلام کے اثرات تمام دنیا میں محسوس کیے گئے خاص طور پر دینی اور علمی فکر'' پر وہ لکھتے ہیں کہ اسلام کے تین عقیدوں نے تہذیب انسانی پر خاص اثر ڈالا ہے:

(ا) عقیدۂ توحید
(۲) عقیدۂ اخوت النسلِ انسانی و مساوات
(۳) عملی اور معقول تصورِ زندگی۔''

توحید نے بُت پرستی، نجوم پرستی اور دوسرے اوہام و خرافات کا خاتمہ کر دیا۔ اس طرح خوف غیر اللہ سے دور ہو کر انسان کے لیے تسخیر کائنات ممکن ہوئی دنیا کے سب مذاہب نے کسی نہ کسی صورت میں اسلامی توحید کا اثر قبول کیا اور اپنے اپنے ضابطہ عقائد میں ترمیم قبول کی۔''

(۳۷) مارٹن لوتھر (Marton Luther) کی تحریک تطہیرِ عیسویت پر اسلام کا اثر ثابت ہوا۔ کالون (Calvin) اور دیگر پر بھی۔

(۳۸) تھامس اکویناس (Thomas Acquinas) کے مسیحی افکار، دینی بھی اسلام سے متاثر ہوئے۔

(۳۹) راجہ رام موہن رائے کی برہمو سماج تحریک انڈین نیشنل کانگریس کی سماجی سوچ ذات پات، طبقات اور چھوت چھات پر اسلام کا اثر واضح اور ثابت ہے۔

(۴۰) آریہ سماج تحریک نے بُت پرستی، ذات پات اور دیگر معاملات میں اسلام کے اثرات قبول کیے اور غلط رسوم و رواج کے سلسلہ میں دوررس اصلاحات کیں۔

(۵۲) لالہ رام لال ورما، ایڈیٹر اخبار ''تیج''

''جمہوریت، اُخوت، مساوات یہ عطیات ہیں جو حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان کو عطا کیے۔'' (نقوش رسول نمبر ۱۲۶۴، جلد ۴، (تحفظ ناموسِ رسالت اور گستاخِ رسول کی سزا: ایچ ساجد اعوان)

(۵۳) فتح مکہ، پیغمبرِ رحمت ﷺ کی رواداری اور عفو و درگزر کا ایک تاریخ ساز واقعہ ہے۔ دشمنوں سے انتقام لینے کا سب سے بڑا موقع ''فتح مکہ'' کا دن تھا۔ جب وہ کینہ پرور سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے آئے جو نبی رحمت ﷺ کے خون کے پیاسے تھے تو آپ ﷺ نے انہیں یہ کہہ کر معاف فرما دیا کہ ''آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو''۔ رواداری کے حوالے سے نبی رحمت ﷺ کی سیرت طیبہ میں ''فتح مکہ'' ایسا تاریخ ساز واقعہ ہے جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔

(۵۴) انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا واحد فیصلہ:

یورپین سیرت نگار ای۔ ڈرمنگھم ''فتح مکہ'' کو انسانی نوعیت کا واحد تاریخ ساز واقعہ قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہے: ''مکہ کی فتح کے بعد جب مسلمان فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے تو محمد ﷺ نے ایک ایسا فیصلہ دیا جو انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا واحد فیصلہ تھا۔''

(۵۵) ایک اور یورپین اسکالر آر۔ ڈبلیو۔ اسکاٹ (R. W. Scott) لکھتا ہے:

''اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ دنیا کے بیشتر مذاہب تلوار اور طاقت کے بل بوتے پر پھیلائے گئے۔ اسپین میں مسلمانوں کی حکومت کو ختم کر کے مسلم آبادی کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ اس کے برعکس محمد ﷺ نے اپنی برتری، عناد، دشمنی، تعزیری اور انتقامی سزاؤں کے بغیر میدانِ کارزار میں بہادری کے ابواب تحریر کیے کھلی جنگ میں کوئی گھٹیا اور پست حربہ استعمال نہیں کیا۔''

(۵۶) صلح و آشتی کا بے مثل نمونہ:

مشہور سیرت نگار سوامی لکشمن پرشاد کہتا ہے:

جانی دشمنوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی اس انتہائی کریم النفسی اور رواداری کا عہد جدید کی داعویدار تہذیب و تمدن کی حکومتوں کی ان شرمناک عیارانہ چالوں سے مقابلہ کیا جائے جو انہوں نے ۱۹۱۴ء کی عالم سوز جنگ میں ایک دوسرے کو سامانِ خورد و نوش سے محروم کرنے کے لیے استعمال کیں تو اس کی قدر و قیمت اور وقعت بدر جہا بڑھ جاتی ہے۔ حضور انور ﷺ کی جنگ

اور لشکر کشی کا مطمع نظر ان خود غرضانہ مقاصد اور مصالح ذاتی سے وقیع تھا، جو زمانہ حال کی استعماریت پرست حکومت کا طرۂ امتیاز ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ دشمنوں پر ظفر مندی اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے بھی ان انسانیت سوز ذرائع سے کام لینے سے دریغ فرماتے تھے جو موجودہ جنگی طاقتوں کے ایک دوسرے کے مقابلے میں عیارانہ چالوں کا جزو لاینفک ہیں۔

سوامی لکشمن پرشاد ایک اور موقع پر کہتا ہے:

''آپ ﷺ کے اس عدیم المثال حکم سے جو آپ نے اپنے لشکر کو دیا ایسی محبت اور ہمدردی ٹپکتی ہے کہ اس کے تصور سے آج بھی انسان کے اخلاقی احساس میں عجیب رفعت و وسعت پیدا ہوتی ہے۔ جذبات صلح و آشتی کا ایسا بدیع المثال نمونہ تاریخ کے صفحات پیش کرنے سے قاصر ہیں۔'' (ماہنامہ ''المدینہ'' کراچی، رحمت للعالمین نمبر۔ مارچ۔ اپریل ۲۰۰۲ء)

(۵۷) اسمِ محمد ﷺ اور آسمانی شہادتیں:

(الف) ہندوستان کے مختلف علاقوں میں درج ذیل تاریخوں میں دنیائے آسمان پر بہ خطِ نور، نام نامی، اسمِ گرامی جناب محبوب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہوا، جسے ایک عالم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، مشاہدہ کیا۔ عوام الناس کا یہ آنکھوں دیکھا حال اخبارات و اشتہارات کی زینت بنا۔ ان شہادتوں کو دیکھ کر بے شمار غیر مسلم مسلمان ہو گئے۔ اس زمانے کے اخبار ''سیاست'' اور ''مسلم گزٹ'' اگر مل جائیں تو ضرور پڑھیے کہ یہ واقعات سید الانبیاء ﷺ کی نبوت کا منہ بولتا ثبوت ہیں:

تاریخ:	مقام:
۶ شعبان ۱۳۴۵ھ م/ ۸ فروری ۱۹۲۷ء	جبل پور۔ بھارت
۲۲ شعبان ۱۳۴۶ھ م/ ۱۵ فروری ۱۹۲۸ء	آگرہ۔ بھارت
۲۶ رمضان ۱۳۴۶ھ م/ ۱۹ مارچ ۱۹۲۸ء	پرتاب گڑھ۔ بھارت
۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ م/ ۳۱ مئی ۱۹۲۸ء	فرید پور (ضلع بریلی، بھارت)
۹ محرم ۱۳۴۷ھ م/ ۲۸ جون ۱۹۲۸ء	امرتسر۔ بھارت

(ب) پاکستان میں بھی پچھلے چند سال میں ایک ایسا ہی واقعہ لاہور کے مینار پاکستان کی جلسہ گاہ میں پیش آیا۔ جب پاکستان کے مشہور عالمِ دین سیرت طیبہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے تھے اور لفظ محمد ﷺ کے وسیع تر معنوی پہلوؤں پر روشنی ڈال رہے تھے۔ عین اسی وقت لفظ محمد ﷺ بادل کے ٹکڑوں سے بنتا ہوا دنیائے آسمان پر

مُرصّع ہوا۔ اس خوبصورت منظر کو ARY کے کیمرا مین کے کیمرا نے اپنی آنکھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کرلیا۔ اور پوری دنیا نے ARY کے ٹی۔وی چینل کے ذریعے اس منظر کا نظارہ کیا۔ یہ غالباً ۲۰۰۵ء کی بات ہے۔

(ج) حجری شہادت:

رائے سینا (نئی دہلی، بھارت) میں ایک بڑے پتھر کو جب تراشا گیا تو درمیان میں نامِ نامی جناب رسول معظم محمد رسول اللہ ﷺ نہایت صاف اور نورانی خط میں لکھا ہوا پایا گیا۔ اس زمانے میں اسمبلی کی عمارت زیرِ تعمیر تھی، لہٰذا اس پتھر کو اس عمارت میں نہ لگایا گیا بلکہ عجائب خانے میں داخل کر دیا گیا تھا۔ ایسے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔

(د) شجری شہادت:

جمادی الثانی ۱۳۴۰ ھ م/مئی ۱۹۲۱ء کو بمقام ٹنڈو سائب داد خان (ضلع حیدرآباد سندھ) مولوی محمد حسن صاحب کے مکان میں پیلو کے درخت پر موسمِ خزاں کے بعد جس قدر پتے آئے ان سب پر جناب روحی فداہ رحمت عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا اسمِ مبارک نہایت نورانی خط سے لکھا ہوا تھا، اسی طرح دیگر اضلاع سندھ میں درختوں کے پتوں پر جناب سید الانبیاء محمد عربی ﷺ کا نامِ نامی محمد اسی سن ۱۳۴۰ھ میں قدرتی خط سے لکھا ہوا ظاہر ہوا۔

تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ کلمہ طیبہ، آیاتِ قرآنی، اسمائے الٰہی اور حضور اکرم کا اسمِ گرامی مختلف چیزوں پر قدرتی طور پر لکھا ہوا ملتا رہا ہے۔ کوئی باہمت مردِ مومن اگر اس امر پر تحقیق کرے تو پی۔ایچ ڈی کے لیے ضخیم مقالہ تیار ہو سکتا ہے۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی حصہ ششم از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ)